بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

نشہ ہجران

اچھی ہی اسیری مجھے شکستہ پا کی
اچھا شکن بڑھایا گیسوئے پرشکن نے

۶۹۷ھ ہجری کا آغاز ہے دلی کا دلفریب سواد - بہار کا موسم ہے اور پہر دن چڑہا ہے دہوپ اسطرح اسوقت جا بجا پھیلی ہوئی ہے جسطرح آجکل دلی کے ہر گلی کوچہ میں آب آتش رنگ کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے اور سلاطین خلجیہ کا دوسرا بادشاہ علاء الدین کوشک† لعل کے اندر تخت سلطنت پر رونق افروز ہے - یہہ عالیشان عمارت ایشیائی فرنیچر اور شاہانہ تکلفات سے آراستہ ہے - تخت شاہی کے سامنے زرنگار کرسیاں قرینے قرینے سے لگی ہیں جنپر اراکین سلطنت مؤدب بیٹھے ہیں

† اب اس عمارت کا کہیں پتہ اور نشان نہیں یہہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ سلاطین خلجیہ کے عہد کی یہ عمارت دلی میں کس جگہ پر تھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلطان جی کی درگاہ کے پاس تھی - بارہ کھمبہ کی عمارت اور شیخ اللہ خاں بنگش کے مقبرہ کے پاس ایک ٹوٹا پھوٹا کھنڈر پڑا ہے جسمیں بہت سی قبریں بھی پائی جاتی ہیں اور جسکو عموماً لوگ لال محل کے نام سے نامزد کرتے ہیں غالبًا اسی کے پاس کوشک لعل کی عمارت ہوگی اور دیکھو تاریخ فیروز شاہی

سے و مینا سامنے رکھا ہے ساقیاں باہوش کمربستہ حاضر ہیں - اور کوئی دم میں
شیشہ کی لال پری نکلا ہی چاہتی ہے - علاء الدین کے منہ سے مئے دوشینہ کی بو
آ رہی ہے - رات کا خمار ابھی باقی ہے اور آنکھوں کے سُرخ سُرخ ڈورے بتا رہے
ہیں کہ جسقدر رات بِتائی گئی ہے وہ کم نہ تھی - علاء الدین کی خمار آلود آنکھوں کو ایک مرتبہ
حرکت ہوئی اور اسی اشارہ کے ساتھ آب آتش رنگ مینا کی گردن سے اچھو ہوکر
داہنے گلاس میں اُچھلنے لگا - قلقل مینا کی صدا سنتے ہی جام مے کی طرح میخواروں کی
منتظر آنکھیں کھل گئیں اور علاء الدین ایک جرعہ اس سے لیکر اسطرح کہنے لگا "کیا خوب
اور کیا ہی مقوی چیز ہے جس حلق سے اُتری بادشاہ ہوں" اور اسقدر کہنے کے بعد ان حاضرین
جلسہ میں سے ایک شخص کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے لگا گویا وہ اُس سے اپنے کلام کی
تصدیق اور داد چاہتا تھا - یہ ایک قوی ہیکل شخص تھا - شجاعت اور بہادری کی جھلکنے والی
نشانیاں اُسکے چہرے سے نمایاں تھیں اور اُسکی ظاہری شان و شوکت دیکھنے والے کو
بتا رہی تھی کہ یہ خاندان شاہی یا ارکان دولت میں سے کوئی معزز شخص ہے جسکو بارگاہ
سلطانی میں تقرب خصوصیت اور بادشاہ سے ایک قسم کی بے تکلفی کا بھی مرتبہ حاصل
ہے - اس شخص نے بادشاہ کی چشم میگوں کو جام مے کیطرح گردش کرتے دیکھکر شاہی
آداب و لحاظ کے ساتھ اسطرح عرض کیا "پیر و مرشد! بجا ارشاد فرماتے ہیں واقعی یہ
چیز ہی اسیطرح کی ہے - اسکے پیتے ہی اعضا و رگ و ریشے میں ایک قسم کی چستی اور قوت
آجاتی ہے - ذہن میں تیزی عقل میں حدت اور خیالات میں بلند پروازی - اسکی تعریف
شعراء سے پوچھئے ادہر انہوں نے اسکا ایک گھونٹ لیا اور ذہن عرش معلّے پر پہنچگیا
دور دور کی سوجھنے لگی اور چوٹی کے مضامین غیب سے نازل ہونے لگے - حکماء بھی اسکے
بہت سے فوائد اور اوصاف بیان کرتے ہیں اور میری تو یہ قطعی رائے ہے کہ اگر محرمات
میں سے کوئی چیز استعمال کیجائے تو پھر اس سے بڑھکر کوئی چیز نہیں"

علاء الدین نے ایک جرعہ اور نوش فرمایا اور پھر کچھ دھیان میں شاہی رومال کو اسطرح حرکت ہوئی۔ ۵

	کچھ بھی ہو یہی شراب انگور کیا چیز حرام ہو گئی ہے	

اہا ہا کیا چیز ہے!! (ایک گھونٹ اور لیکر) ذرا آپ کو بھی (ایک شخص کی طرف اشارہ کرکے) شوق کیجئے۔

آب آتش رنگ کا اثر اب علاء الدین کے دماغ کو گرم اور جنون کے دورہ کو اسکی دماغی کدرگاہوں میں تیز کر رہا تھا۔ اسکا ذہن دور دور پہنچ رہا تھا اور خیالات کی بلند پروازی اسکی زبان سے یہ جملے بہت تحیر کے ساتھ نکلوا رہی تھی "کیوں میاں سعد دولت و اقبال کے فتوحات کے سیلاب کو آپنے دیکھا۔؟" غالباً اس شخص کا نام سعد ہے۔ اور یہی وہ شخص تھا کہ جسکے لئے مے ناب کے عطا ہونے کا حکم ہوا تھا اسنے آداب بجا لا کر جام مے ابھی منہ سے لگایا ہی تھا کہ شاہی استفسار سنکر وہ اسطرح کہنے لگا۔ "جی ہاں پیر و مرشد جسطرح جمنا کے پانی کی لہریں ہمارے ہندوستان کی سرزمین کو سیراب کرتی ہوئی پھیلتی چلی گئی ہے۔ ممالک پنجاب میں سلطانی پرچم اکس آن بان کے ساتھ ہواؤں میں لہرا رہا ہے۔ ہندوستان کے مشرقی ممالک کی عظیم فتح مدتوں تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگی اور دکن کی بیمثل فتح جو ابھی حال میں اولیائے دولت کو نصیب ہوئی ہے اسنے تو ایوان دکن میں کچھ عجب کھلبلی پیدا کر دی ہے"

علاء الدین (ایک سانس لیکر) واقعی اس موقع پر الغ خاں اور نصرت خان نے نمایاں کام کیا دونوں بڑے شجاع اور بہادر شخص ہیں!!

منجم: ہاں انکی شجاعت میں کیا شک ہے۔ وہ ہمیشہ جس سرزمین پر گئے فتح انکے قدموں کے ساتھ ساتھ گئی مگر پیر و مرشد ظفر الدین ظفر خان سے بڑھکر تو کوئی بہادر نہ ہوگا!

علاء الدین (ہوشیار ہوکر) ظفر خان! بیشک تمہارا خیال بہت صحیح ہے واقعی ماشاء اللہ وہ بڑا بہادر ہے بہت شجاع (ایک جمہائی لیکر) مگر میرا کانشنس اور میرا انصاف مجکو اس کہنے پر مجبور کر رہا ہے کہ گجرات سے محصور مقام اور نازک موقع پر جہاں چاروں طرف سے ہندو راجاؤں کی زبردست ریاستیں شہر پناہ کی طرح گجرات کو اپنے آغوش حفاظت میں لئے ہوئے ہیں فتح حاصل کرنا اگر تعجب و محال سے خالی ہیں تو سہل ہی نہ تہا۔ (ایک جرعہ اور لیکر) اصل یہہ ہے کہ ما بدولت و اقبال کی سلطنت کی عالیشان عمارت کے چار رکن اسیطرح ہیں جسطرح موالید ثلثہ کے وجود اور قیام کے لئے اربعہ عناصر۔ اور اسپر ہم خدا کا جسقدر شکر کریں بجا ہے۔ آپ[۱]۔ الماس بیگ[۲]۔ الغ خان[۳] ملک ہزبر الدین ظفر خان اور ملک نصرت خان[۴] یہی چاروں وہ مستحکم رکن ہیں جنپر ہماری سلطنت قایم ہے (ساغر ہاتھہ سے رکھکر) الپ خان آپ اس امر سے واقف ہیں کہ عرب کی سرزمین سے دین اسلام کسطرح نکلا ہے؟ اور کسطرح وہ بطحا کی سرزمین سے نکلکر ساری دنیا میں پہیل گیا! (خودہی) شاید آپ اسکا جواب نہ دیسکینگے میں بتائے دیتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے چار اصحاب کی تحریک اور کوشش سے۔

ایسی حالت میں ما بدولت و اقبال خیال فرماتے ہیں کہ اگر اینجانب بہی اپنے ان چار یاروں کے ذریعہ سے اسلام کیطرح ایک اور جدید مذہب ایجاد کریں تو شاید نامناسب نہ ہوگا اسلام بہت افلاس اور عسرت کی حالت میں پہیلنا شروع ہوا تھا اور ہمارے جدید مذہب کے پہیلانے میں ہمارے شاہی احکام اور زبردست قوتیں شاید ہمکو کافی طور پر مدد دینگی۔"

علاء الدین شراب کے نشہ میں اسیطرح واہی تباہی بک رہا تہا اور حاضرین جلسہ حیرت زدہ چپ چاپ سناٹے میں بیٹھے اُسکی یہہ خرافات سن رہے تہے۔ مگر رعب و داب شاہی کے خوف سے اسکی زبان سے کچہہ نکالنا تو درکنار کسی کی یہہ بہی مجال نہ تہی کہ کوئی آنکہہ اٹھا کر حیرت اور افسوس کے ساتھہ اسکے مُنہ کی طرف دیکھہ ہی لیتا۔ الپ خان جو اس

اس نام سے اور کبھی سنجر کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے - دم بخود تھا زبان سے
کچھ کہتا تو نہ تھا مگر ہاں دل ہی دل میں اسطرح کہہ رہا تھا "تھوڑی سی اور چڑھ جائے
اسقدر نہ پی ہوتی - اور سچ پوچھئے تو شراب کا کیا قصور یہ بے پڑھے ہونے کا نتیجہ ہے
اور جاہل رہے ہوتے" یہہ ایسے خیالات میں تھا کہ شاہی گونج دہن میں رہنے والی
زبان کو اسطرح حرکت ہوئی "کیوں الپ خان! کچھہ جواب نہیں دیا!!"

الپ خان (سروقد کھڑے ہو کر دست بستہ) قبلۂ عالم بجا ارشاد فرماتے ہیں"
ابھی یہ جملہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ حاجب نے حاضر ہو کر دست بستہ اسطرح بارگاہ سلطانی
میں عرض کیا "جہاں پناہ الغ خان اور نصرت خاں در دولت پر کھڑے بارگاہ سلطانی
میں باریابی کی عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں"

علاء الدین (بہت مسرت کے لہجے میں) آ گئے! آنے دو" اور اسکی بعد
یہ دیکھا گیا کہ کوشک لعل کے صدر دروازہ کی چلمن اٹھی اور دو معزز شخص اس ایوان میں
داخل ہوئے - انکے گرد آلود چہرے بتا رہے تھے کہ یہ ابھی کسی دور دراز سفر سے
چلے آ رہے ہیں اور انکا فوجی لباس اور آلات حرب سے انکا آراستہ ہونا اس امر کی شہادت
دے رہا ہے کہ یہ دونوں ابھی کسی مہم کو سر کئے چلے آ رہے ہیں انہوں نے
آتے ہی فوجی قاعدے سے سلام کیا اور علاء الدین انکو دیکھتے ہی بہت مسرت کے لہجے
میں اسطرح کہنے لگا "آہا آپ آ گئے!"

وہی دونوں آنیوالے (دست بستہ تخت شاہی کے سامنے کھڑے ہو کر)
جی ہاں قبلۂ عالم - ابھی ابھی چلا آ رہا ہوں - خداوند والا کو گجرات کی فتح مبارک"

علاء الدین (خوشی کے لہجے میں) الحمد للہ تم بہادر ہو - فتح تمہارے قدموں کے ساتھ
لگی ہوئی ہے یہ ایک فتح کیا عجب کہ ایسی صدہا فتحیں تمہارے ہاتھوں سے ہونگی - مبارک
ہے وہ سلطنت جسکے رکن تمہاری طرح بہادر اور شجاع ہوں" اور اسکے بعد علاء الدین

کی آنکھ کے ایک اشارہ کے ساتھ یہہ دو لون نوجی شخص تخت سلطانی کے قریب ہی زرنگار کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب جام مے کو اُسیطرح گردش ہو رہی تھی جسطرح محفل رقص و سرود میں ان بات دار اور سُریلی آواز والیون کی بڑی بڑی جادو بھری آنکھوں کو حرکت ہوتی جاتی تھی اور علاء الدین آب آتش رنگ کا ایک گھونٹ لیکر اسطرح کہہ رہا ہے

"ملک نُصرت! مابدولت و اقبال نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو سُنا کہ آپکو اور ہمارے بھائی الغ خان کو اس مہم میں سخت تکلیفیں پیش آئیں" جس کے جواب میں ان آنیوالون میں سے ایک شخص نے اسطرح عرض کیا "حضور عالی ان مصیبتوں کو کیا عرض کرون۔ گجراتیوں کے ہاتھ جو تکلیفیں اُٹھائی تھیں وہ تو جو اُٹھائی تھیں مگر قبلۂ عالم ان نومسلم مغلون کے ہاتھوں جو صدمے اور ایذائیں اُٹھائیں اُنکی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔ جہان پناہ کے بھتیجے۔ نوجوان ملک علاء الدین کی قیمتی اور عزیز جان ان کمبختون نے تہ تیغ بیدریغ کی اور ان حضرت الغخان کی نوجان بھی بچ گئی"

علاء الدین "بے شک مابدولت و اقبال کو ان دو عزیز جانون کے ضائع ہونے کا بہت صدمہ ہے مگر اسکے ساتھ ہمکو اس امر کی بھی بے انتہا خوشی ہوئی کہ ہمارے بھائی الماس بیگ الغخان کی جان کی خیر ہوگئی۔ آخر یہ واقعہ کیا ہوا تھا؟ کیون الغ خان؟"

علاء الدین نے نصرت خان کا نام لیکر جو نکہ اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا تھا اس قرینہ سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ نصرت خان اسی شخص کا نام ہے اور جس شخص کو ابھی اس نے جانی الغخان کے معزز خطاب سے یاد کیا ہے وہ بھی اسکا دوسرا ساتھی ہے جو نہایت متانت کے ساتھ ابتک خاموش بیٹھا تھا اور دیکھئے اب وہ کیا کہہ رہا ہے۔

الغخان "پیر و مرشد جب ہم لوگ نہروالہ اور گجرات۔ دیوگڈھ اور بگلانہ کو زیر و زبر کرنے کے بعد [illegible] فیروزی کے ساتھ [illegible] واپس ہوے۔ اور قلعہ جوالور کے قریب پہنچے تو سپاہی لوگون کی حرص سے مال غنیمت کے حصہ لینے میں

اپنے حوصلے سے زیادہ دست درازی کی اور اسی سبب سے یہ فتنے اور فساد برپا
ہو گئے۔ نومسلم مغلوں کی فوج بگڑ گئی اور اُن کے سردار محمد شاہ نے فوجی لوگوں کو اس بغاوت
پر اور بھی اُبھارا۔ نہایت افسوس کی یہ بات تھی کہ اس بغاوت کی چھپی سازشوں سے ہم
لوگوں کو اسوقت خبر ہوئی جبکہ جہاں پناہ کے بھتیجے اور ملک اعزالدین عین غفلت کی
حالت میں ان ظالموں کے ناپاک ہاتھوں سے تہ تیغ یا سر بریدہ ہو چکے تھے۔ پیر و مرشد
وہ وقت بھی نازک تھا جبکہ باغیوں نے میرے خیمہ کو چاروں طرف سے دفعتہ
گھیر لیا تھا۔ رات کی تاریکی ہو رہی تھی اور اسوقت کا قدرتی اضطراب دوست اور دشمن میں
کسیطرح کا امتیاز نہیں ہونے دیتا تھا اور شاید میری جان کسیطرح نہ بچتی اگر میں خیمہ کی
رسیاں کاٹ کر دوسری طرف سے نہ نکل جاتا۔"

علاءالدین۔ "افوہ! ان ظالموں نے غضب ہی کیا تھا۔ اچھا اس بغاوت کی
بہت جلد اُن کو سزا ملے گی۔ دیکھا جائیگا۔ انکی سرکوبی بہت جلد کرنی چاہئے۔ فوج کا
اس طرح خودسر اور بیباک رہنا بہت ہی توجہ کے قابل ہے۔"

علاءالدین کے چہرہ پر غصہ کی معمولی سرخی اسوقت دوڑ رہی تھی کہ آب آتش رنگ سے
ایک بھتیجا بیگم اور اچھی اشارہ سے الماس بیگ اور نصرت خان اسطرح کہنے لگا۔ "حضور کے اقبال
سے بہت جلد وہ نمک حرام اپنے کیفر کردار کو پہنچینگے۔ اچھی طرح سے سرکوبی کی جائیگی۔"

علاءالدین (طیش میں آکر) ہاں ضرور ایسا ہونا چاہئے۔ بہت ہی جلد۔ مابدولت
واقبال خود بھی اس مہم پر چلیں گے۔ اللہ اکبر! نمک حرام باغیوں کے یہ حوصلے!"

علاءالدین کے غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ کو الغ خان نے اپنی دلخوش کن تقریر سے
اسطرح فرو کرنا چاہا۔ "اس مہم میں جو مال غنیمت اور بیاسے دولت کے قبضہ میں آیا
ہے اُسکے پیش کرنے کی عزت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

علاءالدین۔ "اچھا!"

ب مال غنیمت پیش ہو رہا تھا۔ بیشمار خزانے۔ بے بہا جواہرات اور موتی اور طرح طرح کی بیش قیمت اور نادر چیزیں تخت شاہی کے سامنے لائی جاتی تھیں اور علاء الدین انکو دیکھ دیکھکر محظوظ ہو رہا تہا۔ پھر یکبارگی کوشک لعل کے دروازوں پڑے ہوئے پردے اُٹھ گئے اور باہر کی کل سینری اچھی طرح نظر آنے لگی۔ باہر خلقت کا ہجوم تہا جمنا کے کنارے تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔ ایک طرف اُن ہاتھیون کا پرا تہا جو لوٹ میں آئے تہے۔ اور دوسری طرف اُن مرد اور عورتون کی جماعت تہی جو اپنے وطن سے چھوٹ کر اسوقت فاتح گجرات کے دربار میں قیدی بنکر آئے تہے۔ یہ ایک مختصر جماعت تھی جسمیں عورت۔ مرد اور بچے سب شامل تہے۔ سب کی کمریں اور زنجیرون سے جکڑی ہوئی تہین۔ انکے اُداس چہرون پر غربت کی خاک کا سپید پوڈر پھرا ہوا تہا اور اُن کی جھکی ہوئی گردنیں اور انکی بیکسی کی حالت انکے دل کیطرح غم سے انکی آنکھیں بہی آنسوؤن سے بہری تہیں۔ ان چیزون کے پیش کرنیکے بعد الغخان اسطرح کہنے لگا" گجرات کے سفر سے دو چیزین خاص حضور کے لئے لایا ہون اور کیا عجب ہے کہ جہان پناہ اُنکو پسند ہی فرمائیں"

علاء الدین "ہان ہان لاؤ"

اس حکم کے ہوتے ہی سامنے والی پڑی ہوئی چلمن اُٹھی اور ایک زرّین کمر غلام اسطرف آتا ہوا نظر آیا۔ اُسکا سن کیطرح پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہتا۔ بہت ہی خوشرو۔ اعضا میں تناسب۔ سر سے پانک سانچے میں ڈہلا ہوا۔ بہت ہی خوبصورت نہایت ہی شکیل اسنے تخت شاہی کے قریب آتے ہی کچھ اس شاہی داب و لحاظ کے ساتھ سلام کیا۔ دعا دی کہ جسقدر لوگ اسوقت یہاں موجود تہے ان سبکی آنکھیں بے اختیار اُسکی طرف متوجہ ہوگئیں۔ اسکے چہرہ کا لانا نقشہ۔ اسکی چوڑی اور بلند پیشانی اسکے سر کے چہوٹے چہوٹے بال۔ اسکے پہول سے رُخسارون اور سنگہٹری کیطرح بانائی

لب پر آئی ہوئی جوانی کی ہلکی ہلکی موندی کوپلیں یعنی سبزہ خوابیدہ کی ہلکی ملاحت اسکے دلفریب حسن
کو زمانے کے حسن و جمال سے ایک قسم کا خاص لطف اور مزا دے رہی تھی - اسکا گورا گورا بدن بالکل
نقرۂ خام کا معلوم ہوتا تھا حسین گلابی گلابی سرخ ہونٹ بلکہ اسکے حسن کا پیمانہ اور ہی سب کم
کر دیا تھا - علاء الدین اسکو ایک نظر دیکھتے ہی حیرت زدہ اسطرح کہنے لگا "یہ کون شخص ہے؟
میری نظر سے تو اس قدر خوشرو کا کوئی آدمی آج تک نہیں گذرا"

النعمان "یہ میرے ہمسایہ کا ایک غلام ہے جسکو اسنے ہزار دینار دیکر لیا ہے اور پھر بھی
بڑی نہایت مشکل سے اپنے آقائے ولی نعمت کی نذر کیلئے لایا ہوں"

علاء الدین "واقعی آپ بہت اچھا تحفہ لائے! اسوقت اسکے طرز سلام اور مودبانہ
کھڑے ہونے سے خیال کیا جاتا ہے کہ غالباً یہ خوش سلیقہ بھی ہوگا" علاء الدین کی زبان سے
اسقدر الفاظ ابھی نکلے تھے کہ اس خوشرو غلام نے شکریہ ادا کرنے کے طور پر نہایت ادب اور
لحاظ کے ساتھ نیچے فرش پر اپنے گھٹنے ٹیک کر اپنے سر کو تخت شاہی کے سامنے
جھکا دیا - اور علاء الدین اس سے مخاطب ہو کر اسطرح پوچھنے لگا "کیا نام ہے"
اور اسنے تخت شاہی کو بوسہ دیکر اسطرح عرض کیا "جہاں پناہ خانہ زاد کو کافور کہتے ہیں"

علاء الدین "ہوں خوب نام ہے (النعمان سے مخاطب ہو کر) اور دوسری کون
چیز؟" اس شاہی ارشاد کے سنتے ہی النعمان ایوان شاہی سے اٹھکر باہر چلا جاتا ہے
اور پھر دم بھر کے بعد واپس آتا ہے - اب اسکے پیچھے پیچھے ایک فوجی گارڈ کے حلقہ
میں چار عورتیں اسطرف آتی نظر آتی ہیں انمیں سے ایک تو آگے آگے ہے اور تین عورتیں
صف بستہ اسکے پیچھے پیچھے - انکے گورے گورے بدن سے اور نازک نازک کمروں سے بندھی
ہوئی رنگین ساریاں اور انکا زیور اس امر کا پتہ دے رہا تھا کہ یہ ہندو طریقہ اور مذہب کی
عورتیں ہیں سب سے آگے جو عورت تھی گو اسکی صورت شکل کو بھی وہی ساری اپنے
آنچل میں چھپائے ہوئے تھی جو پیچھے کی تینوں کے حال سے اس امر کا ثبوت دینے کے

سے نقل کرائی تھی کہ دیکھو نیچرل سادگی میں یہ بھبن ہے اور یہ بانکپن مگر اہل دنیا کے
کانٹ چھانٹ نے اس سادی وضع کو کیا سے کیا کر دیا - لیکن ہاں یہ ضرور تھا کہ بخلاف
اور ساریوں کے جو بہت گہرے اور شوخ رنگوں میں ڈوبی ہوئی تھیں اسکی ساری
کا رنگ بالکل ہلکا ہلکا گلابی تھا جسکے چاروں طرف کناروں پر سبز ریشم کا نہایت سبک اور
نفیس کام تھا - اور متن میں جا بجا چھوٹی چھوٹی بوٹیاں تھیں وہ بھی متفرق طور پر کہیں کہیں
اس عورت کا آگے آگے چلنا اسکا جڑاؤ زیور اور اُس کا مُکلف اور قیمتی لباس
زبان حال سے دیکھنے والے کو بتا رہا تھا کہ شاید پیچھے آنیوالی تین عورتوں پر اسکو
وہی اعزاز اور امتیاز حاصل ہے جو ماما اور سہیلیوں پر ایک معزز خاتون کو ہوتا ہے
لیکن یہ عجیب بات تھی کہ بخلاف ان تینوں عورتوں کے اس معزز عورت کا چہرہ
ساری کے آنچل سے کچھ کچھ چھپا ہوا تھا - اسکے حنائی داہنے ہاتھ میں ایک ریشمی
رومال بھی تھا جو اسکی آنکھوں کے سامنے سے کسیوقت ہٹتا ہی نہ تھا اب یہہ
حیا کی وجہ سے ہو یا اسکی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اپنے پاس سے ہٹنے کی اجازت
نہ دیتے ہوں اسلئے کہ رہ رہکر اسکے سر کی بیقاعدہ جنبش اور سر کے ساتھ اسکے
جسم کے بالائی حصہ کا حرکت کرجانا بھی اس امر کی خبر دے رہا تھا کہ شاید یہہ عورت
رو رہی ہے -

کوشک لعل کے اندر اسکا قدم رکھنا تھا کہ جسقدر لوگ اسوقت یہاں حاضر تھے ان
سب کی آنکھیں رعب حُسن سے اسکے استقبال کے لئے یک بیک اُسکی طرف
اُٹھ گئیں - اونچی نگاہوں نے بہت ہی بیتابی کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کیا اور
علاءالدین حیرت زدہ نظر سے اُسکی طرف دیکھنے کے بعد اسطرح کہنے لگا -
"الغ خاں یہہ عورت کسطرح آپکے ہاتھ لگی بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی ہے"

الغ خاں :- (خوش ہوکر) جسکو جہاں پناہ اپنی مبارک زبان سے خوبصورت فرمائیں

اُسکا کیا کہنا۔" اُسی خیال سے تو میں اسکو حضور کی نذر کے لئے لایا ہوں۔ یہہ اچھی اور اسکا مقدر اس سے بھی اچھا۔ قبلۂ عالم جب شاہی ظفر موج فوج مُلک گُجرات کو زیر و زبر کر رہی تھی وہاں کے راجوں سے تخت و تاج چھین لیا گیا تھا۔ شہر میں بھگدڑ پڑ گئی تھی اور نفسی نفسی کے سوا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اسی حالت میں یہ خوبصورت عورت بھی اپنے انھیں ساتھیوں کے ہمراہ ایک عالیشان مندر میں پائی گئی "

علاءالدین۔ (ایک گہری نظر سے اس عورت کی طرف دیکھکر) آخر اسکا کچھ حال بھی معلوم ہوا یہ ہے کون؟"

الغخان "قبلۂ عالم اس تحقیقات کی تو اب تک نوبت نہیں آئی اور زیادہ تر احتیاط کے خیال سے پہلے کسی کو اسکا دکھانا مناسب ہی نہیں سمجھا مگر قراین سے یہ کسی بہت معزز خاندان کی عورت معلوم ہوتی ہے"

علاءالدین " ہوں (اپنے دل میں) کسقدر غیور اور باحیا عورت ہے کہ چہرے کے سامنے کا آنچل کسیطرح ہٹنے ہی نہیں دیتی اور نہ رومال ہی کو مُنہہ کے سامنے سے ہٹاتی ہے مگر اللہ رے حُسن کی شوخی کہ رنگ بنی باہر نکل ہی پڑتی ہے (الغخاں سے مخاطب ہوکر) کچھ حالات پوچھئے تو سہی! - (اپنے دل میں) ہائیں! یہ اسکی ساری کا ہوا میں اُڑتے ہوئے آنچل کا رنگ سپید سپید کیسا!! (ذرا غور سے دیکھکر) اہا ساری کا اصلی رنگ تو بالکل سپید ہی ہے یہ گلابی گلابی اسکی رنگت۔ اسکے شوخ رنگ کی نیرنگیاں ہیں اُف ع

کس بلا کا رنگ ہے یہ جھلکی پیراہن پہ ہے

علاءالدین اپنے انہیں خیالات میں تھا کہ الغخاں نے اس خوبصورت عورت سے مخاطب ہوکر پوچھا "تمہارا کیا نام ہے اور کس خاندان سے ہو؟" لیکن اس کا

کچھ جواب نہ تھا - وہ خوبصورت عورت اسیطرح گردن جھکائے چپ کھڑی تھی -
علاء الدین رہ رہکر غلط انداز نظر سے اسکی طرف دیکھ لیتا تھا - اور جب یہاں
کے بیٹھے ہوئے سناٹے پر چند منٹ گذر گئے اور الغ خان سے
کہ رُک نہ سکا پوچھنے پر بھی اُسکے منہ پر لگی ہوئی مہر سکوت نہ ٹوٹی تو خود علاء الدین
اس خوبصورت عورت کی طرف مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگا "کیا نام ہے؟"
مگر اسکا بھی کچھ جواب نہ تھا - وہ عورت اسی طرح بُت بنی کھڑی تھی - اس
خموشی پر بھی جب چند سکنڈ گذر گئے تو علاء الدین نے پھر اپنے اُسی پہلے
سوال کا اعادہ کیا اور جب علاء الدین نے دیکھا کہ شاہی سوال دوسری مرتبہ اس
بار یاسکوت کے ساتھ ٹالا گیا تو اسکے چہرہ پر ایک قسم کی غیر معمولی سُرخی
پھیلنی شروع ہوئی اور نصرت بیگ اسی خوبصورت عورت سے اسطرح کہنے
لگا "دیکھیے بادشاہ سلامت کیا استفسار فرماتے ہیں جواب دو"
مگر وہاں سناٹا وہی سکوت وہی خموشی - بالآخر علاء الدین نے بہت پُرغضب
لہجہ میں ان عورتوں سے مخاطب ہوکر کہا "کیا تم سب کی سب بہری ہو یا تمہارا
مُنہ نہیں یا منہ میں زبان نہیں" یہ الفاظ علاء الدین کے مُنہ سے کچھ ایسے
کرخت اور بلند آواز سے نکلے کہ کوشک لعل کی سنگی عمارت گونج اُٹھی -
سب تھرا گئے اور وہ تینوں عورتیں جو اس خوبصورت عورت کے پیچھے کھڑی
تھیں ہاتھ جوڑکر اسطرح کہنے لگیں "مہاراج کی دیا سے سب کچھ سے
سننے کے لئے کان بھی ہیں اور بولنے کے لئے منہ میں زبان بھی - مگر
کہنے کی اجازت نہیں - مہاراج اودتی ہوا اسے ہم بتائے دیتے ہیں"
ابھی اسیقدر الفاظ ان عورتوں کی زبان سے نکلے تھے کہ اس خوبصورت عورت
نے مُڑکر انکی طرف کچھ اس قہر آلود نگاہ سے دیکھا کہ شاہی عظمت و جلال پر اسکا

رعب ان عورتوں کی نظر میں غالب ٹھہرا اور وہ فوراً دم بخود ہوکر سب چپ رہ گئیں۔
علاءالدین کا چہرہ اب غصہ سے تمتا گیا تھا۔ مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ جس کی وجہ
سے وہ اتنک۔ اپنے غصہ کو شاہی دماغ کے اندر ضبط کئے ہوئے تھا تاہم
اب اسکی تقریر کا پہلو کسیقدر بدل گیا تھا اور یہ تب جلے اسکی زبان سے نکل رہے
تھے کہ کسقدر بدتمیز اور بے ادب یہ عورتیں ہیں کہ بات کا جواب ہی نہیں دیتیں
(انہیں عورتوں سے مخاطب ہوکر) اب میں تم کو اپنے شاہی اختیارات کی
رو سے حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے حالات کو فوراً بیان کرو۔
اس [illegible] کہنا تھا کہ بے اختیار یہ خوبصورت عورت تھرا گئی اور روتی
ہوئی وہیں یہ جملے اسکی زبان سے نکلنے لگے وہ آسمان کی طرف ہاتھ
اٹھا کر کہنے لگی [illegible] بادشاہوں کے بادشاہ! تیرا ہی آسرا
علاءالدین کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اور ہیں مہاراج! ہم بہت ستائے
ہوئے ہیں۔ ابھی ہوش و حواس بجا نہیں [illegible] حضور کو اسقدر تصدیعہ دینے کی
تکلیف دیتی ہوں [illegible] سب سے پہلے بہت ادب کے ساتھ اپنی اس تقصیر کی
معافی چاہتی ہوں یہ خوبصورت عورت اسطرح کہہ رہی تھی اور اسکے ہاتھ کا
رومال جو ابتک منہ کے سامنے تھا اب نیچے گر پڑا تھا ایک چاند سا
نکل آیا اور [illegible] غیر معمولی [illegible] کی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی
پھیل گئی تھی ہاتھ [illegible] رومال کو ان پیچھے والی عورتوں نے
فوراً اٹھا کر [illegible] کر دیا کہ وہ سب اس خوبصورت عورت کی
[illegible] ہیں اب [illegible] وہ [illegible] کی نگاہیں
بہت [illegible] سیدھی [illegible] کسقدر صاف نظر آتا تھا۔ چہرہ کا
نقشہ بہت ہی پیارا پیارا تھا کھلی ہوئی چوڑی پیشانی۔ سر سے [illegible]

رخسار سے - بڑی بڑی غلافی آنکھیں جو اسوقت زار قطار آنسو بہا رہی تہیں - پہولونکی پنکھڑی کی طرح نازک نازک ہونٹہ تھے مگر مرجہائے ہوئے - پپڑیاں پڑی ہوئیں اسپر اعضا کا تناسب - پوری جوانی اور وہ بہرے بہرے بازو اور گدرایا ہوا بدن کچہہ نہ پوچہو کہ دیکہنے والوں کے دل کے ساتہہ کیا سلوک کر رہے ہونگے - ؎

	سر سے پانک ایک عالم ستانہ ہے چہائی ہوئی اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	

گو اسکے پیارے پیارے چہرہ پر دشت غربت کی اُڑی ہوئی خاک نے اسکے گل رخسار کے اصلی رنگ کے چہپانیکے لئے ہلکا ہلکا سپید پوڈر پہیر دیا تہا مگر ان نہ تہمنے والے آنسوؤں کا خدا برا کرے کہ انہوں نے اپنی جدول کشی سے چہرہ کے اصل رنگ کو جا بجا سے نمایاں ہی کر دیا تہا - اسکا سن تقریباً ۱۹ یا ۲۰ برس کا ہوگا - وہ اسی طرح گردن جہکائے چپ سناٹے میں کہڑی تہی اور علاء الدین اس سے اسطرح کہہ رہا تہا "اچہا معاف - تم اپنا حال بیان کرو - کون ہو کیا نام ہے ؟"

خوبصورت عورت "میں کیا عرض کروں کہ میں کون ہوں ایک آفت زدہ آسمان کی ستائی ہوئی - خانمان خراب - دور از وطن - گمنام - بس جس حالت میں مہاراج کے سامنے کہڑی ہوں وہی ہوں - حضور کی ایک قیدی وہ ہی کشتنی اور گردن زدنی" اور پہر بیچین ہوکر آٹہہ آٹہہ آنسو رونے لگی -

علاء الدین "ان باتوں سے تو کچہہ حاصل نہیں ہوتا - بادولت و اقبال کی باتوں کا جواب دو - سچ بتاؤ کہ تم کس خاندان سے ہو اور کیا نام ہے"

خوبصورت عورت "(ہاتہہ جوڑکر) مہاراج اس ننگ خاندان کا کوئی نام نہیں

قیدخانہ میرا وطن ہے اور قیدی میرا نام ہے" اور پہر جوش گریے نے بڑہکر اس کے حلق پر اپنا قبضہ کرلیا۔ سسکیاں لینے لگی۔ اور اُمڈے ہوئے آنسو اُسکی آنکھون سے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ اسکی یہہ حالت دیکھکر علاء الدین نصرت بیگ سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگا "اس خوبصورت عورت کی حالت تو اسوقت قابل رحم ہے۔ اسکا بڑہا ہوا جوش گریہ اسکو ایک لفظ کہنے کی بہی اجازت نہیں دیتا اور اسکی سہیلیاں بہی کچہہ بالکل معذور معلوم ہوتی ہیں۔ ان خیالات سے بہتر ہوگا کہ اسکا حال آپ اُن قیدیون سے دریافت کیجیے جو گجرات سے اسیر ہوکر آئے ہیں"۔

نصرت بیگ "پیر و مرشد میں سب سے دریافت کرچکا ہوں مگر خدا جانے یہہ کیسی مجہول الاحوال عورت ہے کہ سب قیدی اسکے حال سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اور ایک حرف بہی تو کوئی اسکی بابت اپنی زبان سے نہیں نکالتا"

علاء الدین "یہہ تو بڑی مشکل کی بات ہے (کسیقدر سکوت کے بعد) کسطرح دریافت کرنا چاہیے" اور اسقدر کہنے کے بعد وہ چپ سناٹے میں آجاتا ہے۔

کوشک محل میں اب سناٹا پہیلا ہوا تہا اور جسقدر لوگ یہاں موجود تہے ان سبکی آنکھیں نیچے جہکی ہوئی تہیں۔ اس پہیلے ہوئے سناٹے کو جس شخص کی گفتگو نے توڑا وہ وہی کافور ہزار دیناری تہا جس کو ابہی تہوڑی دیر پہلے الغخان نے شاہی بارگاہ میں پیش کیا تہا۔ اس غلام نے دو قدم آگے بڑہکر شاہی تخت کو بوسہ دیا اور دست بستہ مؤدب کہڑے ہوکر اسطرح کہنے لگا "بندگان عالی اسقدر متفکر کیون ہیں اگر اجازت ہو تو میں کچہہ عرض کردن"

علاء الدین (کافور کی طرف دیکہکر) "کیا کہو۔ تم واقف ہو؟"

کافور "ظل عالم یہہ غلام اچہی طرح واقف تو نہیں ہے مگر اُس نواح کا رہنے والا

ضرور ہے تو ان سے اتنا عرض کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ یہ حسن کی دیوی
رانی کرن رانی نہروالہ* کی رانی کنولا دیوی ہے"

کافور نے حقیقت میں اپنی تقریر شروع کی تھی اسیوقت سے یہ خوبصورت عورت
غور کر کے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی اور ابھی کافور غلام کی تقریر کا آخری جملہ ختم بھی نہیں ہوا تھا
کہ اس خوبصورت عورت کے چہرے کے رنگ میں بدیہی تغیر پیدا ہو گیا اس کے چہرہ
کا رنگ اور بھی پھیکا پڑ گیا۔ زردی دوڑ آئی۔ آنکھوں سے بہنے والے آنسو
خشک آنکھوں ہی میں خشک ہو گئے اور منہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ اس حسین عورت
نے اسوقت اپنے آپ کو بہت سنبھالا اور نہایت خودداری کے ساتھ وہ آپ ہی آپ
بڑبڑانے لگی "جہاں پناہ بالکل جھوٹ محض غلط"

علاء الدین نے اسی خوبصورت عورت سے مخاطب ہو کر "کیا سچ ہے! تم کنولا
رانی نہیں ہو؟"

خوبصورت عورت "میں کیونکر عرض کروں۔ بھلا مجھ کمبخت رانی کی ایسی قسمت
کیا قسمت ہمارا [illegible] خوشحال فرما سکتے ہیں کہ رانیاں اس [illegible] کے ایسا
کہیں ماری پھرتی ہیں کہ کوئی انکو گرفتار کر لے۔ کہاں رانی کنولا اور کہاں میں کمبخت؟"

علاء الدین (کافور سے مخاطب ہو کر) "تم نے کسطرح معلوم کیا کہ یہ کنولا دیوی
ہے؟"

کافور "خانہ زاد نے تو حقیقت میں عرض کر دیا ہے کہ میں نے رانی کنولا کو
اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ہے اور نہ وہ اسطرح عام طور پر کسی کو دیکھنے کیلئے ملسکتی
تھی مگر ہاں میرے کانوں نے اسکے بے مثال حسن کی تعریفیں بہت سنی ہیں اور
اُس سے جو سنے سنائے اوصاف ہیں اس حسن کی دیوی کے خداداد حسن و جمال

---

* نہروالہ اس وقت میں ملک گجرات کا دار السلطنت تھا [illegible]

اور خط و خال سے مطابق کرتا ہون تو میرا دل بے اختیار ہی گواہی دیتا ہو کہ اس
خیالی تصویر کی کوئی زندہ جیتی جاگتی مثال اگر اس عالم مثال مین ہوسکتی ہو تو وہ یہی
ہے" اس خوبصورت عورت کے چہرہ پر اب بے انتہا اوداسی چھا گئی تھی ہوائیان
چھوٹ رہی تھین - اسکی گردن نیچے جھکی ہوئی تھی - نگاہین نیچے فرش پر پڑی
لوٹ رہی تھین اور علاءالدین خاموش بیٹھا اسطرح سے اپنے دل ہی دل مین
باتین کر رہا تھا "کیا اچھا ہوگا اگر یہ رانی کنولا دیوی ہوئی - عجب نہیں جو یہ زیرک
غلام سچ کہتا ہو - کنولا کے عالمگیر حُسن کا شہرہ میرے کانوں نے بھی سُنا ہے
(اسی خوبصورت سے مخاطب ہوکر) کیون تم وہی ہو جو یہ کہہ رہا ہے؟"

خوبصورت عورت "سلاطین کی عالی بارگاہ مین ایک ہی بات کا باربار
عرض کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے - قیاسی اور اٹکل کی باتین ہمیشہ بے وقعتی
کی نظر سے دیکھی جاتی ہین - مین تو رانی کنولا کی سہیلیون کے برابر بھی نہین"

علاءالدین (اپنے دل مین) کنولا دیوی یہ ہو یا نہو مگر اسمین تو کوئی شک ہی
نہین کہ یہ حسن کی دیوی تو ضرور ہے اور اسی کے ساتھ شاہی خاندان سے ہونا بھی
یقینی ہے - اسکے تیور - اسکے عالی خیالات اور اسکی آزادانہ گفتگو جو ادب کا
پہلو لئے ہوئے ہے اچھی طرح اس امر کی خبر دے رہی ہے کہ جس عالی دماغ
سے یہ خیالات الفاظ کے قالب مین ڈھل رہے ہین اس مین حکومت اور
سلطنت کرنے کا مادّہ بھی ضرور ہے (اسی خوبصورت عورت سے مخاطب ہوکر) اسوقت
تمھارے چہرے پر اُڑتی ہوئی ہوائیان - ان باتون سے تمھارے چہرے کا بدلتا ہوا
رنگ اب مجکو بھی اس امر کا شک اور شبہہ دلا رہا ہے کہ عجب نہیں جو تم کنولا رانی ہو"

خوبصورت عورت (اپنا سر تھام کر) اب تک تو میرے ہوش حواس ہی بجا نہ تھے
مگر مہاراج کے اب اس فرمانے کے بعد میری زبان کی بھی یہ مجال نہیں رہی کہ

حضور کے فرمانے کے خلاف منھ سے کوئی لفظ بھی نکالوں" اور خاموش ہوکر رونے لگی۔ وہ اسیطرح کھڑی رو رہی تھی کہ علاءالدین اس سے مخاطب ہوکر پھر اسطرح کہنے لگا "اچھا اگر تمھاری خواہش اپنے وطن ہی جانے کی ہے تو جہان تم بتاؤ وہان مابدولت واقبال تمکو بحفاظت تمام بھجوا دین"

علاءالدین کی یہ تقریر سنتے ہی اس خوبصورت عورت کے چہرہ پر مسرت کے کچھ کچھ آثار نمایان ہوجاتے ہین اور وہ اسطرح اپنے دل ہی دلمین کہتی ہے "معلوم ہوتا ہے کہ میری گریہ وزاری پر اس ملکتس بادشاہ کو اب ترس آگیا (علاءالدین سے مخاطب ہوکر) مہاراج جگ جگ جئین ۔مجکو حضور نہر....." ابھی اسیقدر کہنے پائی تھی کہ فوراً کسی آنیوالے خیال نے اسکی زبان کو پکڑ لیا اور اسی کے ساتھ کچھ غور اور فکر کے آثار بھی اس کے چہرہ پر نمایان ہوگئے اور یہ اس طرح اپنے دل ہی دل مین کہنے لگی "کہین اس حیلہ بہانہ سے باتون ہی باتون مین میرا وطن تو نہین دریافت کیا جاتا ہے! اُف غضب ہی ہوگیا تھا۔ مگر میرا اسوقت کا بیموقع سکوت بادشاہ کے مزاج مین کچھ اور شک نہ پیدا کردے۔ جلدی سے (علاءالدین سے مخاطب ہوکر) بس مین گجرات کی سرحد تک پہنچا دی جاؤن یا پھر اسی مندر مین جہان مین اسیر کی گئی تھی"

علاءالدین (اپنے دل مین) افوہ! کسقدر ہوشیار عورت ہے میرا افسون چلگیا تھا مگر کمبخت بتاتے بتاتے سنبھل گئی۔ رُک گئی (اسی سے مخاطب ہوکر) اگر تم اپنے وطن کو چھپاتی ہو تو پھر تمھارا اسوقت کا یہ بے محل سکوت کیسا تھا۔ بات کرتے کرتے تم چپ کیون ہوگئیں؟"

خوبصورت عورت "(اپنے دلمین) مین تو کہتی تھی وہی خرابی پیش آئی!۔ (علاءالدین سے مخاطب ہوکر) مہاراج مین اسکی کیا وجہ بیان کرون زبان مین کانٹے

پڑ گئے ہین ۔حلق خشک باتین کرتے کرتے زبان بیٹھا ہو گئی ۔حلق ہن پھندا پڑ گیا جسکی وجہ سے فوراً مجکو چند سکنڈ کے لیئے خاموش ہوجانا پڑا جسکی مین بہت ادب کے ساتھ اپنے رحیم بادشاہ سے معافی مانگتی ہون "

علاالدین " (اپنے دل مین) ہان مین جانتا ہون (اسی عورت سے مخاطب ہو کر) اچھا تم اس مندر مین جاکر کیا کرو گی ! وہان چند پتھرون کے سوا تمکو کیا ملے گا! "

خوبصورت عورت " مہاراج سے پوشیدہ نہین ہے کہ مین ہندو دھرم کی عورت ہون ۔انھین پتھرون سے سر مارون گی اور جو کچھ مجکو ملیگا انھین سے ملیگا "

علاءالدین " تو پھر اسکے لئے گجرات کے جانیکی کیا ضرورت ہے یہان بھی تو بہت مندر ہین "

خوبصورت عورت " وہان کی آب و گل سے میرا خمیر ہے ۔وہان کی آب و ہوا مین مینے پرورش پائی ہے ۔وہان کی ایک ایک کنکری اور ایک ایک ذرے سے مجکو الفت اور محبت ہے مہاراج کی بڑی کرپا ہو گی "

علاءالدین " (جھنجھلا کر) غرض کہ تم اپنا حال کسیطرح نہ ظاہر کرو گی (الغخان سے مخاطب ہو کر) اس عورت کے دل و دماغ کو اسقدر دور دراز سفر کے تکالیف اور اس کے اعزا اقارب کی مفارقت کے رنج و غم نے بالکل بیتاب کر دیا ہے ۔چندے ابھی اس کو آرام و سکون دینا چاہیئے پھر دیکھا جائے گا " اور پھر یہ دیکھا گیا کہ علاءالدین کی چشم مبگون کے ایک اشارے کے ساتھ یہ چارون عورتین اسیطرح فوجی گارد کے حفاظت مین اس ایوان سے نکل کر ایک طرف کو چلی گئین ۔

اِن عورتون کے چلے جانیکے بعد علاءالدین الغ خان سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا " تمھارے دونو ہدیہ نہایت خوشی کے ساتھ ما بدولت واقبال پسند

اور قبول فرماتے ہین۔ انصاف کی یہ بات ہے کہ اس حسن و جمال اس صورت اور شکل کی کوئی عورت آجتک نہ کبھی دیکھی اور نہ سُنی۔ کنولا رانی کے حسن و جمال کا شہرہ ضرور سُنا جاتا ہے مگر وہ بھی شاید ایسی نہوگی اور اگر ہو گی تو بس یہی"
اور پھر الغخان اور نصرت بیگ کو خلعت وغیرہ عطا ہونے لگے۔ ان کامون سے جب فرصت ہوئی تو علاء الدین پھر الغخان سے اسطرح پوچھنے لگا "اس خوبصورت عورت کے آرام و آسایش کے انتظامات کر دیئے گئے ؟"

الغخان "پیر و مرشد سب انتظامات کر دیئے گئے ہین غالباً یہ کنولا رانی ہی ہے بہت جلد یہ راز کُھل جائے گا۔ یہ حال پوشیدہ نہین رہ سکتا"

علاء الدین "مابدولت واقبال کا بھی کچھ ایسا ہی خیال ہے (تھوڑے سکوت کے بعد) ہان تو ان نمک حرام مغلوں کا فوری انتظام ہونا چاہیئے کُل شاہی فوج کو حکم دیدیا جائے کہ وہ کیل کانٹے سے درست ہو جائین اور قلعہ جالور کے فتنہ و فساد مین جس جسکی سازش ثابت ہو انکو بہت عبرت انگیز سزا دیجائے۔ چیلدیو نے اور اس کے بھائی نے سیستان کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے اسکے محاصرہ کے لئے ملک ہزبر الدین ظفر خان کو جانا چاہیئے"

الغخان "بہت خوب"

علاء الدین (تھوڑے سکوت کے بعد) یہ سب انتظامات تو ہو گئے مگر تم نے دکن اور گجرات کا بھی قابل اطمینان انتظام کر دیا ہے ؟

الغخان "قبلۂ عالم وہان ایک معقول حصّہ فوج کا بیٹھے چھوڑ دیا ہے اور وہان کے اطراف و جوانب کے راجون کو ایسی فاش زک نہین ہوئی ہے کہ کچھ دنون تک وہ سر اُٹھا سکین۔ تاہم کامل طور پر تو انکی طرف سے ابھی اطمینان نہین ہو سکتا"

علاء الدین "جن کا تخت و تاج چھینا گیا ہے ملک و مال لوٹا گیا ہے۔ بیلدیو

کے ساتھ جنکا خون بہایا گیا ہے تم خیال کرسکتے ہو کہ وہ لوگ تمھاری مختصر فوج کے ساتھ کیا سلوک کرین گے۔ مرے خیال مین تو ایک نو مفتوح ملک کو اس بیسروسامانی کے ساتھ چھوڑنا آئین جہان بانی کے بالکل خلاف ہے"

الغخان "جہان پناہ کا ارشاد بجاہے مگر مینے جہان تک گجراتیون کا تجربہ کیا ہے اور انکے آپس کے نفاق پر گہری نظر ڈالی ہے اسکے اعتبار سے مجکو اس خیال کرنے کی قوی وجہ ہی کہ وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ پیرومرشد جو کچھ تجویز فرمائین گے وہ بہرحال اولی وانسب ہوگا"

علاءالدین "ابد دولت واقبال یہ مناسب خیال فرماتے ہین کہ تھوڑے دنون کے لئے شاہزادہ خضر خان مع تھوڑی اور فوج کے گجرات بھیجدیئے جائین - انکی وہان کی موجودگی کی وجہ سے دشمنون کی ہمتین پست حوصلے شکست ہوجائیں گے اور ہماری فوج کے دل قوی ہوجائین گے"

الغ خان "نہایت ہی مناسب - بہت بہتر" اس کے بعد علاءالدین تخت سے اٹھکر حرمسرائے شاہی مین چلا جاتا ہے - سب درباری رخصت ہوتے جاتے ہین اور کوشک لعل کے دروازے بند -

دوسرا باب

کیون تم وہی ہو

پوچھتے وہ ہین کہ غالب کون ہی

تم ہی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

کوشک لعل کے پشت پر ایک عالیشان شاہی محل کے اندر وہی نازنین عورت جسکو ابھی تھوڑی دیر پہلے تخت شاہی کے سامنے کھڑے دیکھا تھا اسوقت

ایک مکلف فرش پر چپ پڑی اپنے دل سے اسطرح باتین کر رہی ہے "

بیطرح پھنسی! مقدر نے ایسی جگہہ لا کر ڈالا کہ جہان سے نجات ملنا بظاہر

بہت مشکل ہے۔ میرے بیجا سکوت اور اپنا حال نہ بیان کرنے پر بادشاہ کو

کئی مرتبہ غصہ تو آیا مگر رام جانے ایسا کیا اتفاق پیش آیا کہ کچھ ضبط کر کے رہ گئے

ورنہ میرا تو رہ رہکر یہی خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی دم مین جان کی خیر نہین۔ اچھا

تھا گردن ماردیجاتی۔ سولی دیدیجاتی۔ اس بیعزتی کے جینے سے وہ مرجانا ہزار درجے

اچھا تھا۔ مین تو اسوقت اپنے راج اور اپنے مہاراج کی خیر منانے کی دعا مانگنے کے

لیئے مندر مین گئی تھی۔ مین کمبخت کیا جانتی تھی کہ وہان مین اس بپت مین مبتلا

ہوجاؤنگی۔ گرفتار کرلیجاؤنگی اور رانی سے ایک قیدی نیکران ملکتون کے دربار

مین اس بیعزتی کے ساتھ لائی جاؤنگی۔ ہے رام ہے رام! ہائے میرے

پاؤن کیون نہ ٹوٹ گئے۔ مین پتھر کی مورت بنکر اس مندر مین رہی ہوتی "

یہ انھیں خیلات مین غلطان وپیچان تھی کہ اسکے کانون مین کچھ آہستہ آہستہ باتین کرنے

کی آواز آئی اس نے اپنی بند آنکھین کھولکر دیکھا تو چند اور عورتین اسکی ساتھ والی عورتون

سے کچھ آہستہ آہستہ باتین کر رہی ہین۔ اس نے حیرت زدہ نظر سے ان نئی عورتون

کی طرف دیکھکر اپنی سہیلیون کو اپنی آنکھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا اور

جب وہ قریب آئین تو یہ آہستہ آہستہ ان نئی آئی ہوئی عورتونکی بابت پوچھنے لگی "

کہ یہ کون ہین "

وہی اسکی سہیلیان " مہارانی . . . "

خوبصورت عورت " (دانت کے نیچے انگلی دباکر) دیکھو! خبردار! میری

بابت یہ کلمہ کبھی زبان سے نہ نکلے۔ اور اگر اسوقت اور کوئی سن لیتا! بڑی بدتمیز

ہو۔ اسقدر سمجھا دیا اور یہ کمبختین نہین مانتین "

یہ خوبصورت عورت اسطرح کہہ رہی تھی کہ وہ نئی آنیوالی عورتین کسیقدر اسکے قریب آکر صف بستہ مودب کھڑی ہو رہین اور جیسی ہی اس خوبصورت عورت کی آنکھ ایک مرتبہ انکی طرف اُٹھی اور وہ سب کی سب عورتین نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ آداب و تسلیمات بجالائین۔

یہ خوبصورت عورت اب چُپ تھی چند منٹ تک وہ اسی سناٹے کے عالم مین چپ پڑی رہی مگر خدا جانے پڑے پڑے کیا خیال آیا کہ وہ ان عورتون سے اسطرح کہنے لگی "تم کون ہو۔ اور کیون کھڑی ہو؟"

وہی نئی عورتین "(ہاتھ جوڑکر) ہم سب حضور کی لونڈیان ہین اور بادشاہ سلامت کے حکم سے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہین"

خوبصورت عورت (طنزیہ لہجے مین) میری خدمت کیلئے؟ ایک قیدی کی خدمت ہی کیا۔ نہ میری کوئی ضرورت ہے اور نہ مجکو کیسکی ضرورت ہے۔ ہان اگر تمسے ممکن ہو تو تھوڑا سا زہر مجکو لا دو" اور یہ کہتے ہی کہتے اسکی آنکھون سے آنسو بہنے لگے چند منٹ رو لینے سے غم سے بھرا آنیوالا سینہ کچھ کچھ ہلکا ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ عورتین ابتک اسیطرح کھڑی ہین تو وہ پھر انسے اسطرح کہنے لگی "آخر تم کیون کھڑی ہو۔ جو خدمت مین تم سے لینا چاہتی ہون اگر تم وہ کر سکتی ہو تو زہر مجکو لادو مین تمھاری احسانمند بھی ہونگی ورنہ جاکر بیٹھو اپنا کام کرو"

وہی عورتین "ہے ہے حضور کیا فرماتی ہین۔ زہر کی ضرورت ہو آپکے دشمنونکو حضور ذرا مُنھ ہاتھ دھو ڈالین۔ خاک بالکل چہرے پر جمی ہوئی ہے۔ ہم سب منھ ہاتھ دُھلانے کا سامان لیکر حاضر ہوئے ہین"

خوبصورت عورت "میرا مُنھ دھونے کے لیئے میرے آنکھون کے آنسو بہت ہین (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) ہے رام ہے رام" اور پھر آنکھین بند کر لین۔

یہ ایک بڑی عالیشان سنگی عمارت تھی - اسمین متعدد کمرے تھے اور سب نہایت ہی تکلف فرش و فروش سے آراستہ پیراستہ تھے - باہر دروازہ پر فوجی گارڈ کا پہرا تھا اور کسی متنفس کا یہ یارا نہ تھا کہ بلا شاہی اجازت کے اسکے اندر داخل ہو سکے - آفتاب کی کرنیں بھی یہان اگر آتی تھین تو بالا ہی بالا چھپی ہوئی اور ہوا بھی آتی تھی تو ڈر کے مارے تھرتھراتی کانپتی ہوئی - وہ خوبصورت عورت ٹہین فرش پر آنکھین بند کیئے پڑی تھی اور دل ہی دل مین اسطرح باتین کر رہی تھی وہ مجکو یہان کا رنگ کچھ بیڈھب نظر آتا ہے - اس ملکس بادشاہ کی نگاہین مجھ سے کچھ اور ہی کہہ رہی ہین - ایک قیدی کے لیئے یہ آرام اور آسایش کے سامان نہین ہوتے - قید ہونے کے وقت سے یہان کے پہونچنے تک سفر مین جو آرام اور آسایش کے سامان میرے لیئے فراہم کر دیئے گئے تھے وہ مجکو بہت متحیر کیئے ہوئے تھے آخر اور بھی تو قیدی میرے ملک کے تھے ! مگر اب مجکو معلوم ہوا کہ اسکی وجہ ہی کچھ اور تھی - بہت ہی بیڈھب پھنسی - اور بڑی مشکل کی یہ بات ہے کہ میرا راز اب مین دیکھتی ہون کہ افشا ہوا جاتا ہے - گجرات کے قیدیون نے میرا حال ابتک چھپا کر مجھ پر بے انتہا احسان کیا مگر نہ معلوم یہ غلام کمبخت کہاں سے آگیا - ضرور اس نے مجکو کہین دیکھا ہے ورنہ اسطرح کبھی نہ پہچان سکتا - اسوقت مجھ سے یہ ضرور فروگذاشت ہوئی کہ جب وہ میرا حال بیان کر رہا تھا مین نے اسکی طرف مڑ کر دیکھا اور غالباً اسوقت میری دلی خجالت کی نشانیان میرے چہرہ پر نمودار ہو گئی ہونگی - بادشاہ کو بھی شک ہو گیا - اب میرا حال چھپا نہین رہ سکتا ! آخر اب مجکو کرنا کیا چاہیئے - ہائے پرماتما ! مین کس مصیبت مین پڑ گئی " اور اس خیال کے آتے ہی دل مین کچھ ایسی الجھن پیدا ہوئی کہ بے اختیار اسکی بند آنکھین کھل گئین اور آنکھ کھلتے ہی اس نے دیکھا کہ خاص اسکی سہیلیان اور شاہی لونڈیان سب ایک اسطرح کھڑی ہین شاہی لونڈیون نے اسکو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر دست بستہ پھر اسطرح عرض کیا " حضور منھ ہاتھ دھو ڈالئے اگر ہلو گون

سے پرہیز ہے تو خود آپ کی سہیلیان حاضر ہین"
خوبصورت عورت "(چین بابرو ہوکر) بس ایک مرتبہ کہدیا زیادہ دماغ پریشان نکرو" اور ساری کے آنچل سے منھ چھپالیا - گویا اسکی دل افسرگی کے سامنے یہاں کی کوئی چیز اس قابل نہتی کہ وہ اُنکی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھتی - اسکے تیور بدلتے ہوئے دیکھکر سب عورتین کانپ گئین اور سامنے سے علحدہ ہٹ کے آپسین اس طرح باتین کرنے لگین -
ایک " واقعی یہ کہین کی رانی مہارانی ہے - اس غربت اور قید کی حالت مین بھی یہ تیور یہ مزاج - اللہ اکبر"
دوسری " اور ماشاء اللہ صورت شکل کو تو دیکھئے - اس رنج وغم اور ان صدمون پر بھی کیسا حسن وجمال برس رہا ہے -
۶

	سو حُسن نکلتے ہین سو ماند جاتے ہین	

تیسری " مین تو جانتی ہون کل شاہی حرمسراؤن مین اس صورت اور شکل کی کوئی بیگم نہوگی"
چوتھی " (طنزیہ لہجے مین) شاہی حرمسرائین این تو کہتی ہون کہ دنیا کے پردہ پر کہین اس حسن وجمال کی کوئی عورت نہوگی - بس پری معلوم ہوتی ہو - پری"
پانچوین " ایسی نہوتین تو ہمارے بادشاہ سلامت انپر اسطرح فریفتہ کیون ہو جاتے تھین خدا کی قسم دیکھنا تو سہی سر کے گھونگر والے بال بل کھاتے ہوئے خیر سے کہان پہونچے ہین (اس خوبصورت عورت کی ایک سہیلی سے مخاطب ہوکر) کیون یہ کون ہین اور کہان کی رہنے والی ہین - ؟"
وہی سہیلی (دانت کے نیچے اُنگلی دباکر) چپ چپ - خبردار - زبان سے کچھ کہنے کی اجازت نہین" یہ اسطرح آپسین باتین کررہی تھین کہ شاہی آمد آمد کی

خبر اس محلسرا مین پھیل گئی - وہ خوبصورت عورت ابتک منھ چھپائے اسیطرح پڑی تھی -
اسکی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور دل ہی دلمین اسطرح باتین کر رہی تھی "
نہین معلوم وہ کہان ہونگے - مہاراج کی بھی کچھ خبر ہی نہ ملی - (ایک ٹھنڈی سانس
لیکر) ای میرے برگشتہ مقدر - اے ٹیڑھے آسمان اہئیں خاک مین ملاکر تجھے کیا
ملگیا!! ہائے میرے لئے انکا کیا حال ہوگا - مگر یقیناً میرے گرفتار ہوجانیکی خبر اُن کو
ملگئی ہوگی اور انھون نے بھی صبر کرلیا ہوگا وہ مجھسے چھوٹے - وہ مجھسے چھوٹا - گھر بار
چھوٹا - ملک و مال چھنا - راج چھنا - ہائے مجھسے زیادہ دکھیا بپت کی ماری کوئی دوسری
ہوگی (ایک بہت ٹھنڈی سانس لیکر) ہائے راجکماری! ابتوان آنکھ کو کسطرح دیکھنا
نصیب ہوگی! ہائے توبھی کیا یاد کریگی کہ میں نے کس ماں باپ کے آغوش عاطفت
مین پرورش پائی - آہ ہی اب کیا معلوم کہ تو اب تک بھی بچی یا نہیں اے میری
آنکھونکی پتلی! ای ابی محبت کرنیوالی ماں کی جیسی دیوتا دیوی اب تجھکو کسطرح دیکھا "
یہین تک ابھی اسکا خیال پہنچنے پایا تھا کہ اسکے قلب کی حالت دیکھ کر اسکے و ماغی
قوتون کے ہاتھ پاؤن بھول گئے - جو خیال جسجگہ تھا وہین ٹھٹک کر رہگیا دل بھر آیا
اور پُر آب آنکھیں بے اختیار رونے لگیں - روتے روتے سسکیان بندھ گئین ابھی
رونے کا تار ٹوٹا نتھا کہ علاء الدین اس محل کے اندر داخل ہوا -
یہ خوبصورت عورت اسوقت گریہ زاری مین اسطرح مصروف تھی کہ علاء الدین کے آنیکی اسکو
اسوقت تک خبر ہوئی کہ علاء الدین اسکے پاس پہونچ بھی گیا - بادشاہ کی تشریف آوری
کی خبر سنتے ہی اس خوبصورت عورت نے اپنا منھ کھولدیا اور جب اپنی پُر آب آنکھون سے
دیکھا کہ بادشاہ اسکے پاس کھڑا ہے تو یہ گھبرا کر جلد سے اٹھ کھڑی ہوئی - سارا ہے
داب و لحاظ کے ساتھ اسنے جھک کر سلام کیا اور گردن جھکا کر خاموش کھڑی ہوگئی -
علاء الدین اسکے غبار آلود چہرے پر بہے ہوئے آنسوؤن سے جدول کشی دیکھ کر

اسطرح کہنے لگا "کیا ابھی تک تمنے منھ نہیں دھویا؟"

خوبصورت عورت "اس بدنصیب کے منھ دھونے کے لئے اسکی قسمت کی فیاضی سے آنسو بہت ہیں"

علاء الدین "آخر کبتک!"

خوبصورت عورت "مجکو تو اپنی بدقسمتی سے یہی یقین ہوتا ہے کہ مرتے دم تک"

علاء الدین "کیا تم اپنے آپکو انیک بدقسمت ہی خیال کرتی ہو (اپنے دلمین) مگر جبتک مجکو اسکے حسب نسب کا حال تحقیقی طور پر معلوم نہو جائے اسوقت تک مجکو ایسا سوال نہین کرنا چاہیئے تھا"

خوبصورت عورت "(اپنے دلمین) دیکھا نا آخر وہی بات نکلی نا۔ وہ تو اسوقت کے تیور ہی بتا رہے تھے (بادشاہ سے مخاطب ہوکر) مہاراج جو شخص اپنے اعزا اقارب اور وطن سے چھوٹے ۔ دوسرے بادشاہ کے سامنے قیدیون کی طرح پیش کیا جائے اُسکے بدقسمت ہونے میں کچھ شک بھی ہو سکتا ہے"

علاء الدین "ہاں یہ سچ ہے مگر کیا تمھارے ساتھ وہی سلوک کئے گئے جو عموماً قیدیون کے ساتھ کئے جاتے ہین؟"

خوبصورت عورت "نہین حضور۔ مین کفران نعمت نہین کر سکتی مگر یہ مہاراج کا محض رحم و کرم تھا اور مین حضور کی اس عنایت اور خسروانہ مراحم کے شکریہ ادا کرنے کی ضرور جرات کرتی مگر میری خشک زبان میرے پریشان حواس اور اردو زبان سے میری ناواقفیت مجکو زبان کھولنے کی اجازت نہین دیتی"

علاء الدین "(طنزیہ لہجے مین) ہون۔ مگر ابھی تمنے یہ کیا کہا تھا کہ دوسرے بادشاہ کے سامنے قیدیوں کی طرح پیش کیا جائے اسکا مطلب تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شاہی خاندان سے ہو!"

یہ خوبصورت عورت اب چپ کھڑی تھی اسکا داہنا ہاتھ خم کھا کر اسکے بائیں بغل کے نیچے دبا ہوا
تھا اور بایان ہاتھ اسکی ٹھڈی کے نیچے اسطرح رکھا تھا کہ چھنگلی دانت کے نیچے دبا
لیگئی تھی۔ چہرہ پر ایک قسم کا بدیہی تغیر پیدا ہوگیا تھا اور علاء الدین اسکے چہرے کے اڑے
ہوئے رنگ اور بڑھی ہوئی خموشی کو دیکھکر اسطرح کہہ رہا تھا "کیون تم ہو نادہی رانی
کنولا ؟ (اس عورت کو خموش پاکر) آخر تم بولتی کیون نہین ہو۔ بتاتی کیون نہین ہو"
خوبصورت عورت "آپ ہین مہاراج کے فرمانے کے خلاف کیونکر کوئی کلمہ
زبان سے نکال سکتی ہون"
علاء الدین "معاذ اللہ۔ اس چھپانے کی بھی کوئی انتہا ہے" اور اسقدر کہنے
کے بعد علاء الدین مرصع پیش قبض اپنی کمر سے گھسیٹ کر اسکی سہیلیون کی طرف
یہ کہتا ہوا بڑھا کہ جلدی بتاؤ ورنہ کام تمام۔ ان سہیلیون کے آتے ہوش حواس بھاگے
خوف سے کانپ گئین۔ اور بے اختیار سب کی سب اسطرح کہنے لگین "ہان مہاراج
یہ رانی کنولا دیوی ہین" اس جملہ کا انکی زبان سے نکلنا تھا کہ اس خوبصورت عورت
کے چہرہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین۔ اُداسی چھاگئی اور ٹپ ٹپ آنسو اسکے آنکھون
سے گرنے لگے۔ اس خبر کے سنتے ہی علاء الدین کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار
ہوگئے پیش قبض میان مین کرلی اور وہین ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ اسوقت
بہت قدر کی نظر سے اس خوبصورت عورت کے بوٹا سے قد پر سر سے پا تک
بار بار نظر ڈال رہا تھا اور یہ کلمہ اسکی زبان پر جاری تھا "کیون تم وہی ہو" وہ خوبصورت
عورت اسیطرح ابتک زار قطار رو رہی تھی مگر زبان سے کچھ کہتی نہ تھی۔ علاء الدین
بھی خاموش بیٹھا ہوا دل ہی دلمین اس لطف کے مزے لے رہا تھا جو اسکی آنکھین اسوقت
کیسکی اچھی اچھی صورت کے نظارہ سے اٹھا رہی تھین۔ آنکھون سے اور دل و دماغ سے اشارہ
ہی اشارہ مین کچھ سرگوشیان کر رہا تھا اور وہ خوبصورت بھی عالم مثال بن اپنے

دل سے اسطرح کہہ رہی تھی "ہائے اب میرا راز افشا ہوگیا۔ کہین کی نہ رہی۔
ان حرامزدیون کو پیشتر سمجھے کمبختون نے کہی دیا۔ ہائے میرے خاندان کی کیسی
بے عزتی ہوئی۔ ہائے رام مین اسدن کے لیئے کیون زندہ رہی تھی" یہ انھین
خیالات مین غلطان وپیچان تھی کہ علاء الدین سے اس نے مخاطب ہو کر کہا "کیون
بہت چھپاتی تھین ! بہت چھپاتی تھین !! آخر کنولا رانی نکلین !!! اب بھی کہہ دو کہ
نہین۔ اچھا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ کھڑے کھڑے تمھارے پاؤن تھک گئے ہونگے"
یہ عورت سلام کرنے کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ جاتی ہے اور علاء الدین اس سے اسطرح
کہتا ہے "کیون رانی کنولا آخر تم اسقدر چھپاتی کیون تھیں ؟"

کنولا "مہاراج جس حالت مین مین تھی اور ہون یعنی ایک قیدی کی حیثیت میری
میری حیثیت مجھکو کسیطرح اس امر کی اجازت نہین دیتی تھی اور نہ اب دیتی ہو کہ مین رانی
کے معزز لقب کو اپنے نام سے ذلیل اور بدنام کرون"

علاء الدین "خیر اب تو تمھین اپنے کنولا دیوی ہونے مین کچھ شک اور شبہہ تو
نہین ہے"

کنولا اب خاموش تھی اور اسکا جھکا ہوا سر اب اور بھی نیچے جھک گیا تھا گویا وہ اپنے
اس انداز سے اس امر کو تسلیم کیئے لیتی تھی کہ جو کچھ علاء الدین اس سے کہہ رہا ہے وہ
سب سچ ہے گو وہ اب خاموش بیٹھی تھی مگر اسکی آنکھین اب بھی اپنے رونے کے
کام سے غافل نہ تھین اور علاء الدین بہت مسرت کے لہجے مین کہہ رہا تھا "خدا کا
شکر ہے کہ تم کنولا رانی نکلین (اسکی آنکھون سے ٹپکتے ہوئے آنسو دیکھکر) کیون تم
اسقدر آخر روتی کیون ہو ؟"

کنولا "اپنی قسمت کو۔ اپنے مقدر کو"

علاء الدین "کیون مقدر کا کیا قصور ! قسمت کا کیا گلہ ! تمکو تو اپنے مقدر سے

خوش ہونا چاہئے اور قسمت کا مشکور۔"

کنولا "مجکو حیرت ہے کہ بادشاہ سلامت یہ کیا ارشاد فرماتے ہین! کیا جسکا تخت و تاج ملک اور مال چھین لیا جائے۔ رانی سے لونڈی بنائی جائے اسکو رونا بھی نہین چاہئے؟ میرے خیال مین تو اسکی بچیا زندگی ساری عمر بھی اسکے رونیکے لئے کفایت نہیں کر سکتی۔

علاء الدین "ہمہ ہس نہین۔ اگر تم رانی تھین تو اب بادشاہ بیگم بنکر رہوگی اور پہلے اگر ایک معمولی راجہ رائے کرن کی بیوی تھین تو اب سکندر ثانی* علاء الدین کی۔"

کنولا نے بادشاہ کی اس تقریر کو کچھ اس حیرت اور تعجب کے کانون سے سنا کہ اسکی وہ باحیا آنکھین جنھون نے دو بدو ہوکر علاء الدین کو ابتک دیکھا بھی نتھا۔ علاء الدین کے چہرہ کی طرف بیساختہ دیکھنے لگیں۔ اسکی آنکھوں مین آنسو خشک ہوگئے۔ چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔ اسکے ابرو کے بل بل کی لیتے ہوئے چین جبین سے جاکر مل گئے اور وہ گردن جھکا کر اپنے دل ہی دلمین اسطرح باتین کرنے لگی "ہائے رام! اب مین کیا کروں۔ مین تو کسی دین کی نرہی۔ مین ایک راجپوت کی بیٹی اور یہ مسلمان ملکش ناپاک قصائی۔ ہمارے پاک دھرم کے دشمن۔ ہماری قوم کے دشمن۔ ہمارے ملک کے دشمن بھلا میرا اسکا کیا ساتھ! آگ پانی کی لاگ۔ بالکل غیر ممکن۔ ہو نہیں سکتا۔ جبتک میرے دم مین دم ہے۔ جبتک میری ان رگون مین راجپوتی خون دوڑتا رہے گا تب تک تو یہ ہونے سے رہا۔"

کنولا کا دماغ انھیں بگڑے ہوئے خیالات کا جولانگاہ بنا ہوا تھا کہ علاء الدین اس سے اس طرح کہنے لگا "کیوں غورت کیسی آگئین! میری بات کا جواب نہین دیا"

کنولا۔ (آبدیدہ ہوکر) مہاراج کی بڑی کرپا ہوتی اگر مین اپنے وطن بھیجدی جاتی اور

---

* علاء الدین نے اپنا لقب سکندر ثانی رکھا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۲

...ندگی سے آزاد کر دیجاتی تو اچھا تھا"

علا... سب کچھ منظور رہی مگر نہیں منظور ہے تو ایک مہرا کہنا!"

کنولا" (کانپ کر اپنے دل سے) پرمیشر! نہیں معلوم میں نے اس جنم مین ایسا کون قصور کیا تھا کہ اسکی سزا یہ مجکو دیجئی۔ اس ملکش بادشاہ کے مزاج میں برہمی پیدا ہوتی جاتی ہے یہ اچھا نہین (علاء الدین کے سامنے ہاتھ جوڑ کر) مہاراج میرے حوصلہ اور میرے مرتبہ سے بہت زیادہ میری عزت افزائی فرماتے ہین مگر مین اپنے قدردان بادشاہ کے حضور مین اسقدر عرض کرنیکی جرأت کرتی ہون کہ جو استری اپنے اس شوہر کے چھوٹے کا حس نے وفاداری کے ساتھ ایک عرصہ تک اسکا ساتھ دیا ہو کچھ دنون تک بھی سوگ اور غم نہ کرے ایسی بیوفا استری کے نسبت کوئی کیا خیال کرسکتا ہے اور اپنی نسبت اُس سے کوئی کس قسم کی امید رکھ سکتا ہے!"

علاء الدین" ہان ہان تمھاری ہی وفاداریاں اور یہی خوبیان تو اور بھی اس اصرار پر مجکو مجبور کرتی ہیں۔ مین جانتا ہوں کہ تم ایک وفادار رانی ہو اور جسکی ہوکر رہوگی تمہارا یہ خلقی وصف تمکو اسکے ساتھ بھی وفاداری کرنے پر مجبور کرے گا"

کنولا" میرے بادشاہ اگر یہ وصف مجھ مین ہے۔ اور اس وصف کو حضور اچھا بھی خیال فرماتے ہیں تو مین ہاتھ جوڑ کر عرض کرتی ہون کہ مجکو میری وفاداری پر قائم رہنے دیجئے۔ مجھ کو جلتی ہوئی آگ میں پھاندپڑتے دیجئے۔ جل مین ڈوب مرنے دیجئے پرمیشر آپ کا بھلا کرے گا مجھ سے اچھی اچھی ہزارون استریاں حضور کو مل رہین گی"

علاء الدین" رانی ہونے کے اعتبار سے غالباً تم ان حقوق اور اختیارات کو اچھی طرح جانتی ہوگی جو اسوقت تمکو تمہیں حاصل ہیں۔ مگر تم اپنی اچھی صورت کی طرح سیرت کی بھی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اس لئے ابتک میں نے تمپر کوئی جبریہ کارروائی نہین کی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر بار تمھاری تقریر کا پہلو ہمارے مزاج کے خلاف نکلتا ہے

جسکو وہ کان کسیطرح نہین سن سکتے جس مین بادشاہت کی زرا بھی ہوا بھری ہو تمہارے
حق مین یہی مناسب ہے کہ تم میری ہو کر رہو اور جو کچھ مین کہون اسکے خلاف ایک لفظ
بھی زبان سے نہ نکالو" کنولا کا چکر کھاتا ہوا سر اب اسکے ہاتھ پر رکھا ہوا تھا گردن نیچے
جھکی ہوئی - چہرہ پر اداسی مین ملی ہوئی ایک قسم کی سپیدی دوڑ آئی تھی - ٹھنڈی
ٹھنڈی سانسین اسکے مزاج پرسی کے لئے اسکے منھ تک آتی تھین - اور اسکی
زندگی سے بیزار بیٹھے دیکھکر دبے پاؤن پیچھے پلٹ جاتی تھین - اسکی آنکھین بند
تھین اور دل ہی دلمین اپنے اُڑے حواسون سے گھبراہٹ کے عالم مین اسطرح پوچھ
رہی تھی - کیون اب مجھکو کیا کرنا چاہئے - مین اسدن کے لیئے کیون زندہ رہی
تھی یکلخت مہارانی میری خبر لینا! میرے پاک دیوتون تمھاری مخفی فیض کی اسوقت
ضرورت ہے - اے میرے پریشان حواسو! کچھ تمھین صلاح دو - یہ بہت صحیح ہے کہ
اس ملک کے بادشاہ کو ہر طرح کا اختیار مجھ پر اسوقت حاصل ہے - وہ سب کچھ
کرسکتا ہے اور مین کچھ نہین - اے میری محبت کرنیوالے راجہ اے میرے چھوٹتے
والے سرتاج! تو یہان نہین ہے مگر تیری روح تیرا محبت کرنیوالا دل میرے پاس
ضرور ہوگا - میری اسوقت کی مجبوری میری گواہ رہیو - میری بےبسی اور بیکسی شاہد رہیو"
اور ان خیالات کے آتے ہی ایک قسم کا اندرونی جوش پھر اس کے دل مین پیدا
ہو گیا - سپید پڑجانیوالے چہرہ پر ایک قسم کی سرخی پھر دوڑنے لگی اور اسکی خشک آنکھون
مین پھر وہی آب پیدا ہو چلی جو آنسو ڈبڈبا آنے مین ہوتی ہے اسنے ایک بہت گہری ٹھنڈی
سانس لیکر اپنا جھکا ہوا سر کسیقدر اوپر اٹھایا اور اسطرح بارگاہ سلطانی مین عرض کرنے
لگی "مہاراج نے اگر برج بھاشا یا ہندی کوونکی شاعری ملاحظہ فرمائی ہوگی تو غالباً
حضور اس امر کا اچھی طرح فیصلہ کرسکین گے کہ ہندو دھرم کی استریان اپنے شوہر سے
کسقدر مالوف ہوتی ہین اور اُنکے بیکنٹھ باش ہوجانے پر وہ کب کیا کر گذرتی ہین"

علاء الدین: ہان ہان مین جانتا ہون ہندی کبیشر اور گو کے عورتون کو
عاشق اور انکے خاوندون کو انکا معشوق باندہتے ہین اور جب انکے شوہر مرجاتے
ہین تو انکی وفادار بیبیان انکی چتا کے ساتھ جلکر خاک ہو جاتی ہین - مگر اس سے تمہارا
مطلب! (خود ہی) یعنے جو مین کہتا ہون وہ منظور نہین اور یہ منظور"

کنولا (ہاتھ جوڑ) میری یہ مجال نہین کہ مین مہاراج کے حکم سے کسی قسم کی سرتابی
کرون مگر ہان اس قدر تہوڑی مہلت کی ضرور خواستگار ہون کہ میرا دل اور میری
طبیعت میرے بگڑے ہوئے حواسون کی طرح کچھ کچھ میرے قابو مین آجائے اور
مین اپنے نیک و بد کے معاملہ مین کچھ غور اور فکر بہی کر لون"

علاء الدین: خیر اسکا مضایقہ نہین - دو چار روز کی مہلت تمکو دیجاتی ہے
مگر یہ خوب یاد رکھو کہ میرے حکم کی تعمیل ضرور کرنی ہوگی - اگر خوشی سے نہین تو جبریہ -
اب تمکو غسل کرنا چاہیئے - بیگماتی لباس زیب تن کرو اور خاصہ نوش کرو" اسقدر
کہنے کے بعد علاء الدین کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسی کے ساتھ کنولا بہی -
علاء الدین کو خدا جانے اسوقت ایسی کیا ضرورت تہی کہ گو ابہی یہانسے اٹھنے کو اسکا
دل نہیں چاہتا تھا مگر اٹھنا تھا سہی لیکن اسکے قدم اب بہی نہین اٹھتے تہے وہین کھڑے ہو کر شاہی
ماما اور سہیلیون کو اسطرح حکم دیا "دیکھو انہین حمام مین لیجاؤ - شاہی توشک خانہ سے نفیس
نفیس پوشاکین نکلوا کر انکے سامنے حاضر کرو - خاصہ چنا جائے مغلانی اور استانی کو
بلاؤ کہ وہ انکو تعلیم اور تلقین کرے - خبردار کسی قسم کی انکو تکلیف نہونے پائے"
ان سب کے جواب مین شاہی سہیلیون کی صف سے جو صدا آئی وہ یہی تہی "بہت اچہا
حضور - مگر قبلہ عالم ہم فرمانبردارون کا کام تو ادب کے ساتھ عرض ہی کرنا ہے
مہارانی صاحب کو جہان پناہ سمجھائے جائین"

علاء الدین: ہان ہان - مینے سمجہا دیا اب یہ انکار نکریگی (کنولا کے شانہ پر ہاتھ

(دیکھکر) دیکھو اپنے آپ کی مرضی کے خلاف اب کوئی بات ہو (کنولا کو ایک ادا کے
ساتھ خاموش کھڑا دیکھکر) کنولا رانی! تمنے اپنی اچھی صورت کیطرح نام بھی کتنا پیارا
پایا ہے۔ پانی کی سپید سپید سطح پر کنول کا تیرتا ہوا پھول جب صبح کا
نکلنے والا آفتاب اپنی سنہری سنہری کرنیں اسپر ڈال رہا ہو ضرور اچھا معلوم ہوتا
ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ حسن کے طوفان خیز دریا میں تمسے اچھا کوئی کنول کا
پھول آجتک نہ پھولا ہوگا۔ اچھا اسوقت چند ملکی معاملات مجکو طے کرنا ہیں تم آرام سے
بیٹھو میں اب جاتا ہوں" اور اسقدر کہنے کے بعد سب کا سلام لیتا ہوا اس محل سرا سے
نکل کر ایوان خاص کیطرف چلا جاتا ہے

تیسرا باب

سچ کا بول بالا

صادق ہوں اپنے قول کا غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

علاء الدین خلجی کے فتوحات کا سیلاب چونکہ دور دراز ملکوں تک پھیل گیا ہے
سیتان کا قلعہ اسکے تصرف میں آگیا ہے۔ باغی مغلوں کو کافی سزا ملگئی ہے
دودہ خان کے بیٹے قتلغ خواجہ کو جسنے دو لاکھ+ سواروں کی جمعیت سے دریائے
سندہ سے گذر کر دہلی کے محاصرہ کا قصد کیا تھا فاش ہزیمت ہوئی ہے اور علاء الدین
کو اسکے مقابلہ میں ایک بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے اسوجہ سے تھوڑی ہی دنوں کے بعد اسکا
وہ دماغ جو خلقی نخوت سے پہلے ہی قابو میں نہ تھا اب عرش معلی پر پہونچ گیا ہے۔ خزانوں کی
کثرت۔ اولاد کی زیادتی اور کنولادیوی جیسی حسینہ اور جمیلہ عورت کا اسکے سلسلۂ
ازدواج میں آجانے سے اسکے قلب اور دماغ میں کبر اور غرور کا ایک ایسا مادہ پیدا

+ اس لڑائی میں بروایت صحیح علاء الدین تین لاکھ سوار اور دو ہزار سات سو جنگی فیلوں سے دشمن کا مقابلہ کیا تھا۔ تاریخ فرشتہ والا لکھتا ہے کہ ہندوستان میں اسلامی عہد میں اس لڑائی سے ایکہزار ایکسو دو ہجری تک ایسی بڑی لڑائی کوئی نہیں ہوئی ۱۲ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

ہو گیا ہے کہ اب کسیطرح اسکا مزاج ہی نہیں ملتا۔ بڑی بڑی تعجب خیز ادعا اسکے
دل میں۔ انکے انکے خیالات جو بشری طاقت اور حوصلے سے کوئی
مناسبت ہی نہیں رکھتے اسکے دماغ میں پیدا ہو چلے ہیں۔ ہفت اقلیم کے
فتح کرنے کا اسنے ارادہ کیا۔ اسکندر ثانی لقب اختیار کیا اور اسی کے ساتھ
یہ خبط بھی سمایا کہ مذہب اسلام کیطرح ایک نیا مذہب نکالے اور ساری دنیا کو
اس نئے مذہب کے قبول کرنے پر مجبور بھی کرے۔

اسوقت رات کے تخمیناً ۸ بجے ہونگے۔ لیلی شب کے بکھرے ہوئے سیاہ تاب
گیسوؤں کے رنگ کے عکس نے کل کائنات پر ایسا قبضہ کر لیا ہے اور دنیا والے ابھی
پردہ ہی پردہ میں خدا جانے اسوقت کیا کیا کر رہے ہیں۔ علاء الدین اکثر یاران
جلسہ کی بے تکلف صحبت میں کوشک لعل کے اندر بیٹھا اسطرح تک رہا ہے "کیوں
الماس بیگ الغ خان اسکو ایسا کرنا چاہیئے یا نہیں اور قیامت تک میرے نام کے باقی
رہنے کی ترکیب اس سے اچھی اور کوئی نہیں ہوسکتی میرا اس نئے مذہب کو رواج دینا اور
اشاعت میں غالباً آپ چاروں حضرات مجھکو کامیابی کے ساتھ اسطرح مدد دینگے جسطرح
اصحاب اربعہ نے ابتدائے ظہور اسلام میں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی
تھی" اسکے جواب میں کسیطرف سے کوئی صدا نہیں آئی۔ ایک قسم کا غیر معمولی سناٹا اس
یہاں پھیل گیا تھا۔ مئے و مینا علیحدہ رکھے ہوئے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے
جسقدر لوگ اسوقت یہاں بیٹھے تھے ان سب کے چہروں پر اداسی چھا گئی تھی اور غور
اور فکر کی نشانیاں خوف زدہ جا بجا ان کے بشرے سے نمایاں ہوتی تھیں سب نے نہایت
عجز اور مجبوری کے ساتھ اپنی گردنیں نیچے جھکا لیں اور بعضے تائید کلام کیا۔ محمود اسطرح
کہنے بھی لگے "قبلۂ عالم بجا ارشاد فرماتے ہیں" لیکن ایمان کی تو یہ ہے کہ زبان سے کوئی کچھ ہی
کیوں نہ کہتا ہو مگر دلیں تو سب ان بیہودہ خیالات پر ان خیالات کے ساتھ من مانے یہی لفظ ہیں ہی

کرتا ہو گا حسین ایسے خام حالات پیدا ہوئے ہونگے۔ اسی قسم کا لطف آمیز سناٹا
یہاں پھیلا ہوا تھا اور علاء الدین بجائے خود اس سے ایک قسم کا نتیجہ نکال رہا تھا
کبھی منہ اٹھا کے وہ ایک گھونٹ لے لیتا تھا اور کبھی جام ہاتھ سے رکھکر اپنے انہیں
خیالات پر غور کرتا تھا۔ اس صحبت کا یہی رنگ تھا کہ بارگاہ سلطانی کے حاجب نے
سامنے حاضر ہو کر دست بستہ اسطرح عرض کیا "جہان پناہ! علاء الملک علاء الدین
حضور میں باریابی کی عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں"

علاء الدین "کون علاء الملک؟ (جو ہمیں) یہی دلی کا کوتوال؟ اچھا آنے دو"
اس حکم کے ہوتے ہی حاجب جیسے پاؤں پلٹ جاتا ہے [illegible] کے بعد مجلس سامنے
کے دروازہ سے اٹھتے [illegible] ایک [illegible] آدمی [illegible] بادامی لباس اور اسباب
آتا ہوا نظر آتا ہے [illegible] قاعدہ سے سلام کیا اور پھر اجازت پا کر ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔

یہ علاء الملک دلی کا کوتوال ہے اور گو اسکی عمر سے بڑھی ہوئی فربہی اور [illegible]
سال کے آنا چاہتے ہیں [illegible] اسکو اس قابل نہیں رکھا کہ وہ [illegible] بادشاہ کی
عیش و عشرت کی بے تکلف صحبتوں میں شریک ہو تاہم ہر مہینہ کے [illegible]
کیطرح اس شاہی بارگاہ میں سلام کرنے کے لئے آ ہی حاضر ہوتا ہے اور [illegible] یہ
اسوقت بھی وہ حاضر ہوا ہے۔ اسکے بیٹھتے ہی شاہی زبان کو کچھ دنوں میں اسطرح حرکت
ہوئی "علاء الملک اسوقت تم خوب آگئے۔ زمانہ کے گرم اور سرد نے تم کو بہت
تجربہ کار بنا دیا ہو گا۔ بادشاہ دولت و اقبال کو [illegible] امور میں تمہاری رائے کی ضرورت
معلوم ہوتی ہے"

علاء الملک (اپنے دل میں) [illegible] علاء الدین کے سامنے
ہاتھ جوڑ کر [illegible] کا تحریری کیا اور اسکی رائے بھی کیا "میرے مرشد کی [illegible]

یہ حاتم ہندی اور قدردانی ہے کہ مجھکو اس اعزاز سے مشرف فرماتے ہیں۔ مگر اپنے خداوند ولی نعمت کے احکامات کی تعمیل کرنا فرماں بردار بندہ کا فرض ہی ضرور ہے"

علاء الدین "ایجاب ایک نئے مذہب کے موحد بننا چاہتے ہیں اور اسکی اشاعت اور پھیلانے میں مجکو ایسے ان چاروں احباب (اشارہ کرکے) سے اسیطرح کی قوی امید ہے جسطرح مذہب اسلام کے لئے اصحاب اربعہ کی کوششوں سے ظہور میں آئی۔ دوسرا مشورہ طلب یہ امر ہے کہ جب بیشمار جرار لشکر۔ اور غیر محدود خزانہ بدولت اقبال کے قبضہ قدرت میں ہے تو میں کیوں نہ اسے پایہ تخت کو اپنے کسی معتمد خاص کی سپردگی میں دیکر اسکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم میں اپنی فتوحات کے پھریرے اڑاتا پھروں۔ کیوں ہے بات صلاح کی؟"

ان تعجب خیز باتوں کے سنتے ہی علاء الملک کے چہرہ پر غور اور فکر کی نشانیاں فوراً پیدا ہو گئیں۔ اداسی چھاگئی اور دل ہی دل میں اسطرح کہنے لگا "اس حماقت کی بھی کوئی انتہا ہے جس دماغ میں ایسے بیہودہ اور خام خیالات پختہ ہوں اسکی [illegible] ہے کہ وہ صحیح ہے۔ لاحول ولاقوۃ (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) مگر اب مجھکو کیا کرنا چاہیئے۔ آخر کچھ جواب دینا چاہیئے۔ اگر ہاں میں ہاں ملاتا ہوں تو ایمان تشریف لیئے جاتا ہے۔ اگر سچ سچ کہتا ہوں تو جان کا خوف ہے بادشاہ [illegible] مزاج کیسا ابھی جان سے ہاتھ دھونا ہے"

ان خیالات کے آنے سے اسکے چہرہ پر انتہائی درجہ کی اُداسی چھا جاتی ہے اور دم بھر کے لیے [illegible] میں آجاتا ہے۔ وہ ابھی اسی حالت میں تھا کہ علاء الدین برادر سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگا "کیوں علاء الملک تمنے ایجاب کے سوالوں کا جواب نہیں دیا؟"

علاء الملک (اپنے دلمیں) خداوندا کیا کروں سخت مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ کچھ کہتے نہیں بنتا۔ مگر علاء الملک اب تو بڈھا ہوا۔ تیری عمر پایان کو پہونچی اب تو چراغ سحری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آج مرا کل دوسرا دن۔ جان جانے کے لئے ہے اور موت آنے کے لئے سچ کہنے میں تجکو مطلق اندیشہ نہیں کرنا چاہیئے ایسے آخری وقت بادشاہوں کی چاپلوسی میں اپنے دین اور ایمان کو برباد کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ مرتے دم ایسا سخت گناہ کیوں اپنے سر پر لے" اور اسقدر باتیں اپنے دل سے کرنے کے بعد بادشاہ سے دست بستہ اسطرح کہنے لگا "میکشی کا سامان تھوڑی دیر کے لئے اگر بڑھا دیا جائے صحبت اغیار سے خالی کردی جائے۔ اور اسیکے ساتھ جان کی امان بھی پاؤں تو جو کچھ عرض کرنا ہے عرض کروں" علاء الملک کی اس درخواست پر میکشی کا کل سامان اٹھا دیا گیا۔ محفل اغیار سے خالی کردیگئی اور اب بجز الماس بیگ الغ خاں۔ ملک نصرت خاں اور غازی ملک تغلق کے اور کوئی یہاں غیر نہ تھا اس انتظام کے ہوتے ہی اس طرح شاہی ارشاد ہوا "ہاں اب جو کچھ تمہیں کہنا ہے آزادانہ کہو" اس حکم کے ہوتے ہی علاء الملک نے تخت شاہی کو بوسہ دیا اور اس طرح کہنے لگا "خدایگان والا کو میرے سن کے اعتبار سے یہ تو معلوم ہے کہ جسطرح میرے کل اعضا اور قوے ضعیف اور سست ہو گئے ہیں اسیطرح اب میری عقل بھی ضعیف اور کمزور ہو گئی ہے اور یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ میں اس سلطنت کا آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے پروردہ ہوں میرے گوشت پوست اور ہڈیوں کا خمیر اسی آستانہ کی خاک پاک سے ہے۔ میرے رگ ریشے میں اس سلطنت کی خیرخواہی اور جان نثاری کا خون دوڑ رہا ہے۔ میرا سر اُسدن کے لئے خداوندا نہ رہے جسدن اسمیں اس سلطنت کی

خیر خواہی کے سوا کسی قسم کا کوئی کا دوسرا خیال پیدا ہوا اور یہ جان اسیوقت اس
تن سے نکل جائے جسدم وہ اپنے آپ کو اپنے بادشاہ کے سر صدقے کرنے
میں ذرا سی لیس وپیش کرتے دیکھے۔ وہ زبان کبھی چلنے کے لئے اٹھی اس
منہ میں نہ رہے جس سے خیر خواہی کے سوا کوئی اور دوسرا کلمہ نکلے۔ خدانخواستہ
خدانخواستہ اگر میری راے کچھ بھی ظل اللہ کے خلاف مزاج گذرے
تو میری پیرانہ سالی پر خیال فرماکر میری بڈھی عقل کی معذوری اور عاجزی
قصوروار ٹھرائی جائے۔ مجکو ہرگز اس امر سے انکار نہیں ہے کہ میری عقل
میرے کل اعضا اور قوے کی طرح کمزور ہوگئی ہے اور بالفرض اگر میری
عرض معروض شرف اجابت کو پہونچے تو پیر و مرشد کی سراسر قدر دانی
اور کرم ہے۔ قبلہ عالم دین و شریعت کا مارک مسئلہ انبیا علیہم السّلام
کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اور وہ کب وحی خدا کے پاس سے
انکے پاس خاص طور پر کوئی وحی آئے۔ بہت سے پیغمبر رسالت کے شرف سے
تو صرور فیضیاب ہوئے مگر نبوت کے درجہ سے وہ سرفراز نہ ہوئے "
علاءالدین ؒ (تعجب کے لہجے میں) تو کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق بھی
ہے؟"
علاءالملک (اپنے دلمیں) بریں عقل و دانش بباید گریست۔ خیر سے
نبوت اور رسالت کا فرق تک معلوم نہیں اور چلے نبوت کا دعوے کرنے
بیادین ایجاد کرنے۔ اے سبحان اللہ (علاءالدین سے مخاطب ہوکر)
پیرو مرشد دونوں میں بہت فرق ہے۔ رسول تو ہر پیغمبر کو کہتے ہیں جو خدا
کی طرف سے خلق خدا کی ہدایت کے لیے مامور کیا گیا ہو لیکن اسکے لئے
صاحب کتاب جدید ہونا اور خدا کا نہ شریعت کا اسکے ہمراہ آنا

یہ شرط نہیں ہے ہان نبی ہونے کے لئے نیا مذہب اور نئی آسمانی کتاب مشروط ہے۔ مسلمانون مین سے ہر طبقے کے لوگ مرد عورت چھوٹے بڑے سبھی تو یہ جانتے ہین کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرئیل امین کا دنیا مین آنا۔ وحی کا لانا اور کسی دوسرے نبی کا مبعوث ہونا بالکل غیر ممکن اور محالات مین سے ہے بھلا اس عقیدہ کو لوگ شاہی دین اور آئین سے جب واقف اور باخبر ہونگے میری سمجھ مین حاکم قبلۂ عالم ہی فرمادین کہ انکو جہان پناہ کے ساتھہ ایک قسم کا تنفر ہوگا یا خلوص! یہ مانا کہ زبان سے نہیں مگر دل ہی دل مین وہ کیا کہینگے؟ میری جان جائے یا رہے سر کٹے یا دبال دوش سار ہے اسکی اب مجکو مطلق پرواہ نہین ہین حضور خلد اللہ ملکہ کی سلطنت کا خیرخواہ اور خیر اندیش بنکر قتل بھی کیا جاؤن تو اس سے بدرجہا اچھا ہے کہ مین خود غرض جھوٹا خوشامدی بنکر خدانخواستہ اس با امن سلطنت کے لئے درپردہ فتنے اور فساد کے سامان جمع کرون۔ مین قبلۂ عالم کے خلاف رائے لکھکر اپنی جان۔ اپنی عزت اور اپنے خاندان کا دشمن ہون اپنے بادشاہ کے مزاج کا دشمن ہون مگر میری خیال مین یہ اس سے ہزار درجے اچھا ہے کہ مین اس سلطنت کا خدانخواستہ اندرونی دشمن بنون۔ اسوقت کی اس صحبت مین جو چاہے سو رش دے مجھے میری حالت میرے دل اور دماغ اور میرے تن بدن مین کیسا ہی انقلاب اسوقت کیون نہ پیدا ہو جائے۔ مگر تری۔ اور میری خواہش یہی ہے کہ الٰہی اس سلطنت مین کسی قسم کی کوئی شورش نہ اُٹھے"

علاءالدین (حیرت زدہ) کیا ملک مین بہت بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہے؟"

علاءالملک "قبلۂ عالم مذہب کا معاملہ بہت ہی نازک ہوتا ہے۔

شاہی بہ زور قوتوں کو کسی کے مذہب پر ذرا سی بھی دست اندازی کرنے
کے بعد کبھی اس امر سے ہرگز امین نہیں رہنا چاہیے کہ وہ شخص جس کا مذہبی
حیثیت سے دل دکھایا گیا ہے اس سلطنت کا دلی بدخواہ ہوگا۔ میں پھر
بہت ادب سے اپنے بیدار مغز اور انصاف پسند بادشاہ سے یہی عرض کرنے کی
جرأت کروں گا کہ اس قسم کے خیالات صفحہ خاطر سے بالکل محو کر دینا
چاہیے۔ چنگیز خاں اور اسکی اولاد نے مدتوں تک اسی دھن میں
خاک اڑائی کہ حرف غلط کی طرح اسلام دنیا سے مٹجائے اور بجائے
اسکے وہ چنگیز خان کا مذہب جسکو اسنے اور اسکی اولاد نے ترکستان
میں کئی ہزار برس سے رواج دیا تھا تمام عالم میں پھیل جائے۔ اس ناپاک
تمنا کے پورا کرنے کے لئے گو کئی ہزار مسلمانوں کی گردنیں بھی تہ تیغ بیدریغ
کی گئیں مگر انکی وہ تمنا پوری ہونی تھی نہ ہوئی اور بالآخر چنگیز خان کی اولاد
کو دین اسلام کی حقانیت کا قائل ہو کر اسلام قبول کرنا پڑا۔ جتنے کہ یہی لوگ
اسلام کے لئے کفار سے خوب دل کھولکر لڑے اور ساری دنیا کو دکھا دیا کہ جس مذہب کے
وہ دشمن تھے بالآخر اسی کے کس قدر حامی تھے۔"

علاء الملک اسقدر کہنے کے بعد خاموش ہو گیا اور اسکے خاموش ہوتے ہی
ایک قسم کا حیرت انگیز سناٹا سامان پیدا ہو گیا۔ حاضرین کی آنکھیں خانہ چشم کے
اندر حرکت کرنا اور نیچے فرش پر گری ہوئی نگاہیں اوپر اٹھنا بالکل بھول گئی
تھیں۔ کوئی چپ بیٹھا اپنے دل میں کہہ رہا تھا "آج علاء الملک کی جان کی خیر
نہیں۔ کوئی دم میں اسکی گردن اڑا دینے کا حکم ہوتا ہی تو ہے" کوئی
کہتا تھا کہ بیچارہ بہت بری طرح ہلاک کیا جائیگا۔ کوئی کہتا تھا کچھ نہیں تو
شہر بدر تو اسے ضرور ہی ہونے کا خیال تھا۔ مگر اور سب طرح سے خیریت گذری

تو کوتوالی کے عہدہ سے تو ضرور ہی یہ معزول کر دیئے جاینگے اور بیچارے علاء الملک کے دل پر معلوم کس کس قسم کے خوف دلانیوالے خیالات کا ترشح ہو گا علاء الدین بہی خوشی کے عالم مین بیٹہا تہا اسکی آنکہین معمول سے زیادہ پہیلی ہوئی ہتین اور اس آثار چڑہاو سے پیدا ہونیوالی شکن کسی بدمزاج حسین کے چین جبین کا نقشہ اوڑاے ہوئے اوپر پڑہتی چلی گئی ہتین - بار بار اُنکی بدلتی پہلو دیکہنے والونکو اس امر کا پتہ دے رہے تہے کہ اسکا دماغ اسوقت کچہ نکچہ اپنا کام کر رہا ہے - اِسکی لانبی لانبی موچہین اِسکی انگلیون کی اسوقت جولانگاہ بنی ہوئی ہتین - تہوڑی دیر تک تو وہ اسی غور اور خوض کے عالم مین رہا اور پہر اسکی زبان کنج دہن مین اسطرح حرکت کرتی معلوم ہوئی کہ علاء الملک تمنے جو کچہ کہا خوب کہا - اور سچ کہا - یہی چاہیے تہا - ما بدولت و اقبال بہی تمہاری راے سے اتفاق کرتے ہین - انشاء اللہ ایسے خیالات خام آیندہ سے میرے دماغی گذرگاہ ہوکر نہین آتے جاتے نظر نہ آئینگے لیکن دوسرے معاملہ مین تمہاری کیا راے ہے ؟ کیا اُس ارادے سے بہی مجکو باز رہنا چاہیئے ؟ "

علاء الملک نے نہیں یہ مین ہرگز نہین کہہ سکتا - پیر و مرشد کا یہ عزم بجا ہے اور بلند حوصلہ اور عالی ہمت سلاطین کے ایسے ہی ارادے ہوتے ہیں - خدا سلامت رکہے ہمارے بادشاہ جمجاہ کو - اگر خدا تعالی اپنی ظفر موج فوج جرار لشکر - بہادر سپاہیون - خدا کے عطا کیے ہوئے بیشمار خزانہ کے زور اور شاہی اقبال سے ہفت اقلیم مین اپنے نام نامی کا خطبہ پڑہانا چاہتے ہین تو ممکن ضرور ہے - خدا ایسا کرے - سب سے پہلے آج اسوقت جسکے مُنہ سے "آمین" نکلتی ہے وہ مین ہون اور کل جنگ کے وقت دشمن کے مقابلہ مین ہماری صف سے سب سے پہلے جان دینے کیلئے جو شخص نکلے گا

وہ انشاء اللہ ہی جان نثار ہوگا۔ لیکن میں اس سوچ اور فکر میں ہوں کہ جب قبلہ عالم دارالسلطنت دہلی کو چھوڑ کر غیر ممالک میں مدتہای دراز تک تشریف فرما رہینگے تو وہ کونسا ایسا قابل اور قابل اطمینان شخص ہوگا کہ جو حضور کی عدم موجودگی میں حضور والا کا قایمقام اور نائب بنکر مہمات ملکی کو بحسن وخوبی انجام دیگا یا حسب خود بدولت دلی میں یا اپنے دیگر ممالک مفتوحہ میں سے کسی ملک میں تہر تشریف لیجائیں تو اسوقت کے لئے کسطرح اس امر کا اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ جنکو حضور نے اپنا نائب اور قایمقام بناکر چھوڑا تہا وہ اسوقت بہی خداوند عالی کی مطیع اور فرمانبردار ہی ملینگے اور اپنے خداوند دلی نعمت کے لئے وہاں کے تخت سلطنت کو خالی ہی کردینگے''

علاءالدین (طنزیہ لہجے میں) آخر یہ ہمارے ہمنام سکندر اعظم نے کسطرح ہفت اقلیم کو فتح کیا! آخر اسکو بہی تو ایک ملک سے دوسرے ملک کو جانا پڑتا تہا اور ہر ملک کے لئے اپنا نائب اسکو بہی تو چھوڑنا پڑتا ہوگا کیا تم کوئی ایسی نظیر پیش کرسکتے ہو کہ اسکے ممالک مفتوحہ میں اسکے نائبوں میں سے کسی نے اسطرح علم بغاوت بلند کیا ہو؟''

علاءالملک ''قبلہ عالم! بیشک میں ایسی کوئی مثال خداوند تعالی کے حضور میں نہیں پیش کرسکتا کہ اسکندر اعظم کو ایسی کوئی افتاد پیش آئی ہو مگر یہ دور رشدہ زمانہ اور تہا۔ نیچر کے عطا کئے ہوئے دل اسی طرح اسوقت تک دنیا کی آلائشوں اور سیہ کاریوں سے قریب قریب پاک وصاف تہے جس طرح کہ مبدا فیاض سے حضرت انسان کو عطا ہوئے تہے۔ مکاری۔ عہد کا توڑنا۔ فریب اور دغابازی جسکی تعلیم اہل دنیا کو ان کی بیجا خواہشوں اور رفتہ رفتہ ترقی کرتی جانیوالے ہوا وہوس نے

دی تہی اسوقت مین نہ تہی اور اگر تہی بہی تو بہت کم کم - انکے قول انکے وعدہ اور انکے عہد کو زمانہ کا استداد اور مسافت کی دوری کسیطرح توڑ نہین سکتی تہی اور انکی اطاعت و فرمانبرداری کبہی انکو اپنے محسن اور اپنے خداوند ولی النعمت کے سامنے کسیطرح گردن اٹہانے کی اجازت نہین دیتی تہی اور آج کل کے زمانہ مین کسیکی طرف سے بمشکل اس امر کا اطمینان ہوسکتا ہے کہ انکی محسن کشی اور نمکحرامی کی عادت اور انکی اندرونی حرص اور طمع ایسے موقع پاکر بغاوت اور خودسری پر انکو آمادہ نہین کریگی - اسکندر اعظم جب دارالسلطنت سے جدا ہو کر ہفت اقلیم کو زیر و زبر کر رہا تہا تو اسکی عدم موجودگی مین ۱۲ برس تک یونان اور اسکے کل ممالک مفتوحہ مین جس شخص نے امن و امان کو قایم رکہا - مہمات ملکی کو اچہی طرح انجام دیا اور بغاوت کی ہوا کو قطعاً چلنے نہین دیا وہ ارسطو سا اسکا لایق اور خوش تدبیر وزیر تہا جسکی زندہ جیتی جاگتی مثال کوئی دنیا کے پردہ پر اب نہین دکہا سکتا - سکندر اعظم دنیا کی تسخیر کے بعد جب اپنے ملک کیطرف پہرا ہے تو اسنے اپنی پرانی رعایا اور امرا کو اسقدر اپنا مطیع فرمانبردار اور جان نثار پایا کہ شاید کسی بادشاہ کی رعایا نہین ہوسکتی - پس اللہ کو بہی اگر اپنی رعایا - عمال اور امرا پر اسیطرح کا اعتبار اور اطمینان ہے جیسا کہ اسکندر اعظم کو تہا تو بسم اللہ - خداوند عالی کا ارادہ مناسب بلکہ نہایت مناسب ہے -

علاء الدین - تہوڑے غور کے بعد ہاں - ان خرابیون کے خیال سے اگر فقط آپ کی ساطنت پر اکتفا کیجائے تو پہر یہ خدم حشم سے فوج اور

یہ خزانہ جو اسوقت مابدولت و اقبال کے قبضۂ قدرت مین ہی محض فضول اور ایک بیکار چیز ہے اور اسیکے ساتھ جہانگیری کی رسم (جسمین مین ایک بہت بڑا حصہ لینا چاہتا ہون) بالکل ہی دنیا سے اُٹھہ جانا چاہیے - یہ کوئی نئی مجبوریان تو نہین ہین ہمیشہ سے ہین اور ہمیشہ رہینگی اور ہمیشہ نہین تو دنیا کے خاتمہ تک تو ضرور ہی رہینگی -

علاء الملک - حضور قبلۂ عالم شوق سے اپنے خدا کی عطا کی ہوئی نعمتون یعنے اپنی جرار فوج اور خزانہ عامرہ سے کام لین - اسوقت دو بڑے بڑے مہم اس سلطنت کے لئے درپیش ہین اولاً جو ملک ہندوستان کے بعض بعض شہر جو سرکش - مفسد لوگون اور چورون سے بھرے ہوئے ہین مثلاً رنتھنبور چتوڑ اور چندیری وغیرہ - مشرق کی طرف دریاے محیط تک شمال مین بلقان اور کابل تک فتح کرنا اور دوسرے اُن قلعے اور حصارون کی درستی جو باغی مغلون کی اسطرف کی آمدورفت روکنے کے لیئے ملتان اور دیبالپور وغیرہ واقع ہین - اگر یہ دونون مہم انجام کو پہونچ جائین تو پھر کیا کہنا - ہندوستان کی سلطنت اندرونی اور بیرونی حملون سے پاک صاف اور محفوظ ہو جائے اسوقت جہان پناہ اطمینان کے ساتھ رونق بخش تخت سلطنت دہلی مین رہین اور اس سلطنت کے سچے ہواخواہون کی ماتحتی مین جنکو پیرومرشد کو پورا پورا بھروسا اور اعتماد بھی ہے فوج ظفر موج اور اقالیم مین سلطانی فتوحات کا پھریرا اُڑانے کے لئے روانہ کی جائے (دست بستہ) مگر قبلۂ عالم اس قدر اور بھی عرض کرنے کی جرارت کرونگا کہ یہ سب باتین کسی

سلطنت اوسی وقت نصیب ہوسکتی ہے جب اسکا فرمانروا بیدار مغز ہو۔ مہمات ملکی کے انجام دینے کے لئے اسکے دل اور دماغ کو سیر و شکار کی کثرت۔ بنت العنب کی زیادتی اختلاط اور عیش طلبی کی عادت سے کچھ بھی فرصت ہو۔ یہ شیشہ کی لعل پری جو اُم الخبائث کے نام سے مشہور ہے ہزارہا خرابیان پیدا کر دینے والی ہے۔ اسکا شوخ رنگ۔ اسکی دلفریب مستانہ ادائیں اور دین و دنیا سے بالکل بیکار کر دینے والا اثر انسان کو کسی کام کا نہین رکہتا اور اسی بنا پر عقلاً ہمیشہ اسکی بُری صحبت سے احتراز کرتے رہے ہین "

علاء الملک کی یہ کل باتین علاء الدین نہایت متانت اور سنجیدگی کیساتھ حسن رہا تہا اور جسوقت علاء الملک نے اپنی تقریر کو ختم کیا ہے تو بے اختیار علاء الدین کی زبان سے "سبحان اللہ۔ اور جزاک اللہ" کے کلمے نکلے اور اب کیا تہا وہی خاص خاص لوگ جنکو اسوقت اس صحبت کا اعزاز حاصل تہا علاء الملک کی حسن تدبیر۔ تقریر اور رائے صائب پر بڑے جوش و خروش کے ساتھ تحسین اور آفرین کر رہے تہے۔

کوشک لعل کی سنگی عمارت پر اسوقت وجد کا عالم تہا اور تحسین اور آفرین کی اسمین گونجنے والی وہی صدائین صدائے بازگشت بنی کانوںمین آرہی تہین۔ گو سلاطین کے عالی دربار اور خود مختار بادشاہوں کی نازک طبیعتین ہرگز اس امر کی روادار نہین ہوتین کہ ان کی رائے اور مزاج کے خلاف آدہی بات بہی کسی کی زبان سے نکلے اور انکے کان

اسکے سُننے کے متحمل بھی ہو جائیں اور وہ کہنے والی زبان کیچ دہن مین سلامت بھی رہجائے تاہم حق یہ ہی کہ جو باتین محض بیغرضی سے نیک نیتی کے ساتھ کہی جاتی ہین انکا کہنے والا ضرور خدا کی حمایت مین ہوتا ہے اگر اسمین ذرا بھی اپنے نیک و بد سمجھنے کا مادہ ہوتا۔ کرنا تو وہ اوسکے حوصلہ سے زیادہ اسکی قدر کرتا ہے۔

جب تحسین اور آفرین کا غلغلہ فرد ہوا تو علاء الدین اپنے ناصح مستفق علاء الملک سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا " واقعی اسوقت آپنے نہایت دولت واقبال کو نہایت مناسب اور قیمتی راے دی جسکو اسوقت مین نہایت قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں اور غالباً اسکی یہ قدر اور عزت ہمیشہ میرے دل مین قایم رہیگی۔ مبارک ہی وہ سلطنت جس مین ایسے لایق۔ تجربہ کار اور بہی خواہ لوگ موجود ہون "

علاء الملک (سروقد کھڑے ہو کر) خدا ایسے قدر دان اور انصاف پسند بادشاہ کو ہمیشہ با اقبال رکھے۔ یہ حضور کی محض قدر دانی ہی ہے جو اس طرح زبان مبارک سے فرماکر میری عزت افزائی فرماتے ہیں ورنہ جو کچھ مین نے باد ب گذارش کیا وہ سب محض معمولی اور سامنے کی باتین تھین "

علاء الدین " دل سے دماغ تک کسی خیال کا راستی کے ساتھ لیجانا۔ ہمت اور جرأت کے ساتھ اسکا زبان تک لانا ہی ایک مشکل کام ہے ورنہ زبان سے نکلنے کے بعد تو پھر ہر ایک بات معمولی ہو جاتی ہی۔ ما بدولت واقبال تمھاری لیاقت کے معترف ہین تمھاری راے کی بہت قدر کرتے ہین (الغخان اور نصرت خان سے

مخاطب ہوکر) قلعۂ رنتہنبور پر فوج کشی کے لئے تیار رہنا چاہیئے" اور
وہ دونو اسکے جواب مین اسطرح عرض کرنیلگے "ہم جان نثار ہردم اور
ہر وقت شاہی حکم کی تعمیل کیلئے فقط سر آنکھوں ہی سے نہین بلکہ دل سے
اور وہ بھی بہت خوشی کے ساتھ حاضر ہین جسوقت ارشاد ہو فوج
ظفر موج ہمراہ لیکر روانہ ہو جائین اور بتائید اقبال شاہی تھوڑے
عرصہ مین رنتہنبور کا راجہ ہمیر دیو دست بستہ ظل اللہ کے تخت کے
سامنے کھڑا ہوگا ہان سمانہ[*] اور کڑہ کی گورنری کا انتظام
فرمایا جائے"

علاءالدین "ہان یہ ضروری امر ہے اسکا انتظام انشاءاللہ بہت جلد
کردیا جائیگا - گجرات کی طرف سے تو خضر خان کی موجودگی کیوجہ سے کسیقدر
اطمینان ہے" اور یہان خاص دارالسلطنت مین تو خود بدولت ہی موجود ہین"
اور اسقدر کہنے کے بعد پھر علاءالدین علاءالملک کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی اس
لیاقت اور قابلیت کے صلہ مین جو ابھی اس سے ظہور مین آئی تھی زردوزی کا ایک
گرانبہا خلعت جسپر بہت نفاست کیساتھ شیر بنے ہوئے تھے مع دس ہزار تنگہ[×] اور
دو صبا رفتار گھوڑونکے جنکی زین و لگام بالکل مرصع تھی عطا ہوئے اور بادشاہ کی
دیکھا دیکھی مصاحبین سلطانی نے بھی بہت کچھ علاءالملک کی نذر کیا اور پھر جلسہ برخاست ہوا -

---

[*] اس زمانہ الماس بیگ الغخان سمانہ کی گورنری پر سرفراز تھا اور نصرت خان کڑہ کا گورنر تھا - دیکھو تاریخ فرشتہ

[×] تنگہ اس زمانہ مین طلائی اور نقرئی سکہ کو کہتے تھے کہ جسکا وزن ایک تولہ ہوتا تھا نقرئی تنگہ ۵۰ پیسون کا ہوتا تھا - دیکھو تاریخ فرشتہ

چوتھا باب

بزن

وہ کیا جانیں کہتے ہیں کس کو جوانی
ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا

۶۹۹ھ سے ۷۰۲ھ ہجری تک گو علاء الدین کو بہت سے اہم واقعات پیش آئے بہت سے مہمات اُسنے سر کئے۔ قلعہ جھائن کی فتح۔ رنتھمبور کے قلعہ میں خود اُس کا زخمی ہونا۔ سلیمان شاہ کی نمک حرامی۔ چتور کی فتح۔ مگر چونکہ ان واقعات کو ہمارے اس ناول سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے لہٰذا تین چار برس کے بعد آج ہمارا گذر ریگستان راجپوتانہ کے اُس حصہ میں ہوا ہے جہاں کوہ آبو اور کوہ اراولی کے قاعدہ سے بڑے بڑے دریا نکلکر میدانوں اور ریتوں سے لگ گئے ہیں۔ یہاں ایک علیحدہ پہاڑ پر جو جنوب و جنوب مغرب سے شمال اور شمال مشرق کی طرف پھیلتا چلا گیا ہے دور سے وہ شہر نظر آرہا ہے جس کو فرقہ سسودیا کے قدیمی دار السلطنت بننے اور بارہ برس تک راجہ رام چندر کے وطن بننے کا فخر حاصل ہے۔ جسکو چتور کہتے ہیں اسکے قدیمی حدود اربعہ جو اوقات زمانہ کے ہاتھوں چونکہ اکثر مٹ گئے ہیں اسوجہ سے پتہ دینے کیلئے ہم اسقدر بتائے دیتے ہیں کہ یہ چتور اودے پور سے شمال مشرق اور چتارہ سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلے سے ایک پہاڑ پر جو خود ہی از قسم چتار ہے واقع ہے۔ ان دونوں کو ایک نسبتاً گہرائی نے جسمیں علاقات [illegible] کے تال و دیہات و باغات کثرت پائے جاتے ہیں ایک [illegible]

* چتور بہت زمانہ دراز تک ملک میواڑ کا دار السلطنت رہا ہے ۱۲

ایک دوسرے کو جدا کر دیا ہے۔

یہہ پہاڑ جنوب اور جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف پھیلتا چلا گیا ہے اسکی بلندی اور سلامی چڑھائی ۴۵ ڈگری تک ہے۔ اندرونی طول اسکا بلندی پر غالباً ۳ میل اور ۲ فرلانگ ہوگا۔ اور عرض کا اوسط بارہ سو گز کے قریب قریب۔ لیکن دامن کوہ کا دور جسمیں شیر اور صحرائی درندے بکثرت پھر رہے ہیں کہیں کہیں آٹھہ میل سے بھی شاید زاید ہوگا۔ یہاں سے شہر کا سواد دور ہی سے نظر آرہا ہے۔ پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آسمان سے ملے ہوئے مینارے بلند بلند مندروں اور شوالوں کے سنہرے کلس۔ عالیشان عالیشان محل اور عمارتیں آسمان کی بلندی سے دعوی ہمسری کرتی ہوئی کچھہ اسطرح سے نظر آرہی ہیں جسطرح نیلے نیلے آسمان پر بھورے بھورے بادل اور اودی اودی گھٹاؤں کے اٹھتے ہوئے پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔ اس پہاڑ کا عرض کم ہوتے ہوتے جنوبی حصہ پر پہنچکر اس بڑے ٹیلہ کے برابر رہگیا ہے جو اب چتوڑی کے نام سے مشہور ہے۔ ان دونوں میں شاید ڈیڑھ سو گز سے زیادہ فاصلہ نہوگا۔ یہہ چتوڑی پہلے بہت نشیب کی جگہ تھی مگر علاء الدین کی جنگی قابلیتوں اور اولوالعزمیوں نے اسی حال میں چتوڑ کے محاصرہ کے زمانہ میں ایک ایک ٹوکری مٹی سے اسکا پٹوانا شروع کیا تھا اور بالآخر ایک اشرفی فی ٹوکری تک دیکر چتوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرا پہاڑ قائم کردیا اور اسپر سے اسکو ایسے زبردست حملے کا موقع ملا کہ چتوڑ اسکے قبضہ ہی میں تھا۔ یہاں کے خودرو درخت دامن کوہ سے چوٹی تک اپنی نازک نازک شاخیں اور ہرے ہرے پتوں کو جنبش دیکر اپنے اس صانع کردگار کی صنعت کا اظہار کر رہے ہیں جسنے ایسے سنگدل پہاڑ سے کیسے کیسے نازک درخت پیدا کئے کہ جنکی سرخ سرخ کونپلوں نے رنگ خون بہانیکا پڑا ہے۔ ان سبزہ زاروں میں چتوڑ کی عالیشان سرخ اور سفید عمارتوں کا جلوہ کچھہ خوب چہچہہ کر دیکھنے والی آنکھوں کو [illegible] ختم [illegible] ہے

نگر اس طرف سے پلٹنے کا نام نہیں لیتی - دل کہنچا جاتا ہے اور قدم ہیں کہ بے اختیار اسطرف
کو اٹھے جاتے ہیں - ہماری نگاہیں انہیں دلچسپ سینریونکی سیر میں مصروف تھیں
کہ دفعتہً ایک آنیوالی آواز نے ہماری آنکھونکو ایک طرف اٹھا دیا - یہ آواز گھوڑے کی
ٹاپ کی تھی جو سنگی زمین پر پڑنے سے پیدا ہوتی تھی - اور اسی کے ساتھ ایسا ہی خیال ہوتا
تھا کہ یہ آواز بہت دور سے آرہی ہے - گو اسوقت ہم بہت بلندی پر تھے - مگر عجیب بات
تھی کہ کسیطرف کسی سوار یا گھوڑے کی صورت نظر نہیں آتی تھی - اب ساعت بساعت
یہ آواز ہمسے قریب ہوتی جاتی ہے اور بالآخر ہماری متجسس نظروں نے مغربی درہ سے
ایک سوار کو نکلتے ہوئے دیکھا اسنے اس درہ سے نکلتے ہی بہت تیز آنیوالے
گھوڑے کی گردن پر تھپکی دی گھوڑا رک گیا - سوار نے گھوڑے سے اترکر ایک
صحرائی درخت سے اپنے گھوڑے کی باگ اٹکا دی - اسنے اپنے گہیردار انگرکھے یا
جامے کے دامن کمر سے لپیٹ لئے اور ایک بلند پہاڑی پر جلد جلد چڑہنے لگا - گو
خودرو پہاڑی درخت اور عدم گذار راستے کے نشیب و فراز اسکے چلنے میں سدراہ ہوئے
مگر خدا جانے کیا ایسی بات تھی کہ بے اختیار چڑہتا چلا جاتا تھا - اور اسپر یہ اور طرہ تھا کہ
بار بار گردن اٹھا اٹھا کر کچھ دیکھتا بھی جاتا تھا - بالآخر تھوڑی مسافت طے کرنے کے
بعد اس پہاڑی کی اونچی چوٹی پر پہنچکر یہ ٹھٹک گیا اور غور کی نظر سے ادہر ادہر دیکھنے لگا -
اسوقت تقریباً پہر دن چڑھ آیا ہوگا - اور مشرق کیطرف سے آڑی ترچھی آنیوالی شعاعیں اسکی
چار سو دیکھنے والی آنکھونکے ساتھ خصوصاً جبکہ مشرق کی طرف اسکا رخ ہوتا تھا کچھ ایسی
خیرگی پیدا کرنیوالی حرکتیں کرتی تہیں کہ گھڑی گھڑی اسکی پیشانی اور ابرو بل پڑجاتے تھے
اور یہ دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھونکے سامنے سایا کرلیتا تھا - مگر ہر طرف سے اسکی
واپس آنیوالی نظر خدا جانے اسکے دماغ سے کیا کہدیتی تھی کہ مایوسی کی چھپنے والی
نشانیاں اسکے چہرہ سے نمایاں ہوجاتی تھیں اور پہر یہ اسطرح اپنے دلسے کہنے لگتا تھا

"کہیں پتہ نہیں" مجھکو معتبر ذریعہ سے خبر ملی تھی کہ صبح اُنکو یہیں ہوگی مگر ڈہونڈتے ڈہونڈتے
یہ وقت ہوگیا اور کہیں سراغ ہی نہیں چلتا - ہائے اس محبت کرنیوالے دلکو کہیں نہ ہوکا
تو نہیں دیا گیا - دغا تو نہیں لگگئی! اگر اسکو جھوٹی خبر دینے اور مجھکو اسقدر پریشان کرنیسے
کیا فائدہ تھا - اسکی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہئے - کوئی نہیں - تو پھر انکی سواری نکل نگئی ہو
لیکن اسقدر جلد! ابھی پہر دن سے زیادہ تو دن چڑہا ہوگا - ایسا دشوار گذار اور مخدوش
راستہ اور اسقدر جلد صبح سے اسکو طے کرجانا کچھ عقل میں آنیوالی بات نہیں - اور
اُنکا قصد یہی تو تھا کہ اس پاک سرزمین کے بعض بعض متبرک مقاموں کے درشن
بھی کرینگی - آنرا میں بھی تو کچھ وقت صرف ہوجانا چاہئے تہا" اور اسقدر کہنے کے بعد اسکی
بیتاب نگاہ خانۂ چشم سے گہبرا کر دور دور نکلگئی اور چوطرفی عالیشان اور بلند عمارتوں کی چوٹیوں سے
پھسلتی ہوئی نیچے گر پڑی - ابھی اسی مایوسی کے عالم میں خاک پر پڑی لوٹ رہی تھی کہ ایک جگہ
پر اسکی نظر کچھ رُکی - بہت غور کے ساتھ اسنے اُسطرف کو دیکھا اور تعجب لہجے
میں یہ جملے اسکی زبان سے نکلنے لگے " یہ اُس درّہ کے پاس پر کیا نظر آرہا ہے (بہت
غور سے دیکھکر) بُعد مسافت کیوجہ سے کچھ صاف معلوم ہی نہیں ہوتا (دونوں ہاتھوں
سے آنکھیں ملکر) کچھ سکھپال کا سا شبہ معلوم ہوتا ہے - اور کچھ آدمی بھی تو معلوم
ہوتے ہیں - ہاں ہاں ضرور سکھپال ہی ہے تو کہیں انہیں کی سکھپال ہو"
اب اُسکے چہرہ پر جسپر ابھی مایوسی اور اُداسی کی نشانیوں کا جمگھٹ تھا ایک قسم کی رونق
سی آگئی تھی - اور اب وہ اس پہاڑ کی چوٹی سے اُترکر اسی درّہ کی طرف چلدیا تھا -
اس شخص کا لباس اُنہیں ہندوؤں کے لباس سے مشابہ تھا جو سرزمین گجرات کے
بود و باش رکھنے والے ہیں اور اُسیکے ساتھ اسکی وضع دیکھنے والے کو بتارہی ہے کہ
سپہگری سے ہی اسکی طبیعت کو ایک خاص قسم کا مذاق ہے سر پر چھوٹا ٹوپی ہے
جسکی آہنی کڑیاں حسینوں کی گرہ گیر بال کی طرح اسکی گردن پر پھیلی ہوئی ہیں اور زرہ کے

آگے والے رُخ پر ایک لگا ہوا طرّہ اس امر کی خبر دے رہا ہے کہ "یہ عالی دودمان شاہی خاندان
سے ہے۔ سن چہرے سے ابھی تیرہ چودہ برس سے زیادہ نہ ہوگا بلکہ شاہزادہ ہی ہیں مگر
کمان دوش پر ہے۔ اور اسی سے ملا ہوا تیردان سے بھرا ہوا ترکش بھی ہے اپنے ہاتھ
میں تلوار ہے۔ کمر سے بندھی ہوئی ایک بڑی سی ڈھال بھی لٹک رہی ہے" درپیش صف آکر
سے لگی ہوئی پہاڑ سے جلد جلد اُتر کر یہ اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا اور فوراً سوار ہو کر
اسطرف کو چلا جسطرف ابھی اسکو کچھ شبہ ہوا تھا۔ دو چار قدم سے زیادہ آگے نہ گیا ہوگا
کہ مختلف اطراف سے آئے ہوئے چار پانچ سواروں نے نقطۂ پرکار کیطرح اسکو اپنے حلقہ
میں گھیر لیا اور بہت گھبرائے ہوئے لہجے میں سب یکزبان ہو کر کہنے لگے "آپ اسے
پُرآشوب زمانہ میں اسطرح یکہ و تنہا بیابان کہاں پھر رہے ہیں۔ صبح سے ہم لوگ آپ کی
تلاش میں سرگرداں و پریشان ہیں" انکے طرز سخن اور وضع قطع سے ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ یہ آئے ہوئے چار پانچ سوار اس نوعمر شخص کے ملازمین میں سے تھے۔ اس نوعمر
[illegible] منٹ کے لئے اپنے [illegible] اسوار لے گھوڑے [illegible] لیا اور گھبراہٹ
[illegible] کہنے لگا "تم لوگ ذرا یہیں ٹھیرو میں ابھی آتا ہوں" اور یہ کہکر پھر گھوڑا
اسے [illegible] اور اسکے ساتھی لجاجت کے لہجے میں اُس سے کہنے لگے "مہاراج کس
مشکل سے تو ہم نے آپکو ڈھونڈ پایا ہے اب ہم آپ کو تنہا کہیں نہ جانے دیں گے۔ چتوڑ
کسی امن کی جگہ بھی اب نہیں ہے۔ دیکھئے تو ڈھئی ہوئی عمارتیں۔ یہ ٹوٹے پھوٹے
کھنڈر۔ لٹا ہوا شہر جہیں آدمی کی کہیں شکل تک نظر نہیں آتی کیسا خوفناک سماں پیدا کر رہا
ہے۔ ہائے ہائے۔ رام رام! ان ملکنوں کو پرمیشر سمجھے اسکے ہاتھوں کیسی کیسی
گرانمایہ جانیں جنہیں شجاعت اور بہادری کو ناز تھا کیسی خاک میں ملگئیں۔ علاؤالدین کی سفاکیوں
سے ہمکو خوف نہیں ستاتا ہے اب آپ آخر تشریف کہاں لئے جاتے ہیں۔ [illegible] معلوم
تو ہو۔ آخر ہم جان نثاروں سے اسقدر کنارہ کشی کیوں کی جاتی ہے""

نوعمر بہادر " نہیں نہیں کنارہ کشی نہیں ہے کہیں دور نہیں جاتا ہوں یہیں برہما مندر تک جاتا ہوں اور ابھی آتا ہوں "

وہی لوگ " تو ہم جان نثار بھی مہاراج کے ہمراہ رکاب چلیں گے ۔ گو برہما مندر کی عمارت یہیں سامنے نظر آتی ہے کچھ دور نہیں مگر علاء الدین اور اسکی فوج کی سفاکانہ کارروائیوں نے آجکل اسکو بہت دور اور کل شہر کو انتہائی درجہ کا مخدوش بنا دیا ہے ۔

نوعمر بہادر " یہ سچ ہے مگر ہمارے متبرک دیوتا جنکے درشن کیلئے میں جا رہا ہوں میری ہر طرح سے مدد کرینگے "

وہی لوگ " تو ہم لوگوں کے ہمراہ چلنے میں مہاراج کا ایسا حرج ہی کیا ہے ! "

نوعمر بہادر (چین بابرو ہوکر) نہیں ۔ تم لوگ یہیں ٹھیرو " اور اسقدر کہنے کے بعد اُسنے زور میں بھرے جانور لے گھوڑے کی باگ جو دونوں ہاتھوں کے اینچے ہوئے تھا ذرا ڈھیلی کر دی اسکے ساتھی سب کے سب گم بجز ہو کر اسیجگہ ٹھیر کر کھڑے رہ گئے ۔ ادہر وہ نوعمر بہادر اپنا گھوڑا اوڑاتا ہوا پہلے ایک پہاڑی کے وقعہ کے پاس پہنچا جہاں پر وہ ایک سپاہی اور چند مسلح سوار کھڑے تھے ۔ چند سٹ یہاں رُکا اور پھر وہاں سے پیچدار راستوں اور دشوار گذار دروں میں ہوتا ہوا چتوڑ کے ایک مندر کی طرف متوجہ ہوا ان پیچدار راستوں سے نکلنے کے بعد مڑ کر جو دیکھتا ہے تو آتے کے وہی ہمراہی سوار جن کو اسنے آنے سے منع کیا تھا ۔ اس سے کچھ پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ آ رہے ہیں ۔ اسنے دیکھکر اسنے تو کچھ نہیں کہا مگر اپنے دل سے اسطرح کہنے لگا " کمبخت کسی طرح اسنے ہی نہیں ۔ چلے ہی آتے ہیں ۔ آ ۔ آ نے دو میرا کیا لینگے ۔ یہی نا کہ میری باتوں سے شاید کچھ تاڑ جائیں ۔ مگر بات کرنیکا موقع ہی کیوں ملیگا لیکن شوق بھری نگاہیں جو کسی کے چھپائے نہیں چھپ سکتیں ۔ مگر اسکا بھی تو موقع ملنا مشکل ہے "

اس خیالی سلسلے کو یہیں پر چھوڑ کر اسنے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا۔

وہی جگہ جسکی رونق کو ایک حد نہیں بلکہ بہتہ بازار اور بہت مستحکم قلعے دوبالا کر رہے تھے جسکی خدمتگذاری کیلئے بہادر راجپوتوں کی ۳۶ قومیں ہر دم کمر بستہ حاضر رہتی تہیں آہ اسوقت کسی اُجڑے ہوئے گہر یا لٹے ہوئے دل عاشق کی طرح بیرونق پڑا تہا۔ اسکی ڈہی ہوئی عمارتیں دیکھنے والے کو زبان حال سے بتا رہی تہیں کہ ہم دستبرد زمانہ کے ہاتہوں بہت ہی تباہ اور برباد ہوئے اور سلاطین کے باہمی جہگڑے اور خونریزیوں نے اچھی طرح انکو تخت و تاراج کیا۔

یہاں کے باشندے اکثر تو اپنے عقائد خیال اور امید کے موافق اسلئے دنیا ہی سے کوچ کر گئے تہے کہ تناسخ (آواگون) کے مسئلے سے فضا — مگر پہر علاءالدین یا اس کے پسماندوں سے اپنا عوض لینگے۔ کچہ خوف کے مارے شہر کے ادہر اُدہر بہاگ گئے تہے اور کچہ لوگ اس امر کا ثبوت دینے کے لئے کہ یہاں مارشل لا ہیں جاری ہے جابجا نظر بہی آتے ہیں۔ مندر سونے پڑے تہے۔ ناقوس اور گہنٹوں کی وہ آوازیں جو ہر وقت یہاں مندروں کی سنگی عمارتوں میں گونجا کرتی تہی اسوقت کسی طرف سے نہیں آتی تہی۔ البتہ وہ پوجاری جو خاص طور پر اپنے دیوتوں کے ظل حمایت میں ہونے کی وجہ سے ہر طرح بے خوف و خطر تہے یا خال خال بیہودہ خوش عقیدہ لوگ کہیں کہیں مندروں میں نظر آتے تہے جنکو اس پر آشوب زمانے کی ملکی اعراض دست دعا دراز کرنے کیلئے یہاں لائے تہے۔

یہ نوعمر سپاہی نے اس رواروی میں تین چار مندروں کو سرسری نظر سے دیکھا۔ لیکن مندر کے پاس پہنچکر اسکی نگاہ کچہ اس مایوسی کے ساتہ حلقہ چشم میں واپس آتی تہی کہ ایک سکنڈ بہی اسکو وہاں ٹھیرنا شاق ہوتا تہا۔ اور وہ آگے چل دیتا تہا۔ جاتے جاتے یہ ایک بلند

؎ دیکھو کتاب کہاں [illegible] تاریخ ادب کہان جو نویں صدی میں تالیف ہوئی تہی ۔۱۲۰

عورتیں بھی مینارہ کے اندر سے باہر آتی جاتی دکھائی دیتی تھیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ یہ آنیوالیاں کچھ گھبرائی ہوئی سی باہر آتی ہیں مگر اپنی وحشت زدہ نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد کسیقدر اطمینان کے ساتھ واپس پلٹ جاتی ہیں۔

اس نیچے والے درجہ کے اندر پہنچانے والے دروازے کیسکے غنچۂ دل کیطرح سب بند ہیں مگر ہاں ایک صدر دروازہ البتہ کھلا ہوا ہے یا پہرا دینے والے دروازوں کی طرح چشم شوق یا دیدۂ منتظر کیطرح کھلی ہوئی ہے جسکی راہ سے آفتاب کی آنیوالی روشن شعاعیں اندر پہنچکر کافی روشنی دیکر رہی ہیں۔ اور یہاں کی ہر چیز اس روشنی میں بخوبی نظر آرہی ہے۔

یہ آنیوالا جو ہر سادہ چیز یہاں پہنچا ہے غالباً اسوقت گھوڑے سے اُتر لیا مطلق الانان گھوڑے کو اُسکے پیچھے آنیوالے ساتھیوں نے پکڑ لیا تھا۔ صدر دروازے کے اندر جب اُسنے قدم رکھا تو اُسکے ہونٹوں میں نہایت پست اور رنانے لہجے میں یہ صدا آئی ہے پیشتر اسکے کہ میری مجبوری ہوئی ماتا اور آفت رسیدہ پتا پر دیا کر کرم کر۔ رحم کر۔ ایک کا بچھڑا ہوا اور دوسرے کی پراس حالت میرے سینے اور زخمی دل پر چھریاں چلا رہی ہے او میلیا✝ ہوا مجھکو وہیں اُڑا لیجا جہاں میری پیاسی آتما ہے۔ او ہن یا✝ مجھکو اپنی نیلی نیلی لہروں میں چھپالے اسلئے کہ دنیا کی وسعت اب میرے لئے بالکل تنگ ہوگئی ہے۔"

اور پھر اُسنے دیکھا کہ چند عورتیں اپنے مذہبی عقاید کے موافق یہاں کے رکھے ہوئے ایک بڑے بُت پر پھول چڑھا رہی ہیں جو اسکے قدم رکھنے ہی کچھ جھجک کر رہ گئیں۔ ان میں سے وہ جسکی زبان سے ابھی مذکورہ بالا پُر درد کلمے نکل رہے تھے ایک کمسن

✝ یہ ہندو کا دیوتا ہے ۱۲

✝ جمنا سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہے ۱۲

لڑکی ہے جسنے لڑکپن کے جھولے میں جھولتے جھولتے شاید نام خدا اب گیارھویں بارھویں برس میں قدم رکھا ہو تو ہو۔ اسکا بوٹا سا قد حسن کے سانچے میں سر سے پاتک سکے ڈھلے ہوئے اعضا پھول سے گلابی گلابی رخسارے جنپر بھولاپن رنگ بناٹیکا پڑتا تھا پتلے پتلے نازک ہونٹھ جو اسوقت دعا مانگتے ہیں اسیطرح جنبش کر رہے تھے جسطرح ہوا کی جنبش سے گلاب کی سرخ سرخ پنکھڑیاں ہل رہی ہوں۔ بڑی بڑی غلافی آنکھیں جنکی آب و تاب کو اسوقت کے بھرے ہوے آنسوؤں نے اور بھی دو بالا کر دیا تھا۔ سو تو ان ناک یا شمع حسن کی ایک اٹھتی ہوئی لو اور اُسکا مکلّف لباس دیکھنے والے کو بتارہا تھا کہ یہ کسی معزز خاندان سے ہے اور عجب نہیں جو یہ سب موجودہ عورتیں اسکی پیشخدمت اور سہیلیاں ہوں۔ چونکہ یہ عورتیں اور یہ آنیوالا نوعمر بہادر سب ہندو کیش اور آئین کے لوگ تھے سا سوجہ سے ایں سے کوئی کسیکے آنیکا متعرض نہ ہوا مگر اسیکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے واقف بھی نہیں ہیں۔ اسلئے کہ جب اس نوعمر بہادر نے اسدرجہ کے اندر قدم رکھا ہے تو یہ سب عورتیں کچھ جھجھک کر سہم گئیں تھیں۔ اور وہ کمسن حسن کی دیوی جو اس سے پہلے اپنے دیوتون کے سامنے مودب بیٹھی پھول چڑھا رہی تھی اب کچھ خوف زدہ سی ہوکر اپنی سہیلیون کے جھرمٹ میں جا کر کھڑی ہوئی تھی۔ اسکے گلابی گلابی رخسار و نکا رنگ جو اشکبار آنکھونکے بہے ہوے آنسوؤں میں پانی میں پھٹے ہوے کنول کے پھول کیطرح تیر رہا تھا اب بالکل سپید پڑگیا تھا۔ آنسو آنکھوںمیں خشک ہوکر رہگئے تھے اور ابھی کا آنیوالا نوعمر بہادر ایک غلط انداز اور سرسری نظر سے ان عورتوں کی طرف دیکھکر اسیے مذہبی دیوتونکی رکھی ہوئی سنگی تصویرون کی پرستش میں مشغول ہوگیا تھا۔ مگر اس شغل کو چند منٹ بھی قیام نہ تھا۔ پہلے کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھا گیا پھر جھکی ہوئی آنکھونکو غیر معمولی جنبش ہوئی پلکیں اوپر اٹھیں اور ندیدی نگاہیں کچھ ان چلبلی کیساتھ اسکے حلقہ چشم سے نکلکر اس خوف زدہ لڑکی پر پڑیں کہ اس کا وہ

قدرتی چلبلاپن جسکی اسکی کمسنی مقتضی تہا کچہ اُبہرا اور اُبہر کر حیا کے قالب میں
فوراً ہی ڈہل گیا۔ پہلے کچہ جہجکی پہر پیشانی پر کچہ بل آئے اور پہر کچہ چپ چپ کر رہگئی۔
وہ نوعمر بہادر کچہ عجیب ذوق و شوق کی حالت میں اسیطرح کہڑا ہوا اسطرف کو دیکہہ رہا تہا
اور اسکی یہ حالت دیکہکر یہاں کی موجودہ عورتوں میں سے اکثر کی زبان سے گہبرائے
اور حیرت زدہ لہجے میں یہ جملے نکل رہے تہے وہ رام رام یہ کیا ہے (آدمی ہے ارے
کون ہے !۔ ارے کوئی ہے !!"

اور وہ اسیطرح چپ سناٹے میں کہڑا تہا۔ مگر اب اسکے ہاتہ پاؤں میں ایک
قسم کی باقاعدہ جنبش شروع ہوئی تہی اور اسکی آنکہیں لطف تف رہ اُٹہاتے
اُٹہاتے خدا جانے کس مزے میں آگئیں کہ بدمست ہوکر پتلیان اوپر
چڑہنے لگی تہیں کہ جلدی سے اسنے گہنٹے کی وہ لٹکتی ہوئی زنجیر اپنے ہاتہ سے پکڑلی
جسکا سلسلہ چہت سے ملا ہوا تہا۔ زنجیر کے پکڑتے ہی گہنٹے کی لمبی آواز اس سنگی عمارت
میں گونجنے لگی۔ گرتے گرتے یہ سنبہل گیا اور بیساختہ اسکی زبان سے ایک دوہرا نکلا جسکا
مضمون کچہ کچہ اس شعر سے ملتا ہوا تہا۔ ؎

سنبہلنے دے مجہے او ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ داماں خیال یار چہوٹا جائے ہے مجہ سے

اسکے بعد دم بہر کے لئے اُسکو کچہ چپ سی لگجاتی ہے لیکن چند منٹ کے
بعد اسنے اپنی ہچکیا لو زبان کو اسطرح گویا کیا "گہبراؤ نہیں کچہ خوف نہ کرو
اگرچہ (اس کمسن لڑکی طرف اشارہ کرکے) نہیں جانتی پہچانتی ہیں او تو بجانب ہے
مگر کیا تم بہی مجہکو نہیں جانتی ہو۔ افسوس تمکو یہ بہی نہیں کہ میں کون ہوں آہ تمکو میرے
نام و نشان تک کی خبر نہیں وہ ہمارے دلکا حال کیا جان سکتے ہیں۔ میں راجہ
راجہ [illegible] کا [illegible] ایشیاٹک گلد [illegible] ہوں۔ انکی اسلاف سے [illegible] ہی [illegible] رکہنی [illegible]

کرانیو اسے سوار نے دروازہ کے قریب آ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا "جلدی بھاگو
جلدی۔ غضب کر دیا گھنٹہ بجا دیا شاید اسی آواز کو سنکر سلطانی فوج آ رہی ہے"
اس خبر کے سنتے ہی ان عورتوں میں کچھ عجیب بے چینی پیدا ہو گئی۔ نہایت انتشار اور
مایوسی کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں اور انکی یہ اضطرابی کیفیت
دیکھکر وہی نوعمر بہادر سنگلدیو تسلی آمیز اور دلدہی کے لہجے میں ان سے اسطرح
کہنے لگا "تم گھبراؤ نہیں مطلق مت ڈرو۔ پرمیشر ہماری مدد کرے گا۔ سنگلدیو
کے تن میں جبتک جان ہے اور خون رگوں میں دوڑتا ہے اسوقت تک کسیکی مجال
نہیں جو تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے" ابھی اس گفتگو پر دو چار منٹ بھی نہیں گذرے
تھے اور یہ لوگ یہاں سے نکلکر دس بیس قدم ہی باہر نکلے ہونگے کہ چند فوجی لوگوں
نے انکے قریب پہنچکر کہا "تم کون لوگ ہو؟"

سنگلدیو "ہم مسافر لوگ ہیں اتفاقیہ اسطرف سے گذر رہے تھے چونکہ یہ مقام ہمارے
عقائد کے اعتبار سے ایک تیرتھ گاہ اور متبرک مقام خیال کیا جاتا ہے اسیوجہ سے درشن
کے لئے دم بھر یہاں ٹھیر گئے"

ان فوجی لوگوں کی لمبی نیچی ڈاڑھیاں اور انکے نورانی چہرے اسکو ظاہر کر رہے تھے
کہ اسلامی فوج کے چیدہ جوان ہیں۔ ان کی تعداد پندرہ بیس آدمیوں سے زیادہ
نہ ہوگی انکے قلب میں ایک معزز نوجوان عربی گھوڑے پر سوار تھا جسکے رعب دار چہرے
سے امارت و ریاست کے ٹپکنے والے آثار نمایاں ہیں۔ یہ نہایت رعب داب کے
ساتھ خاموش اپنے گھوڑے کے زین پر بیٹھا ہے اور اسکے ساتھ والے فوجی لوگ
سنگلدیو سے مخاطب ہو کر اسطرح کہہ رہے تھے "کیا تم نے چتوڑ کے قلعہ پر اسلامی
پھریرا اڑتے نہیں دیکھا؟"

سنگلدیو "ہاں ہمنے ضرور دیکھا مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی سنا تھا

کہ بادشاہ کی طرف سے امن وامان کا اذن عام ہے" جسکے جواب میں ایک مسلمان سپاہی نے کہا "ہاں امن وامان کا ضرور اذن عام ہے مگر اس وقت گھنٹے کی بے ہنگام آواز نے ہمکو بدگمانی کا موقعہ دیا اور اسوقت اس طرف آنے پر مجبور کیا"

سنگلدیو میں سنتا تھا کہ مسلمان بادشاہ اپنے مفتوحہ ممالک کے رعایا کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے مگر شاید یہ غلط مشہور ہوگا"

اسلامی افسر (چونک کر) کیا کہا غلط! - بالکل سچ - وہ چوریوں† کی طرح کسی کو فریب و دغا دینا نہیں جانتے - وہ جو کچھ کرتے ہیں ڈنکے کی چوٹ کہہ بھی دیتے ہیں (خاموش ہو کر اپنے دل میں) معاذ اللہ کس بلا کی آنکھ ہے جادو بھرا ہے بالکل جادو - کیسی خوف زدہ نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی ہے - لیکن ابھی کچھ جانتی نہیں اگر کچھ بھی امتیاز ہوتا تو اسطرح بے حجابانہ نگاہیں میریطرف نہ آتیں یا تو شرم سے زمین میں ایسی گڑی ہوتیں کہ اوپر اٹھنے کا نام ہی نہ لیتیں یا اسیطرح بیحجابانہ جسطرح کھلے میدانوں میں چوکڑی بھرنے والی ہرنیاں (چونک کر بلند آواز سے اپنے پہلے سلسلہ سخن میں) ہاں ضرور مسلمان کسیکے مذہب میں مداخلت نہ کرتے اور نہ حارج ہونا چاہتے ہیں - عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود ‡ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ ‡‡ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ مسلمانوں کا اعتقادی اور مذہبی مسئلہ ہے اگر صبح شام کے معینہ اوقات میں گھنٹے کی صدا گونجتی تو ایسی بدگمانی کا موقع نہ ملتا -

---

† غالباً یہ یہودی (دربادت) کے واقعہ کی طرف اشارہ ہوگا ۱۲

‡ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے - ۱۲

‡‡ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور ہمارے لئے ہمارا دین ۱۲

سنگدیو "مجکو اس کی خبر نہتی - بیشک اسوقت بیموقع گھنٹہ بجنے کیوجہ سے آپکو یہان آنے کی سخت زحمت اور تکلیف ہوئی لیکن دنیا میں کسی فعل کا نادانستگی کی وجہ سے ہوجانا اگر الضافاً معافی کے قابل ہے تو میں بھی اپنی اسی لاعلمی کو سفارشی قرار دیتا ہون"

اسلامی افسر "تو تم مسافر ہو - یہاں کے باشندے نہیں ؟"

سنگدیو "جی ہان"

یہ معزز اسلامی افسر باتیں تو اسطرح کر رہا تھا - مگر اسکی آنکھیں اسی کمسن حسن کی دیوی کی آنکھون سے لڑی ہوئی تہیں - وہ سنگدیو سے مذکورہ بالا جملے کہنے کے بعد موقع پاکر اب اسطرح اپنے دلسے کہتا جاتا ہے "کیا موہنی صورت پائی ہے ! بس بے اختیار یہی جی چاہتا ہے کہ اُٹھا کر کلیجہ میں رکھہ لوں (سنگدیو سے مخاطب ہوکر) ہاں تو تم مسافرانہ یہان وارد ہوئے ہو ؟"

سنگدیو "(اپنے دل میں) یہ ہیں کہاں ! میں تو اسکا جواب دیچکا ہوں (اسلامی افسر کے منہہ کی طرف دیکھکر اپنے دل میں) اور اسکی نگاہیں یہ کسطرف جارہی ہیں" اور پہر مڑکر یہ اُسی کمسن عورت کی طرف دیکھنے لگا اور آنکھون ہی آنکھون میں تاڑ کر اپنے دل سے اسطرح کہا "کیا جھونک دون ایک ہاتہہ تلوار کا ! (خودی) مگر پھر میری اس ارمان بھری جانکی ہی خیر نہیں - اُسطرف جمعیت زیادہ ہے - بیشک موقع نہیں اور ممکن ہے کہ میرا خیال غلط ہو (اسلامی افسر سے مخاطب ہوکر) جی ہاں ہیں تو مسافر"

اسلامی افسر "ہون ! اور یہ لڑکی کون ہے ؟"

سنگدیو "(اپنے دل میں) نکلی نہ وہی بات ! مگر جب صورت ہی ایسی دلفریب ہو تو پہر اُسمیں کسیکی آنکھہ کا کیا قصور ! اور کسیکے دل کی کیا خطا ! !

(اسلامی افسر سے مخاطب ہوکر) جی یہ بھی مسافر ہیں اور میرے ساتھ "

اسلامی افسر (اپنے دل میں) اس صورت شکل کی لڑکی پھر کبھی دیکھنی نصیب ہوگی!

ع حسن کی دیوی ہے یا روضۂ رضواں کی حور یا پھر قاف کی پری

ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگی

اسوقت میرے اختیار میں ہے مگر بڑی بدنامی ہوگی۔ جب امن وامان کا اذن عام ہوچکا ہے تو اسکے بعد ایسی نازیبا حرکت اسلامی سلطنت اور ایک مسلمان شہزادہ کے لئے بڑے ننگ وعار کی بات ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسکی وجہ سے کوئی جھگڑا پیدا ہوجائے اور رفتہ رفتہ اسکی خبر ظل اللہ تک پہنچے "

اسقدر باتیں اپنے دل سے کرنے کے بعد اُسنے ایک ٹھنڈی سانس لی اور بادل ناخواستہ اسکو اپنی زبان سے یہ کہنا پڑا "اچھا اگر تم لوگ مسافر ہو تو جاؤ قصور معاف۔ مگر دیکھو آیندہ ایسی غلطی کبھی نہ کرنا "

یہ حکم پاتے ہی سنگدیو اور وہ نازنین عورت مع اپنے ساتھیوں کے اُسیطرفکو چلدئے جسطرف ناظرین نے سکھپال وغیرہ کھڑے دیکھے تھے۔ جبتک اس جانیوالی نازنین لڑکی کو سامنے والی پہاڑیوں اور حائل ہونے والے درختوں نے اپنے آغوش میں چھپا نہیں لیا اُسوقت تک یہ اسلامی افسر اسجگہ پر کھڑا حسرت بھری نظر سے اُسیطرفکو دیکھتا رہا مگر جب وہ اُسکی نظر سے بالکل اوجھل ہوگئی تو پھر یہ ایک بیچین دلکو اپنے پہلو میں دبائے ہوئے اپنے فوجی لوگونکے ہمراہ ایک طرف کو روانہ ہوگیا لیکن ابھی دو چار قدم سے زیادہ نچلا ہوگا کہ خدا جانے اُسکے دلمیں کیا خیال آیا کہ دفعتہ اسنے اپنے گھوڑے کی باگ روک لی اور اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو اشارے سے اپنے قریب بلاکر آہستہ آہستہ اُس کے کان میں کچھ کہا اور پھر جسطرف کو یہ جارہا تھا اُسیطرف کو اپنے گھوڑے کی باگ اُٹھادی

پانچواں باب

سونے کی چڑیا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

اس حسن کی دیوی نے کھیرت کھبا کی افتاد سے جب نجات پائی اور اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اُس حجرہ کی طرف متوجہ ہوئی جسطرف اسکی سکھیاں کھڑی تھیں تو سنگدیو سایہ کیطرح اسکے ساتھ ساتھ چلا۔ گو وہ اب زبان سے تو کچھ کہتا نہ تھا مگر اسکی بیتاب نگاہوں سے خانہ چشم میں اب بھی بلائیں مٹھیا جاتا تھا اور وہ انکھیوں سے دیکھ دیکھکر بار بار دور سے ڈال رہا تھا ایسی نگاہیں کہیں چھپائے سے چھپتی ہیں اس دوشیزہ لڑکی کے ساتھ والے آنکھوں ہی آنکھوں میں کھٹک گئے اور بجائے اسکے کہ اب وہ اسکے اس احسان کا جو کھیرت کھبا کے مقام پر اسلامی فوج کے روبرو کا اُلٹا اس سے ظہور میں آیا شکریہ ادا کر رہے تھے کچھ چیں بابرو ہوکر دفعۃً خاموش سے ہوگئے سنگدیو نے اس اثر کو محسوس ہی کیا اور دم بھر تک اسکا اثر بھی اسکے دل پر رہا مگر خدا جانے اُسکے دل کی کیسی الجھن تھی کہ اسنے دم بھر اسکو اسحالت پر نہ رہنے دیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں رہ رہکر پھوٹ نکلیں اور آنکھیں آنکھ بچا بچا کر اپنا کام کرنے لگیں۔

اسی حیثیت سے یہ سب لوگ جب سکھیاں کے پاس پہنچ گئے اور وہ حسن کی دیوی سکھیاں میں بیٹھکر اپنی راہ چلدی آہ وہ گھڑی سنگدیو کیلئے بہت ہی سخت تھی۔ اسکے چہرہ پر انتہائی درجہ کی اُداسی چھاگئی اور شوق بھری دل لئے گھٹنے والے ارمان اور تمناؤں کے بخارات زمانہ کی سرد مہری

دیکھکر آنسو بنے اور آنکھوں مین بھر آئے - اسوقت کے بڑھے ہوئے اشتیاق نے اسکی طبیعت کو کچھہ اُبھارا بھی - خیالات فاسد بھی اسکے دل مین آئے مگر بیچارہ دم بخود رہ گیا - جانیدارے چلدیے اور یہ نقش قدم بنکر نہین نہین نقش قدم تو نرم یا ریتانی زمین پر بنتے ہین یہان سر ہوڑنے کے لئے چند سے فرہاد کی شاگردی کی ضرورت تھی اور اس مناسبت سے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ حسن کی دیوی کا بت بنکر رہگیا اسکے کسی عضو کو حرکت نہ تھی آنکھین کُھلی کی کُھلی رہگئی تھین اور قدم اپنی جگہ سے اُٹھانا بالکل بھول گئے تھے -

جتبک شوق بھری نگاہ اپنا کام کرتی رہی اسوقت تک اسکی آنکھین اسیطرف کو لگی رہین مگر جب اونچی اونچی پہاڑیون نے رقیب روسیاہ کیطرح بیچ مین حائل ہوکر اسکو نظر سے اوجھل کردیا تو یہ اپنے دل سے یہ کہتا ہوا ایکطرف کو چلدیا کہ اچھا جائین جانے دو - جائینگی کہان ؎

چلیے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین	
چھپے کہان چھپینگے وہ ایسے کہان کے ہین	

سری مہاراج جب اُنکے تپاپہ رور ڈالینگے تب ا کچھہ چون وچرا نہین کرسکتے - وہ تو مجبوری ہی اور ہے "

یہان سے تھوڑی دور نکلجانے کے بعد اس حسن کی دیوی اور اسکے ساتھہ کی عورتون کے اُترے ہوے چہرے جو اس کیقدر رچا ہوئے اور بیطرح دھڑکتے ہوئے دلون کی ٹھہری ہوئی حرکت مین کچھہ کچھہ کمی آئی - تاہم اُنکے چہرون کا اُڑا ہوا رنگ اس تک اس امر کی خبر دے رہا تھا کہ اطمینان سی چیز ابھی اُنکے خوف کھائے ہوئے دلکو حاصل نہین - وہ انسان و حیران پریشان اور دولہن کے گوشہ کی طرف چلے جاتے تھے اور بجز ضروری بات چیت کے ایک قسم کا سناٹا ان لوگون مین پایا جاتا تھا -

اسیطرح جاتے جاتے دوپہر کے قریب ایک جو درو سایہ دار درخت کے نیچے ٹھیر گئے -

اسکے شرقی اور جنوبی سمت کو پہاڑی سلسلہ تہا اور غربی و شمالی سمت کیطرف جہانتک نظر جاتی تہی کف دست ریگستانی میدان نظر آرہا تہا۔ پہاڑون سے جابجا قدرتی چشمے اور جھرنے جاری تھے چادر آب کے گرنے کی خوش آیند صدا سنگی پہاڑیون مین گونج رہی تہی اور ان قدرتی چشمون نے جوے اشک کیطرح ایک چہوٹی سی نہر بہی ایک طرف کو بہادی تہی۔

سوارون نے یہان پہونچکر اپنے اپنے گہوڑون کی زین خالی کردی اور اب انکو ٹہلانے اور پانی پلانے مین مشغول ہو گئے تہے۔ وہ دوشیزہ لڑکی بہی اب سکہپال سے اُتر کر نیچے فرش پر بیٹھ گئی تہی اور سمت الراس پر آجانیوالے آفتاب کی بیتاب کرنین اس دوشیزہ لڑکی کے حسن عالمسوز کے نظارہ کے لئے ہرے ہرے پتون کی آڑ سے جہانکتی ہوئی دہوپ چہاؤن کے قالب مین بالکل ڈہل گئی تہی اور نیچے زمین پر پڑی ماہی بے آب کیطرح تڑپ رہی تہی۔ اسکے ان گہونگروالے بالون کی لٹون کے ساتہہ جو انتشار و پریشانی کے عالم مین کہین کہین سے کہل گئی تہین سرپہر کر اودہر اُدہر سے آنیوالی گستاخ ہوا کچہہ عجیب عجیب دست درازیان کر رہی تہی کہ معاذ اللہ۔ یہ بیچاری تو جہنجہلا جہنجہلا کر اپنے نازک ہاتہون سے انکو برابر کرتی جاتی تہی اور وہ اُنہیے والی ہوا سے بگڑ بگڑ کر بہاگ بہاگ کر بار بار اسکے چاند سے چہرہ کے سامنے آجاتی تہین اسکی سہلیان اسکے گرد بیٹھی ہوئی تہین اور آپسمین اسطرح باتین ہو رہی تہین۔

ایک "نمعلوم آج صبح صبح کسکا منہ دیکہا تہا۔ کس بُری گہڑی سے چلے تہے کہ اتنا وقت مصیبت ہی مصیبت مین کٹا۔ رام رام کرکے ایک سپت سے چہوٹے تو دوسری بپت مین مبتلا ہو گئے مگر ایشور کی دیا سے اب کچہہ کچہہ جان بچتی نظر آتی ہے"

دوسری "اونہون اسوقت تک اطمینان نہین جبتک ہماری رانی بگلانہ[+] کی سرزمین

+ شہر بگلانہ اوس زمانہ میں سرحد دکن پر واقع تہا اور گجرات کا ایک صوبہ تہا ۱۲ تاریخ فرشتہ۔

پر داخل ہو جائین۔

دوشیزہ لڑکی (مایوسانہ لہجہ مین) آہ نہ اب بہر والہ ہی آرام کی جگہ رہا اور نہ بکلا نہ ہی۔ دنیا کی وسعت ہمارے لئے تنگ ہے اور کہین ٹھکانہ نہین۔ ہان یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے مہاراج کو پرمیشر کی دیا سے ، تاج و تخت ملجائے۔ مگر آہ مشکل ہے ایسے نصیب کہان ؟ اگر ایسا ہوا اور پھر دن پھرے تو خیر کچھہ آنسو پچھہ جائینگے ورنہ یہ رونا تو اب تمام عمر کا ہے۔ دوسرے جنم کی خبر نہین۔ اب وہ پہلی سی بات کہان! (تھوڑے سکوت کے بعد) یہ کون ہوا تھا جو اپنے آپ کو راجہ بتا تا تھا! کیسا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھتا تھا۔ پرماتما ہی جانتا ہے کہ میرے سینہ مین میرا کلیجہ اتبک تھر تھر کانپ رہا ہے (قلب کی جگہ پر ہاتھہ رکھکر) ہاتھہ رکھکر دیکھو کیسا دھک دھک ہو رہا ہے "

پہلی عورت "رانی آپ کیا جانین ابھی آپ کا سن ہی کیا ہے بچی تو آپ ہین۔ پرمیشر جانتا ہے جن آنکھون سے وہ اسوقت آپ کو گھور رہا تھا اسکی وہ آنکھین پھوڑ دینے کر قابل ہین۔ نکال لینے کے لائق ہین "

تیسری عورت "ہان میرا ہی بے اختیار بار بار یہی جی چاہتا تھا کہ اسکی آنکھون مین خاک جھونک دون مگر مصلحت وقت اور کچھہ اسوقت جبکہ ملکشون کی فوج نے آکر ہم لوگون کو کیبرت کبھہ کے پاس گھیر لیا تھا اسکی وکالت کرنے کا خیال آ آکر مجکو میرے ارادہ سے روک دیا تھا "

چوتھی عورت "مگر مین ضرور کہونگی کہ اسوقت کی اسکی وہ وکالت بھی خود غرضی سے خالی نہ تھی "

حسین دوشیزہ لڑکی (پہلی عورت سے مخاطب ہوکر) "اندا ہم ہم سب کو اس کا مشکور ہونا چاہیئے کہ اوسنے اپنے بچاؤ ہی کے طفیل مین سہی مگر تم کو ملکشون کے ہاتھہ

٭ قدیم زمانہ مین یہ مقام دہار اور دیوالٹی کے نام سے مشہور تھا دیکھو ہسٹری آف انڈیا ارجان سی مارشمین ۱۲

سے بچا یا تو سہی"

شاید اس عورت کا نام اسد اتہا اسلئے کہ وہ فوراً اسکے جواب مین سطرح کہنے لگی " ہاے رانی جی، تو ایک ایسی بات تہی کہ جسکی وجہ سے مین خون جگر پی پی کر طیش کہا کہا کر رہگئی ورنہ کیا اسکی وہ آنکہیں میری ان انگلیون کی (اپنے ہاتہہ کی دو انگلیان تیر کیطرح سیدہی کر کے) نشانہ نہ بچاتین اپر سیتر سوگند ہیوڑ دیتی "

دوشیزہ لڑکی (مسکرا کر) اسدا تیری بہی عجیب باتین ہین اور سچ پوچہو تو یہ آفت لائی بہی ایسکی تہی اسطرح نہ وہ اسوقت گہنٹہ بجاتا ورنہ ملکشون کی فوج آ کر ہمکو گہیر لیتی"

انندا " ہاں اور کیا۔ اسی موئے کا تو یہ سب بویا ہوا تہا۔ بہوانی ماتا اسکا بہوجن کریں"

دوشیزہ لڑکی " آخر تہہ یہ کون؟"

انندا " رام جانے کون تہا کون نہین۔ مواتہا تا تو تہا اپنے آپ کو راجہ رامدیو کا لڑکا"

دوشیزہ لڑکی " کون رامدیو؟"

انندا۔ رانی! اہی دیوگڈہ کا راجہ نا"

دوشیزہ لڑکی " یہی جسنے ہمارے پتا کو مدد دینے کا وعدہ کیا ہے؟"

انندا " ہان ہاں رانی وہی وہی "

دوشیزہ لڑکی " تو اچہا ہوا کہ اسکے ساتہہ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کی گئی ورنہ اس کو اور اسکے باپ کے دل کو سخت صدمہ پہونچا۔ مگر اسکی تیز نگاہین اسوقت تک میری آنکہون مین کہٹک رہی ہین۔ دم بہر خاموش رہنے کے بعد) اور انندا! تم جانتی ہو اسوقت ملکشون کی فوج کے بیچ مین وہ سبزے گہوڑے پر کون سوار تہا؟ وہ جس کی ٹوپی

مؤثر کیطرح تھی"

انندا: رانی اسکی تو مجھکو خبر نہین کہ وہ کون تھا اور نہ اسکے معلوم کرنے کی اسوقت کوئی وجہ تھی اور نہ کوئی موقع مگر اسکی پوشاک اور اسکے رعب داب سے تو ایسا خیال ہوتا ہے کہ وہ اس فوج کا کوئی افسر تھا اور عجب نہین جو شاہی خاندان سے ہو"

دوشیزہ لڑکی: مگر تھا بڑا رحمدل۔ اسنے ہم لوگون کو مسافر سمجھکر چھوڑ دیا۔ رام اسکا بھلا کرے۔ مگر یہ عجیب بات تھی کہ میری طرف وہ بھی بہت غور کی نظر سے دیکھ رہا تھا"

انندا: میری بھولی رانی ابھی آپ کیا جانین ایشور نے آپ کی صورت ہی ایسی موہنی اور پیاری پیدا کی ہے کہ جو دیکھے بس دیکھتا ہی رہجائے" انندا کے اس جملہ پر اس دوشیزہ لڑکی کی وہ حیا جو کمسنی کے چلبلے پن کے مارے ابھی دبی بیٹھی تھی کچھ ابھری اور پھر ابھر کر رہگئی۔ کچھ دیر تک تو یہ آنکھین نیچے کئے چپ بیٹھی رہی اور پھر اسطرح کہنے لگی۔ کوئی جا کر چشمہ سے جل کا کلسہ بھر لائے۔ منہ ہاتھ دھو کر کچھ کھا پی لین یہان زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین"

انندا: ہان راجکماری یہان سے جلدی چل ہی دینا چاہیئے ابھی ہم امن کی جگہہ پر نہین ہین۔ جلدی کھا پی کر چلدین" اور اسقدر کہنے کے بعد انندا یہان سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فوراً پانی حاضر کیا گیا اور یہ دوشیزہ لڑکی بھی منہ ہاتھ دھونے مین مشغول ہوگئی۔ باقی عورتین بھی کوئی پہاڑی جھرنون سے نہا رہی تھین۔ کوئی جھیل کے بھرے ہوے پانی سے کھیل رہی تھین اور ساتھ کے سوار بھی سب اپنے اپنے ضروری ضروری کار و بار مین مشغول تھے۔

دوشیزہ لڑکی نے منہ ہاتھ دھونے کے بعد انندا کو آواز دی مگر معلوم ہوا کہ وہ حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے لئے گئی ہے اور جب اسکے آنے مین کچھ دیر ہوئی تو اس

دوشیزہ لڑکی نے کچھ کہانا کہایا پانی پیا اور پہر انندا کو یاد کیا لیکن کسی عورت نے اسکے جواب مین کہا "سورج کماری! انندا ابہی دسا پہر کر نہین آئی"

دوشیزہ لڑکی (تعجب کے لہجے مین) ہائین ابتک نہین آئی! اسکو گئے ہوئے تو بہت دیر ہوئی۔ کمبخت کہان مر رہی۔ ذرا خبر تو لو"

اس حکم کے ہوتے ہی انندا پہلے تو عورتون کی پست آوازین پکاری گئی مگر اسکے جواب مین جب کسیطرف سے کوئی صدا نہیں آئی تو مردانی بلند آوازین دور دور تک چارونطرف اس کو ڈہونڈتی ہوئی نکل گئی اور جب بجز صداے بازگشت کے کسی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو چار یا پانچ سوار اسکی تلاش اور جستجو مین چارونطرف گہوڑے دوڑاتے ہوتے گئے مگر آہ انندا کا کہین پتہ نہ تہا۔

دو تین گہنٹہ کی جستجو کے بعد ان واپس آنیوالے سوارون نے آکر بہت افسوس کے لہجے میں اسطرح کہا "حضور ہم لوگ دو دو تین تین کوس تک چارونطرف ڈہونڈ آئے ایک ایک درّہ مین اسکو ڈہونڈا اونچی اونچی پہاڑیون پر چڑہکر انندا کو پکارا مگر کہین انندا کی آواز بہی کانون تک نہ پہونچی"

دوشیزہ لڑکی۔ (بہت افسوس کے لہجے مین) ہاے انندا کہین نہین ملی! نہین ملی!! آخر کیا ہوئی کدہر گئی۔ مین کچھہ نہین جانتی جہان ملے اور جسطرح ملے میری انندا کو لاؤ یہان سے مین اسوقت نہ ہٹونگی جبتک اپنی انندا کو اپنے ساتہہ نہ لے لونگی۔ ہاے مین تو اس سفر مین لٹ گئی"

سوار (ہاتہہ جوڑکر) سورج کماری ہم لوگون نے انندا کی تلاش مین کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا۔ پسینے مین نہاے ہوئے ہمارے گہوڑے انکی ہاتہہ ہاتہہ بہر کی نکلی ہوئی باہر زبانین اور انکے منہ سے نکلتا ہوا کف اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ ہم لوگ بہت دور تک ڈہونڈ آئے ہین اور پہر بہی جانے کے لئے تیار ہین مگر ہاتہہ جوڑکر

پہر ہم جان نثار اس امر کے عرض کرنے کی جرأت کرتے ہین کہ سورجکماری کا یہان زیادہ ٹہیرنا اب کسیطرح مناسب نہین - زمانہ پر آشوب ہے اور راستہ نہایت ہی پُرخطر - دو پہر ڈہل گئی ہے اور شام ہونے تک ہمکو چتوڑ کی حد دو سے باہر نکل جانا ضرور لی ہے ورنہ کہین اور کسی مصیبت سے سامنا نہو جائے "

اب سب ساتہہ والے حیرت زدہ چُپ سناٹے کے عالم مین تھے - دوشیزہ لڑکی انتہائی درجہ کی مایوسی مین تہی - اسکے پہول سے رخسارون پر پژمردگی چہاگئی تہی اور اسکے چہرہ کا رنگ اس سے زیادہ اُڑ گیا تہا جسقدر کہ صبح کے کہلے ہوئے پہولون کا رنگ اسوقت تمازت آفتاب سے - اسکی نرگسی آنکھون مین اسوقت بہرے ہوئے آنسو اسوقت اسیطرح نظر آرہے تھے جسطرح گل نرگس مین شبنم کے ڈہلکتے ہوئے قطرے -

اسنے تہوڑی دیر کے بعد ایک ٹہنڈی سانس لی اور پُرحسرت لہجے مین اسطرح کہا "ہاے تو مین اب انندا سے ہاتہہ دہو بیٹہون - کیا اب وہ نہ ملے گی! آہ کیا وہ شکاری جانورون کے بہوجن ہوگئی یا آکاس کی مدر - ہاے رام کیا دہرتی پہٹ گئی اور وہ اوسمین سماگئی - آخر کہان گئی - ہاے انندا کیا تو اب مجہسے ہمیشہ کے لئے چہوٹ گئی - آہ تو نے امر پور جا کر آباد کیا" اور یہ کہتے ہی کہتے اسکے کنول سے لال لال رخسارے بہے ہوئے آنسوؤن مین کو کابیلی کا سفید پہول بنکر رہگئے -

آہ اسکے پہلو مین ایک نازک دل تہا اور وہ بہی ننہا سا - بہلا وہ اس خوف کی تاب کہان لاسکتا تہا جو اسکو اس جگہ کے زیادہ قیام کی بابت ابہی دلایا گیا تہا - درد کی طرح ابنی جگہ سے اُٹھی اور آنسو کیطرح سکہیان مین گر پڑی -

سکہیان تو روان تہی مگر اسکی آنکھین پیچھے چہوٹ جانیوالی پہاڑیون پر لگی ہوئی تہین اور نگاہین بہت بےچینی کے ساتہہ پتہرون سے اپنا سر پہوڑ رہی تہین -

+ عدم آباد - ملک آخرت ۱۲

چھٹا باب

کوشش بیکار

جرأت شوق پھر کہاں وقت ہی جب نکلگیا

انھوں میں یہ ندامتیں صبر کیا تھا ہائے کیون

آفتاب چمکتے چمکتے اب مغربی اُفق کے قریب ہوگیا ہے اسکی چمکدار اور خیرہ کرنیوالی شعاعون کی سپیدی پر زردی دوڑ چلی ہے اور چتوڑ کے جنوبی ٹیلہ پر جو چبوترہ ہی کے نام سے مشہور ہے ایک فوجی کیمپ نظر آرہا ہے۔ فوجی لوگ ٹڈی دل کی طرح پڑے ہوے ہیں۔ گھوڑے بھی جا بجا بندھے ہوے ہین اور ایک طرف کو چند خیمے بھی نصب ہین جنمین غالباً اس فوج کے افسر لوگ ہونگے۔ اسکے شمالی سمت کو چتوڑ کا عالیشان قلعہ تقریباً ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ سے واقع ہی جسکی فصیل اس ٹیلہ کے قریب پہونچکر ختم ہوگئی ہے۔ اس قلعہ پر بجائے اس قرمزی رنگ کے جھنڈے کے جسپر سورج جسی خاندان کی یاد دلانے کے لئے سورج کا معرکہ بنا تھا آج اسلامی جھنڈا ہوا مین لہرا رہا ہے اور اسلامی فوج چبوترہ سے قلعہ تک برابر پھیلی ہوئی ہے۔ فوجی لوگون مین اپنی اپنی بہادریون کی تعریف ہو رہی ہے جو انھون نے چتوڑ کے محاصرہ مین اور پھر اسکے فتح کرنے مین دکھائین۔ کہین بڑے لاف وگزاف کے ساتھ راجپوت بہادرون سے شکست دینے کے تذکرے ہین اور کہیں اپنے حملون کی تعریفین

آفتاب کا نقرئی قرص اب طلائی ہو چلا ہے اور سرخی مائل دھوپ اونچی اونچی پہاڑیون اور ہرے ہرے درختون کی چوٹیون پر سنہرا پانی پھیر رہی ہے۔ شام کی تاریکی دنیا کی

ہر چیز پہ اس کچھ کچھ اپنا قبضہ کر چلی ہے اور ایک عالیشان خیمہ کے سامنے ایک نوجوان شخص ٹہل رہا ہے - اسکا سر ننگا ہے اور ایک سپید ڈھیلا اور نیچا قمیض اسکے گورے پنڈے کو اپنے دامن مین چھپائے ہوئے ہے - اسکا سن انیس بیس برس سے کسیطرح زیادہ نہ ہوگا - جوانی کی امنگون کی اٹھتی ہوئی نئی کونپلین اسکے رخساروں کے گرد نازک جلد کے نیچے سبزہ خوابیدہ کیطرح اپنی ہیلاہٹ دکہا رہی تہین - اعضا کا تناسب حسن کے انتہائی مواج پر پہونچا ہوا تہا - بڑی بڑی غلافین آنکہین تہین - آفتابی چہرہ تھا اور اسکا قدرتی رعب و داب اشارہ ہی اشارہ میں بتا رہا تھا کہ یہ کسی ملک کا بادشاہ یا شاہزادہ ہے -

اسوقت اسکے چہرہ سے کچھ کچھ حزن و ملال اور اسکے ساتھ کچھ غور و فکر کے آثار بہی پائے جاتے تھے - ٹہلتے ٹہلتے کبہی کبہی اسکی رفتار معمولی رفتار سے کم بہی ہو جاتی تہی اور کبہی کبہی بار بار ادہر اُدہر آنکہہ اُٹھا کر کچھ دیکہہ بہی لیتا ہے اور پہر ٹہلنے لگتا ہے - ماڈہی ایکاڈ کا رسالہ صف بستہ خیمہ کی پست پر علیحدہ کھڑا ہے اور چند خادم سر جھکائے مودب خیمہ کے سامنے کھڑے ہین - ٹہلتے ٹہلتے اس نوجوان شخص کے دل مین خدا جانے کیا خیال آیا کہ یکبارگی رک گیا اور کھڑے ہو کر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا - اتنک کمبخت نہین آیا - کہیں مارا تو نہین گیا - پکڑ تو نہین لیا گیا - گئے ہوئے اسکو بہت دیر ہو گئی اور ابتک کہین پتہ نہین - دو پہر سے تو کم نہ ہوئے ہونگے - مگر مین نے یہ برا کیا کہ اسکو تنہا جانے دیا -

اور پہر ٹہلنے لگا - دس بیس قدم ٹہلنے کے بعد اسکے جلد جلد اُٹھنے والے پاؤن آہستہ آہستہ رک گئے اور پہر اپنے دل سے یہ اسطرح کہنے لگا - وہ کھوئی ایمان کی تو یہ ہے کہ اس حسن و جمال اور اس صورت شکل کی کوئی عورت میری نظر سے تو آجتک نہین گذری - ہائے وہ چاند سا مکھڑا - وہ جادو بھری بڑی بڑی آنکہین اور ان پر وہ ہلالی بھوین وہ بوٹا سا قد وہ حسن کے سانچے مین ڈھلے ہوئے اعضا - وہ بلا کا حسن اور حسن کی

وہ شوخی معاذ اللہ ؎

نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دلکو گھیرا ہے	
کیا ان کافروں نے حملہ بیچارے مسلماں پر	

یہ خیریت ہے کہ شوخی ہیں ابھی حیا اور شرم کی دلکش ادائیں اور جوانی کا بانکپن نہیں آیا ورنہ ہائے کوئی نہ بچتا۔ مگر مجھسے بڑی غلطی ہوئی کہ مین نے ایسا موقع خود اپنے ہاتھ سے کہو دیا۔ اب اسکا ملنا معلوم!! افسوس صد افسوس۔ کچھہ اسیوقت کے لیئے مخصوص نہین بلکہ تمام عمر افسوس کرنا پڑے گا۔ میرا تو خیال تہا کہ میرے نئی والدہ ماجدہ کنولادی ہی سے زیادہ دنیا مین حسن کسیکو ملا ہوگا مگر اس ظالم کی پیاری اور دلکش صورت نے تو خدا کی قسم دل کا کام ہی کر دیا۔ جسوقت سے وہ صورت دیکھی ہے اسیوقت سے وہی خیال وہی خیال بس آنکہون کے سامنے ہر دم وہی صورت پہر رہی ہے۔ خدا کی قسم کتنا پیارا چہرا پایا ہے (سینہ کو دبا کر) کسطرح دل سنبھلتا ہی نہین (دو قدم چلکر) کمبخت ابتک نہیں آیا کیا مین اور کیا بہیجون (خود ہی) مگر خدا جانے اب وہ کہان سے کہان پہنچ گئی ہوگی اور نہ معلوم وہ کدہر نکل گیا ہوگا۔ تو پہر اس کمبخت دلکو کسطرح بہلاؤن ابہی تو کسیطرح بہلتا ہی نہین۔ اف۔ معاذ اللہ۔ کلیجہ منہ کو آیا جاتا ہے۔ اگر مین جانتا کہ یہ حضرت یون بیٹہکر اسقدر رنگ لائینگے تو مین اسیوقت اسکو گرفتار کر لیتا (مسکرا کر) یعنی خود تو اسکی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوگئے اور کر لیتے گرفتار چہ خوش۔ واہ رے الٹے دعوے اور اللہ رے آپ کے حوصلے۔ ہان تو پہر کوئی تدبیر سوچنا چاہیئے! اللہ کیا کرون؟ اور خیمہ کے سامنے ایک کرسی پر اپنا جگر تہامتا ہوا سر تہام کر بیٹہ گیا۔ ٹھنڈی سانسین اسکی مزاج پرسی کے لئے اسکے منہ تک آئین۔ اور قلب کی حرکت ساعت بساعت ترقی کرنے لگی۔

اسقدر دیر کے بعد ہمارا حس مشترک اپنے خیال کے وسیع خزانے سے ایک ایسی شبیہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جو ہو بہو اس نوجوان کی صورت سے بالکل مشابہ ہے

اور اس بھی ایسا شبہہ ہوتا ہے کہ ہمنے اسکو کہین دیکہا ہے اور وہ بہی ابہی حال مین
اہا کہین وہی شخص تو نہین ہے جو کہیرت کہمہ کے پاس اسلامی فوج کے قلب مین
ایک گہوڑے پر سوار دوشیزہ عورت کی طرف بہت غور کی نظر سے دیکہہ رہا تہا - ہان ہان
ضرور اس سے صورت ملتی ہوئی ہے - بیشک وہی ہے وہی -
اسوقت چونکہ وہ اپنی فوجی وردی مین تہا اسوجہ سے اسوقت تک اسکو اس وضع مین
پہچان نہ سکے - تو عجب نہین جو اسکی یہ باتین بہی اسی دوشیزہ لڑکی کے باب مین ہون
نہ معلوم وہ کون تہی ! -
اب آفتاب غروب ہورہا تہا اور شام کی سیاہی اسیطرح ساری کائنات پر اپنا قبضہ
کرتی جاتی تہی جسطرح الجہن اور بےچینی اس نوگرفتار شخص کے دل پر - بیٹہے بیٹہے یہ یکبارگی
اپنی کرسی سے اُٹہا اور خیمہ کے اندر جاکر ایک مکلف پلنگ پر لیٹ رہا - یہ خیمہ مشرقی
شہانہ تکلفات سے سجا ہوا تہا - نہایت عمدہ عمدہ رنگین ہانڈیان اور کنول جنمین عنبرین
اور مومی شمعین چڑہی ہوئی تہین اپنی صاف اور ٹہنڈی روشنی دکہاتی ہوئی جابجا لٹک
رہی تہین - یہ معزز جوان چپ سناٹے مین پڑا تہا کہ دربان نے اندر حاضر ہوکر دست بستہ
اسطرح عرض کیا "جہان پناہ مسعود حاضر ہے" معزز نوجوان یہ سنتے ہی پلنگ سے
اُٹہہ بیٹہا اور کسیقدر خوشی کے لہجہ مین اسطرح اسکی زبان کو حرکت ہوتی "کیا مسعود
آگیا ! آنے دو - آنے دو"
فوراً صدر دروازہ کی چلمن اُٹہی اور ایک شخص فوجی وردی مین اندر آتا ہوا معلوم ہوا
اسنے آتے ہی فوجی قاعدہ سے سلام کیا اور ادب سے سامنے خاموش ہوکر
کہڑا ہو رہا - یہ شخص اسوقت سینہ مین سر سے پاتک سمایا ہوا تہا اور اسکا غبار آلود چہرہ
دیکہنے والے کو بتا رہا تہا کہ یہ ابہی ابہی کسی دور دراز سفر سے چلا آرہا ہے یہ نوجوان
شخص اس آنیوالے کو دیکہتے ہی اسطرح کہنے لگا "کیون مسعود کچہہ پتہ چلا ؟"

اس آینوالے شخص کا نام شاید مسعود تہا اسوجہ سے کہ اسنے فوراً اسکے جواب مین اسطرح

کہنا شروع کیا "قبلہ عالم کچھہ پتہ نہین چلتا - ہر کس وناکس سے دریافت کیا - جو ملے

اوس سے پوچھا مگر کوئی کچھہ نہین بتاتا - قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس قرب و

جوار کے باشندے نہین ہین اور کوئی انکو جانتا پہچانتا نہین ورنہ کچھہ حال تو کہلتا"

ہمارا معزز نوجوان بہت شوق کے ساتھہ کان لگائے یہ باتین سُن تو رہا تہا مگر کہنے والے

کے ہر ایک لفظ پر اُداسی کا سپید پوڈر اسکے چہرہ پر خود بخود دیتا جاتا تہا اور بالآخر کچھہ عجیب

اضطراب اور بیچینی کے لہجے مین یہ جملہ اسکی زبان سے نکلا "کچھہ پتا نہین چلتا کچھہ حال

نہین معلوم ہوا! اور تو اپنا سا مُنہ لیے یونہی چلا آیا - کمبخت!"

مسعود "مین اس امر کے ثبوت دینے کے لئے کہ غلام نے حضور کے تعمیل ارشاد

مین انتہا درجہ کی کوشش کی ان عورتون مین سے ایک عورت کو پکڑ لایا ہون"

معزز جوان "ایسین ہین ہے؟ اس سے ہی کچھہ پتہ نہین چلتا؟"

مسعود "حضور عالی لاکھہ طرح سے پوچھا - ولدہی سے بہی اور سختی سے بہی

مگر وہ کمبخت کسیطرح نہین بتاتی"

معزز جوان - (حیرت کے لہجے مین) "کہان ہے سامنے لا - دیکھین کیون نہین بتاتی"

اور اس حکم کے ہوتے ہی مسعود باہر چلا جاتا ہے اور چند سکنڈ کے بعد پہر جو یہان آتا ہے

تو اسکے پیچھے پیچھے ایک عورت بہی اسطرف آتی نظر آتی ہے - اسکا زیور اسکا لباس

سب بہدی وضع کا تہا - سن چالیس کے پیٹہے مین لگا ہوگا - اسکی کمر سے ایک رسی

بندہی ہوئی تہی جسکا ایک کنارہ ایک اور فوجی شخص کے ہاتھ مین تہا - گو اس قیدی

عورت کی صورت شکل ان آنکھون کو کسیقدر آشنا معلوم ہوتی تہی مگر اسکے چہرہ پر چہائی ہوئی

گرد وغبار نے اسکے اصلی نقشہ مین چونکہ ایک قسم کا تغیر پیدا کر دیا تہا اسوجہ سے دیکھنے والی

آنکھون اور آنکھون کے ساتھہ عقل کو بہی کچھہ حیرت سی تہی -

معزز نوجوان نے پہلے تو بہت غور کی نظر سے اسکی طرف دیکھا اور پہر اس سے مخاطب
ہوکر اسکا نام پوچھنے لگا - اس قیدی عورت کا ہر عضو بدن خوف سے اسوقت تہرتہر
کانپ رہا تہا اور آنسو بہت بیچینی کے ساتہ اسکی آنکھون سے نکل نکلکر بہہ رہے تھے
ایسے دو چار مرتبہ کے اصرار سے اپنی گلوگیر آواز مین اسطرح کہا "او ن
اون ..... دیکھیئے - مہاراج خوف کے مارے میرے اوسان اسوقت ٹھکانے نہین
ہین اور حواسون کے ساتہ میری زبان بہی میرے قابو مین نہین"

معزز جوان (تسلی اور دلدہی کے لہجے مین) نہین نہین تم گھبراؤ نہین - ڈرو نہین
مطلق خوف نکرو - جہان کہوگی ہم بحفاظت پہونچادینگے"

قیدی عورت "مہاراج جگ جگ جیئین - لونڈی کا نام کوکلا ہے"

معزز جوان "کوکلا! نام تو بڑا ہی پیارا ہے - اچھا آتی کہاں سے تہی اور
جاتی کہان تہی؟"

کوکلا - (رک رک کر) پٹن کیطرف سے آتی تہی اور دکہن کا قصد تہا"

معزز جوان "ہون - اور رہنے والی کہان کی ہے؟"

کوکلا "سفورپٹن کی"

معزز جوان "اور تمہارے ساتہ وہ جو خوبصورت سی ایک کمسن عورت تہی
وہ کون تہی؟"

کوکلا (اپنے دل مین) "رام رام یہ تو بڑا غضب ہوا - مین جانتی ہون کچہ راز کہل گیا
... اسی لئے یہ آفت ہی میرے سر آئی مگر پہر اوسوقت پہولرانی گرفتار کرلی گئی (خود ہی)
شاید چلے جانے کے بعد یہ حال کہلا ہو - مگر پہر وہ خود کیون نہ گرفتار کی گئیں - میرا قصور!
(پہلے سے نئے دوست سے مخاطب ہوکر) مہاراج مجکو اسکی مطلق خبر نہیں - مین نہین جانتی
وہ کون تہی - مین نے تو اسکو وہین کہیرت کہمبہ کے پاس دیکھا تہا اور پہر وہین سے میرا اسکا

ساتھ بھی ہو گیا تھا"

معزز جوان "اسقدر عرصہ تک ساتھ رہنے مین یہ تو ممکن نہین کہ اسکا کچھ حال بھی تجکو نہ معلوم ہو گیا ہو"

کوکلا "اگر مجکو معلوم ہوتا تو بتا دینے مین میرا ہرج ہی کیا تھا"

معزز جوان "اور وہ ایک مسلح نوجوان شخص کون تھا؟"

کوکلا "مہاراج اسکا نام سنگلدیو ہے شاید وہ راجہ رامدیو کا بیٹا تھا وہین کمیرت کمبھ مین اتفاق سے اسوقت وہ بھی آگیا تھا"

معزز جوان "ہونہہ - جھوٹی - مکارہ - فریبی کہین کی - وہ تو کہتا تھا کہ تم سب کے اسکے ہمراہ ہو اور تو کہتی ہے کہ وہین کمیرت کمبھ مین آگیا تھا - اور اتنی ذراسی دیر مین تو سنگلدیو کے باپ تک کا نام تجکو معلوم ہو گیا اور جسکے ساتھ گھنٹون ہمسفر رہی اسکا نام تک معلوم نہین - شفقت حرامزادی ہمکو دھوکا دیتی ہے - سنتی ہے اس امر کو اچھی طرح یقین کرے کہ اگر سچا سچا واقعی حال تو نے مابدولت سے کہدیا تو سلطانی انعام واکرام بہت فیاضی کے ساتھ تیرے لئے مخصوص ہین اور اگر اصلی حالات کے اظہار مین ذرا بھی تو نے پس وپیش کیا تو سلطانی غضب تجسے اسکا انتقام لینے کے لئے بھی الفاظ کے قالب مین ڈہلکر زبان پر آنے کے لئے بالکل تیار ہے -

کوکلا - (ہاتھہ جوڑکر) مین مہاراج کو اس امر کا بالکل یقین دلاتی ہون کہ مین اس خوبصورت عورت کے حالات سے بالکل ہی ناواقف ہون ورنہ مہاراج کو مین اسقدر اصرار فرمانے کی کبھی تکلیف نہ دیتی"

معزز جوان (بہت ہی پُرغضب لہجے مین) لیجاؤ اسکو جیل مین - یہ قیدیون ہی کے زمرہ مین رہنے کے قابل ہے اور وہین کے مصائب اور تکالیف برداشت کرنیکے لائق - حرامزادی - قطامہ - لیجاؤ یہان سے " اور اس حکم کے ہوتے ہی ایک فوجی گارڈ

نے اسکو اپنی حراست میں لے لیا اور اسی حیثیت کے ساتھ یہ کشاں کشاں قلعہ کیطرف چلی۔

کوکلا کی شکل و شباہت بالکل انندا سے ملتی ہوئی تھی مگر اس دوشیزہ لڑکی کے حالات سے واقفیت کا اسکا قطعی انکار کرنا۔ اسکے چہرہ پر گرد و غبار کی چڑھی ہوئی تہ۔ رات کی قدرتی تاریکی اور اسکے نام کا کوکلا ہونا ہمکو اس کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ شاید وہ نہ ہو ع

دو نہیں ہوتے ایک صورت کے "

اسکے جانے کے بعد ہمارا انیا دوست پلنگ پر لیٹ کر تھوڑی دیر تک تو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لیتا رہا اور پھر اپنے دل سے مخاطب ہو کر اسطرح باتیں ہونے لگیں "کیا کروں کچھ حال نہیں کھلتا۔ کمبخت کسیطرح نہیں بتاتی۔ کہیں مسعود نے مجکو دہوکا تو نہیں دیا! اپنی حسن کارگذاری دکھانے کے لئے کسی غیر عورت کو پکڑ لایا ہو۔ مگر اسقدر تو میں ضرور کہونگا کہ اس عورت کو میں نے کہیں دیکھا ضرور ہے۔ پھر یہ اسقدر چھپاتی کیوں ہو۔ ہائے اسکے وہ لمبے لمبے بال۔ وہ بڑی بڑی آنکھیں اور وہ اسکا بوٹا سا قد کسیطرح نہیں بھولتا نہیں بھولتا۔ اگر یہ اسکے ہمراہیوں میں سے ہوئی تو شاید یہ نہایت نامناسب ہوگا کہ وہ قید خانہ کے مصائب کے حوالہ ہو۔ بڑے ظلم و ستم کی بات! (بلند آواز سے) کوئی ہے؟" اور فوراً دو چار خادم (کر دست بستہ سامنے مؤدب کھڑے ہو گئے اور یہ حکم ملا کہ مسعود حاضر ہو" مسعود اسی وقت بلایا گیا اور اسطرح اس سے باتیں ہونے لگیں۔

معز جوان "کیا واقعی یہ انہیں میں کی عورت ہے؟"

مسعود "حضور عالی انہیں میں کی۔ بھلا خانہ زاد کی یہ مجال تھی کہ اپنے آقائے ولی نعمت کو وہ کسیطرح کا دہوکا دیتا!"

معز جوان "پھر یہ حال کیوں نہیں بتاتی۔ اسکی کیا وجہ!"

مسعود ”قبلہ عالم مجکو یہ خود حیرت ہے کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے کیسطرح یہ راز کہلتا“

انکو اسوقت ہم ایسین باتون مین چھوڑ کر اس قیدی عورت کی خبر لیتے ہین کہ وہ کس حالت مین ہے قلعہ مین پہونچکر کم نصیب کوکلا کو ایک تیرہ و تار و سیاہ کمرے مین رہنے کے لئے جگہہ ملی - اس کمرہ مین فقط ایک دروازہ تھا مگر آہ حفاظت اور احتیاط کے خیال سے اسمین بہی لوہے کے سیخچے لگے ہوے تھے - یہان ہر طرف بالکل تنہائی اور رہو کا عالم تھا اور ایک شمع تک کہین نظر نہ آتی جو اسکے غم مین ہمدردی کے ساتھہ چار آنسو بہی گراتی - آہ اس بیکسی کے عالم مین اسکے سایہ تک نے بہی اسکا ساتھہ چھوڑ دیا تھا ادہر اُدہر وہ دیکھتی تہی مگر کہیں کچھہ نہین دیکھتی تہی نیچے پتھر کا سخت فرش تھا اور یہان کی بہری ہوئی ہوا جسمین بہت حصہ اسکی ٹھنڈی آہون کا بہی ملا ہوا تھا دروازہ کے سامنے دو ایک پہرے والے ننگی تلوارین ہاتھہ مین لئے ٹہل رہے تھے اور ان سب سامانون کو مہیا دیکھکر اس کمرہ پر جیل کال کوٹھری کا گمان گذرتا تھا - کوکلا اپنی سیاہ بختی پر آٹھہ آٹھہ آنسو رونے لگی - اس رونے دہونے سے جب یہ تہک گئی اور سینہ ذرا ہلکا ہوا تو یہ آپ ہی آپ اپنے دل سے اسطرح کہنے لگی ”پرمیشر مین دکیا کس بپت مین پہنس گئی - ہاے کہان جاتی تہی اور کہان پکڑ آئی اور جسکے کارن یہ سب دکہ سہے انکو میری خبر تک نہین - ہائے رام پہر مین اس عذاب سے کسطرح نجات پاؤنگی اسی کال کوٹھری مین گھٹ گھٹ کر - اُلجھہ اُلجھہ کر سہم سہم کر دم نکلجاے گا - اور اسکی کوئی وجہ بہی نہین معلوم ہوتی ” یہ سب کیون - کیا مجکو کہدینا چاہیے - مگر نہیں دم نکلجاے مگر آدہی بات مونہہ سے نہ نکلے - پہر مین کہونگی کسیطرح نہین کہونگی“

یہ اسیطرح .... ہوئی اپنے دل سے باتین کر رہی تہی کہ ایک سرقندار نے آکر اس کمرہ کا .... کہولا اور بد نصیب کوکلا سہم کر رہگئی وہ یہ سمجھی کہ اور کوئی نئی آفت آئی -

اس کمرہ کے کھلنے کے بعد کوکلا یہان سے نکالی گئی اور پھر اُسی خیمہ مین جسمین اس سے
پہلے وہ ایک مرتبہ آئی تھی ہمارے انجان دوست کے روبرو لائی گئی۔ اسکے آتے ہی
وہ پلنگ سے اُٹھ بیٹھا اور اسطرح اُس سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "دیکھو ما بدولت
پھر تمسے کہتے ہین کہ تم اپنا اور اُس خوبصورت لڑکی کا سچّا سچّا حال بتادو اسی مین خیریت
ہی ورنہ اسجانب کو نہایت افسوس ہوگا اگر تم اس حسن کی دیوی کی پرستاردن
یا ہمراہیون مین سے ہو ئین اور تمکو کسی قسم کی اذیت اور تکلیف یہان پہنچی"

کوکلا (اپنے دل مین) ہائے رام کیا کرون۔ کہتی ہون تو مشکل۔ نہین کہتی ہون
"تو مشکل لیکن مین جانتی ہون کہ اس کے حسن کا جادو اس شخص کے دل پر ضرور
چلگیا ہی اور اسی کے ساتھ اسکی نیت مین کوئی فساد بھی نہین معلوم ہوتا۔ ورنہ ایسی باتین
کبھی ان کے مُنھ سے نہ نکلتین۔ (نوجوان کے سامنے ہاتھ جوڑکر) اننتو رحاتا ہی جو سچّی
اور واقعی باتین تھین وہ مین نے پہلے ہی عرض کردین اب مارنے اور جلانے
کا مہاراج کو اختیار ہی مین تو ایک بیکس اور بےبس عورت ہون"

معزز جوان "(بہت افسوس کے لہجے مین) بڑی مشکل ہوئی کسطرح یہ راز کھلے ہی
نہین آتا۔ کیا کیا جائے"

مسعود "پیرومرشد جبتک یہ اچھی طرح ستائی نجائیگی اور کافی طور پر اس کی مرمت
نہوگی اُسوقت تک یہ کبھی نہ بتائے گی۔ ایک ہی چھٹی ہوئی ہی"

معزز جوان "خیر بتائے یا نہ بتائے مجبوری ہی مگر عورت ذات کا ستانا آدمیت
اور انصاف سے بالکل بعید معلوم ہوتا ہی۔ تاہم یہ نظر بد ضرور رکھی جائے مگر آرام اور آسایش
کے ساتھ۔ کسی قسم کی تکلیف نہو۔ (ایک ٹھنڈی سانس لیکر اور کوکلا سے مخاطب ہوکر)
دیکھو کوکلا ہم پھر تم سے کہتے ہن کہ اُس کا کچھ بھی حال معلوم ہو تو بتادے مین بہت
شکرگذار ہون گا"

کوکلا (اپنے دل مین) ضرور یہ دل نے بیٹھے ۔بیشک میرا پہلا ہی سوال صحیح ہی۔ توپھر کہدون نا۔کچھ خوف کی بات تو ہے نہیں ۔(سوچ کر) اور بالفرض میرا خیال غلط نکلا (معزز جوان سے مخاطب ہوکر) مہاراج مین جھوٹ نہیں کہتی جو کچھ مجکو معلوم تھا وہ مین نے چھپایا نہیں اور جو نہین معلوم ہی اُسکے متعلق مین اپنے دل سے جھوٹی جھوٹی باتین بنا کر آپ کو دھوکا دینا نہین چاہتی ؎

معزز جوان (اپنے دل سے) خدا جانے کیا بات ہی کہ باوجود اسکے اسقدر صاف انکار کے دل یہی کہتا ہی کہ یہ جھوٹ کہتی ہی۔ دو چار روز رہکر جبتک اس کا خوف و ہراس کم نہ ہوگا اور یہ کسیقدر بے تکلف نہین ہوگی اُسوقت تک یہ کمبخت کھلیگی نہین (ملازم سے) اچھا اسے لیجاؤ اور اسکی مذہبی پابندی کے ساتھ اسکے آرام و آسائش کا سامان کر دیا جائے ؎

کوکلا کے یہاں سے چلے جانے کے بعد ہمارے دوست نے بے چینی کے ساتھ کچھ کھانا کھایا اور پھر پلنگ پر لیٹ کر اپنے دل سے اسطرح باتین کرنے لگا۔ یا رب خدا۔ کیا کرون کسطرح کچھ حال نہین کھلتا ۔یہ اور بھی مشکل کی بات ہی کہ اُس غارتگر دین و ایمان کا خیال کسی دم آنکھون کے سامنے سے ہٹتا ہی نہین۔ مگر اس مین بھی کوئی شک نہین کہ ایسا دلفریب حُسن نو روز ازل سے آجتک کسی کو نصیب ہوا ہوگا۔ (کروٹ لیکر) آج کمبخت نیند بھی کسطرح نہین آتی ورنہ ان پریشان خیالون سے تو دم بھر کے لئے دلکو آرام ملجاتا۔ کیسطرح وہ موہنی صورت نہیں بھولتی نہیں بھولتی۔ مگر آہ دل آیا بھی تو کس بے نام و نشان پر ۔بھلا کوئی کسی سے پوچھے تو کیونکر تلاش کرے تو کس طرح اور ڈھونڈے تو کہان ۔!! واہ (کروٹ بدل کر) ای میری آنکھون سے اُڑجانے والی نیند خدا کے لئے تھوڑی دیر کے لئے آجا۔ تیری بیخودی مین کچھ تو طبیعت کو سکون ہو جائے (جمائی لیکر) کمبخت نہین آئے گی (پہلو بدلکر) اوہ !! اس

کروٹ پڑے پڑے اسطرف کا پہلو دُکھنے لگا - ہان تو پھر اب مجھکو کیا کرنا
چاہیئے"
غرضکہ اسی بیچینی کے ساتھ دیر تک ہمارا دوست پہلو بدلتا رہا - بالآخر گئی ہوئی مدد کو
اسکی بیچینی کی حالت پر ترس آگیا اور اُسکی آنکھ لگ گئی -

ساتوان باب

پولیٹیکل معاملات اور تاریخی باتیں

زہے کرشمہ کہ یون دے رکھا ہی ہمکو فریب
کہ بن کہے اُنھین سب کچھ خبر ہی کیا کہیے

علاء الدین خلجی رنتھنبھور کی عظیم فتح کے بعد دہلی واپس آگیا ہی اور اپنی عدم موجودگی کے
زمانہ کی بغاوتین - خانہ جنگیاں اور طوائف الملوکی کے تعجب خیز واقعات سُن سُنکر
آج اس نے مُلکی انتظامات کے لیے ایک مجلس ترتیب دی ہی جسکا صدر انجمن خود ہی
یہ کمیٹی کونسل محل مین منعقد کی گئی ہی - ارکین دولت میں سے چند منتخب اہل الرائے
جمع ہیں اور علاالدین اسطرح تقریر کر رہا ہی "

ما بدولت و اقبال کی عدم موجودگی مین ہماری سرکش رعایا -
نمکحرام ملازمون اور مفسد باغیون نے دلّی میں جو بغاوتین کین اُنکی
خبر آپکے کانون تک پہنچی ہوگی - اکت† خان نے تلپت کے مقام پر

† اکت خان کا نام سلیمان شاہ تھا - یہ بادشاہ کا بھتیجا تھا - علاء الدین جب تلپت کے مقام پر شکار میں مشغول تھا کہ اس نے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے نو سو سوارون کی جمعیت سے جو اسکے قدیمی ملازم تھے - (دیکھیے صفحہ ۸۴)

اسجانب ساتھ کیا سلوک کیا۔ امیر عمر و منکو خاں نے کیا کیا ستم ڈھائے۔ حاجی مولیٰ نے کسقدر نمکحرامی کی آخران بغاوتوں کی وجہ اور اسکی کوئی انتہا بھی تو ہونی چاہیئے؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳) علاءالدین کو اسنے تیروں کا نشانہ بنالیا اور علاءالدین اپنے ساتھ بزدوکاری زخم کھاکر گر گیا۔ اکت خاں کو یہ خبر ملی کہ علاءالدین مارا گیا۔ اسنے حرم شاہی پر قبضہ کرنا چاہا مگر دستار غلام کی حکمت عملی سے اکت خاں اپنے ارادے میں کامیاب ہوا پھر علاءالدین بھی پہنچ گیا اور اسکی پاداش میں اکت خاں کا سر اسکی گردن سے افغان پور کی سرحد میں پڑا مارا گیا ۱۲ تاریخ فرشتہ

* یہ دونوں علاءالدین کے بھانجے تھے جو بدایوں کی گورنری پر سرفراز تھے جب علاءالدین کو رنتھنبور کا محاصرہ کئے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا تو ان دونوں بھانجوں نے علم بغاوت اٹھایا اور بالآخر علاءالدین کے حکم سے دونوں گرفتار کئے گئے۔ انکی آنکھیں نکلوائی گئیں۔ اور بُری طرح قتل کئے گئے ۱۲ تاریخ فرشتہ۔

* یہ ملک الامرا فخرالدین کوتوال قدیم کا غلام زادہ تھا اسنے جب دیکھا کہ علاءالدین قلعہ گری میں مشغول ہے اور علاءالملک علاءالدین بادشاہ کے ہمراہ ہے اور دلّی کے کوتوال باربد سے دلّی کی خلقت بیدل ہے تو اسنے موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت مفسدوں کی ایک جماعت ہمراہ لیکر قیامت برپا کردی۔ پہلے وہ باربد کوتوال کے مکان پر پہنچا اور یہ پیام بھیجکر کہ بادشاہ کا ایک فرمان آیا ہے اسکو اندر سے باہر بلایا اور قتل ہی کر ڈالا اور عام طور پر یہ مشہور کردیا کہ جو کچھ کیا گیا بادشاہ کے حکم سے کیا گیا۔ یہاں سے علاءالدین ایاز کوتوال نوحصار کے پاس پہنچا مگر وہ چونکہ اسکی مکاریوں سے واقف تھا اسکے قبضہ میں نہ آیا جسقدر قیدی کہ جیل میں تھے سب کو آزاد کردیا۔ اُن کو اسلحہ دیئے گئے۔ اب عام بغاوت میں کس بات کی کمی تھی۔ کوشک لعل میں پہنچکر حاجی مولیٰ تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور بیعت لینا شروع کردی۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ ملک حمید الدین امیر کوہ مخفی طور پر بداؤں دروازہ کی راہ سے نکلکر ہند دروازہ کے قریب حاجی مولیٰ کو قتل کیا اور اس طور پر علاءالدین کا تخت وتاج بچایا ۱۲۔ تاریخ فرشتہ۔

علاءالدین اسقدر کہنے کے بعد جواب کا منتظر تھا مگر یہاں کچھ عجب سناٹے کی کیفیت تھی سبکی گردنین نیچے جھکی ہوئی تھین اور اگر اتفاق سے کسی وقت کسی کا سر اُٹھ بھی جاتا تھا تو حسرت سے ایک دوسرے کا مُنھ دیکھکر رہجاتا تھا - انلوگوں کی یہ کیفیت دیکھ کر گنج دہن میں شاہی زبان کو پھر اسطرح حرکت ہوئی "میں نے آپلوگوکو اسوقت اسلیئے یہین جمع کیا ہی کہ آپ یکجا تصویریہ بنکر یہان بیٹھین بلکہ اس فتنۂ وفساد کے اصلی وجوہ اور اسباب پر غور کرنے کے لیئے" جس کے جواب مین حاضرین کی جھکی ہوئی آنکھین گھبرا کر اوپر اُٹھین اور پھر ایک دوسرے کا مُنھ دیکھ کر خوف سے تھرتھراتی ہوئی نگاہین نیچے گر پڑین جو سناٹا اس سے پہلے یہاں پھیلا ہوا تھا وہی پھر پیدا ہوگیا اور علاءالدین اُنکی حالت سراسیمگی کی دیکھ کر پھر اسطرح کہنے لگا "ڈرو نہین خوف نہ کرو گھبراؤ مت اور جو کچھ کہنا ہی آزادی کے ساتھ کہو"

بادشاہ کا یہ بڑھا ہوا اصرار اور جرأت دلانیوالی تقریر سنکر ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور مودّبانہ اسطرح کہنے لگا "ملکی معاملات مین قبلۂ عالم کی جو کچھ رائے عالی ہوگی وہ یقیناً ہم لوگونکی ناچیز رائے سے اعلےٰ اور انسب ہوگی - لیکن پیرومرشد اگر ہم لوگون کی رائے کی بھی شرکت ان پولیٹکل معاملات مین اسیطرح مناسب خیال فرماتے ہین جسطرح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عقل کل ہونیکے صحابۂ کبار اور مہاجرین انصار کو اپنے مبارک مشورہ مین شریک فرماتے تھے تو ہماری قدیم خیرخواہی اور ظل اللہ کا بڑھا ہوا اصرار ہمکو یہ عرض کرنے کی جرأت دلاتا ہی کہ اگر جان کی امان ہو تو جو کچھ عرض کرنا ہی آزادانہ عرض کرین"

علاءالدین "ہان جان کی امان - بالکل آزادی"

وہی شخص "خداوند عالم ایسے قدردان اور منصف مزاج بادشاہ کو باجاہ واقبال زندہ وسلامت رکھے - اور ایسے بادشاہ کی جان نثار رعایا کے ہر فرد بشر کا فرض بھی ہی کہ وہ نہایت

آزادی اور خیر خواہی کے ساتھ ملک کی بہتری کیلئے جو کچھ مناسب خیال کرے ادب کے ساتھ حضور میں عرض کرے اور اُن اغراض و مقاصد کے پورا کرنے میں اپنی جان مال کی بھی پروا نہ کرے۔ مشورہ یا کمیٹی کچھ آج ہی کا نیا طریقہ نہیں ہی بلکہ ہم سے پہلے جن سلطنتوں نے ترقی کی ہی اسی مشورہ کی بدولت پائی ہی۔ یونان کی سلطنت کا جبتک اسی مشورہ پر عملدرآمد رہا برابر ترقی کرتی گئی۔ روم میں سنیٹ کی عمارت خاص اسی لئے وقف تھی جسمیں سیاپرے جولیس کا خون بہایا گیا تھا۔ ہمارے پیغمبر آخر الزمان کے دار الندوہ کی متبرک عمارت ابتک ساری دنیا کی زیارتگاہ بنی ہوئی ہی اور شاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ خداوند برحق کا ایک قطعی حکم بھی ہی۔ مبارک ہین وہ سلطنتین جنھون نے ملکی معاملات کی ٹرین کو مشورے کی پرزور اسٹیم سے چلایا اور خوش قسمت ہی وہ قوم جسنے اسپر عملدرآمد کیا۔ قبلہ عالم سلطانی قلمرو مین جو بغاوت کی آندھیان زور شور کے ساتھ چل رہی ہین جسقدر بدنظمیان پھیلی ہوئی ہیں اسکے اصلی وجوہ اور اسباب بیان کرتے ہوئے میرا خوف زدہ دل سینہ مین اور لکنت کرتی ہوئی زبان مُنھ مین آپ ہی آپ دونون کچھ اسلئے اندر ہی اندر کھنچے جاتے ہین کہ مبادا وہ اپنی اپنی جگہ سے نکال کر باہر ڈال دیئے جائیں۔ گو پیر و مرشد ہر طرح سے اطمینان دلاتے ہین مگر خدا گواہ ہی کہ دل و زبان دونون خوف سے اسوقت قبضے مین نہین"

علاءالدین "نہیں نہیں مجکو یقین ہی کہ تم جو کچھ کہوگے خیر خواہی اور نیک نیتی سے کہوگے اور گو وہ میرے مزاج کے کیسا ہی مخالف کیوں نہ ہو مگر سید خان ہین اُسکی پاداش میں اپنے شاہی اختیارات سے مطلق کام نہ لونگا۔ معاف بالکل معاف"

اس شخص کا نام سید خان تھا۔ بڑا ہی زیرک نہایت ہوشیار اور بڑے رعب داب کے ساتھ آجکل بہ دلّی کی وزارت کے کام انجام دے رہا تھا۔ یہ اپنی جگہ سے پھر اُٹھا اور نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اسطرح کہنے لگا "جہان پناہ ملک میں بدامنی کے

آندھیاں چلیں۔ فتنہ و فساد کی لہریں اُٹھنے اور اُسی کے ساتھ دارالسلطنت کی بنیاد
متزلزل کر دینے والے چار اسباب ہیں" اور اسقدر کہنے کے بعد اسکی متجسس
نگاہیں علاءالدین کے چہرہ کے اُتار چڑھاؤ پر گہری نظر ڈالنے لگیں۔

علاءالدین اسوقت ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا اور اسکے دلی شوق کا ترجمان بنتے
ہوئے یہ جملہ اسکی زبان سے نکل رہا تھا "ہاں ہاں کہو وہ کون چار اسباب ہیں!
انکے سننے کے شوق میں میرا اشتیاق دل کے گوشوں سے نکلکر کان کے پردے
پکڑے ہوئے کھڑا ہی"

سعید خان وزیر "قبلۂ عالم۔ پہلا سبب تو یہی ہی کہ بادشاہ کو اپنی رعایا
کے اچھے بُرے کی بھی خبر نہو۔ دوسرے علانیہ بنت العنب سے اختلاط۔ اس لئے
کہ اس اُمّ الخبائث کی صحبت سے بُری بُری باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عادت خراب ہو جاتی
ہی۔ قابل شرم اور نفرت انگیز حرکتیں اسکے پینے سے سرزد ہوتی ہیں اور قابل افسوس
ایک قسم کا جوش اسمیں پیدا ہو کر اس کو اُن سربستہ رازوں کے ظاہر کر دینے
پر مجبور کر دیتا ہی کہ جنکو کسیطرح اور کسی موقع پر گوشہائے قلب سے باہر بھی
نہیں نکالنا چاہیے تھا۔ رموز سلطنت سے عوام واقف ہو کر آپس میں اتفاق
کر لیتے ہیں اور پھر فتنہ و فساد برپا کر دینے کا اُن کو ایک اچھا موقع مل جاتا ہی
تیسرے ارکین دولت اور مصاحبوں کی آپس میں قرابت اور رشتہ داریاں سلطنت
کے کمزور بنانے میں زیادہ تر اس بنا پر دخل رکھتی ہیں کہ ان میں سے جب
کسی کو کسی حادثہ کا سامنا ہوتا ہی یا سلطنت کی طرف سے اُن کو کوئی نقصان
پہنچتا ہی تو سب کے سب اس کے دفع کرنے میں ایک دوسرے کے معین اور
ہمدرد بنجاتے ہیں۔ چوتھے زر و مال کی کثرت ہی اور یہ اہل لوگوں کے دماغ
اور اونچھی طبیعت کو خراب کر دیتی ہی اور دولت کا غرور اور گھمنڈ مالا آخر ان کو سلطنت

تک کا دعویدار بنا دیتا ہی"

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد ایک حیرت انگیز سناٹا یہان پیدا ہوگیا تھا۔ یہان چند ذی روح بیٹھے ہوئے تھے مگر بیپکر تصویر بنے ہوئے۔ آنکھیں کھلی ہوئی ایک دوسرے کو دیکھ تو رہے تھے مگر سب بحیس و حرکت۔ اور سب کے کان علاء الدین کی آواز پر لگے ہیں کہ جسطرح اس کا روئے سخن دیکھین اسیطرح خود بھی کہین۔ علاء الدین چپ تھا مگر اسی خاموشی کے عالم مین بہت غور کیساتھ اپنے وزیر کی ابھی کی تقریر پر گہری نگاہین ڈال رہا تھا۔ اسنے جلدی جلدی ہر ایک بات کے پہلو پر مکرر سہ کرر نظر ڈالی اور پھر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا وہ کہتا تو سچ ہی مگر بات ہی مشکل۔ یہ اشکال اگر میری ہی ذات پر محدود ہوتا تو مجکو کسی بدگمانی کا بھی موقع تھا مگر مین دیکھتا ہوں کہ جو تجویزین وزیر نے اسوقت پیش کی ہین انکا زیادہ تر بُرا اثر اور نقصان بحیثیت اسکے رعایا یا رکن سلطنت ہونے کے خود اسیر بھی پہنچتا۔ مجکو اسوقت بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے (وزیر سے مخاطب ہوکر) سید خان جو کچھ تمنے کہا غالباً خیرخواہی سے کہا ہوگا۔ مگر دیکھنا یہ ہی کہ یہ ہونیوالی باتین بھی ہین یا نہین اور عوام کی رضامندی کہانتک ان باتوں کا ساتھ دیسکتی ہی اور اسکے پردہ ہی پردہ میں کس حدتک بغاوت کی تخمریزی کا اندیشہ ہو سکتا ہی" عوام کا یہ اصول ہی کہ ایمان جائے یا رہے۔ حق کا خون ہو یا انصاف کی گردن کٹے۔ اچھا ہو یا بُرا خود اپنی ذات یا اپنی قوم رہے یا نرہے مگر بادشاہ یا حاکم وقت کے قول کی اتباع ضرور کیجائے۔ ہاں میں ہاں ملادینا بس یہی انکا فرض ہی اور یہی ان کا ایمان۔ ضدی طبعت کے حکّام اور ناعاقبت اندیش فرمانروا ایسی ذلیل اور خوشامدانہ رایون سے خوش بھی ہوتے ہین اور ان خوشامدیونکے دل خوش کرنیکے لئے بس۔ فخر کافی ہی کہ ان کی رائے نے موافقت کی بھی تو کس سے ایک بڑی رائے سے عقل میں بڑی نہیں بلکہ مرتبہ مین۔ علاء الدین کا طعن ملا

دیکھکر دوسرے اہل الرائے نے اسطرح کہا: پیر و مرشد بجا فرماتے ہیں ایسی غیر ممکن الوقوع تجویز پیش کرنا گویا درپردہ اس امر کا اظہار کرنا ہے کہ دلی کے تخت و تاج کا اب خدا ہی حافظ ہے۔ گویا رعایا کے ہر فرد بشر کے حرکات و سکنات سے باخبر رہنے کے لیے سلطنت کی طرف سے اسیطرح خفیہ پولیس کے دو سپاہی یا ہمزاد ہر طرف ہر ساعت ہر متنفس کے ساتھ ساتھ رہا چاہیے جسطرح خدا کی طرف سے ہر شخص کے لئے کراماً کاتبین۔

دوسرا: اور ترک تراب کی بھی ایک ہی کہی سلطنت کے لیے آیندہ شاید کھانا پینا ہی حرام ہو جائے گا۔

تیسرا: ہم اور تو اور دولت آباد کے یہاں آئے تھے بس جی میں ایک کام ہو جائے یعنی دلی کا سواد شہر بسنے کے لیے پہلی ہمت بتائے؟ انا للہ۔

چوتھا: خیر جو سب باتیں تو ایک طرف مگر خلق خدا دارالصفا میں ہم کو نہ معلوم ہو کر دی گئیں سے پہلے اس دربار میں ہم رہے سب نیک۔ قلاق حضرت آپ جو کچھ فرماتے ہیں تو انکی ہی فرماتے ہیں۔ انکا علم و تجربہ ہم سے کہیں بڑھا چڑھا ہے مگر خدا جانے ہماری عقل کو اسوقت کیا ہو گیا ہے کہ انکی باوقعت رائے کی مصلحتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ سچ یہ ہے کہ ع

رموز مملکتِ خویش خسرواں دانند

ملکی معاملات میں جسقدر انکا وسیع تجربہ ہے اور جسقدر وہ سلطنت کے نیک و بد کے ذمہ دار ہیں ہم سے زیادہ اچھا کچھ وہی خوب سمجھ سکتے ہیں۔"

الغ خان: بیشک بہت صحیح۔ حضرت آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بہت مصلحت اور دور اندیشی سے فرماتے ہیں اور وہی لوگ جو ہمیں ان تجویزوں پر عمل کرانے کے لیے تیار ہیں کیا عجب ہے کہ بہت جلد وہی لوگ ان سب باتوں کو بہت وقعت کی نگاہ

سے دیکھیں ۔"

وزیر: "میری رائے کے خلاف جو گفتگو ہو رہی تھی غالباً اسے اختتام کی حد تک پہنچ گئی
اس لئے کہ اب کسی طرف سے اس قسم کی صدائیں کانوں میں نہیں آتیں ۔ اگر یہ مخالفت
اسیقدر ہے تو میں بہت خوشی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان باتوں سے میری پہلی رائے
میں ذرا سی تبدیلی نہیں پیدا ہوا ۔ جن عالی حوصلہ لوگوں کے ہاتھ میں عنان
سلطنت ہوتی ہے ان کو دو قسم کی دقتوں سے سابقہ پڑتا ہے ایک طرف تو
پبلک کی غیر محدود خواہش اور ناجائز خواہشوں کا لحاظ اور دوسری جانب سلطنت کے
استحکام کا خیال ۔ بیرونی حملوں سے قطع نظر کرنے کے بعد سلطنت کے استحکام کے
لئے اس امر کی بنیاد یا ضرورت پڑتی ہے کہ رعایا کا ہر فرد بشر بادشاہ وقت کے
قبضہ قدرت میں رہے ۔ کل رعایا ایسے بادشاہ کے ایک ادنی اشارہ پر چلے اور رعایا
یہ چاہتی ہے کہ وہ اسقدر مطلق العنان اور آزاد کر دئے جائیں کہ اگر ان کے دل میں آئے
تو وہ تخت و تاج پر بھی قبضہ کرلیں حضرات آپ ہی فرمائیں کہ ایسی حالت میں بادشاہ
وقت کو کیا کرنا چاہیئے اور سب سے پہلے وہ اندرونی حملوں سے کسطرح محفوظ
رہ سکے ۔ مگر جو صاحب جواب دیں تھوڑی دیر کے لئے وہ اپنے آپ کو بادشاہ
ہی سمجھ لیں ۔"

اب ہر شخص کے منہ پر سکوت کی مہر لگی ہوئی تھی ۔ دل ہی دل میں رہ رہکر پیچ و تاب
تو کھاتے تھے مگر کچھ کہتے نہ بنتا تھا اور انتہائی درجہ کا سناٹا کونسل کی در و دیوار
پر چھایا ہوا تھا ۔ سید خاں نے ہر شخص کے چہرہ پر ایک سرسری نظر ڈالی اور پھر
اسطرح کہنا شروع کیا "ہاں میں ہاں ملا دینا اور خوشامدانہ الفاظ زبان پر لاکر سبکدوش
ہو جانا بہت سہل ہے اور مجکو بھی آتا ہے مگر ملکی معاملات کے مشورہ میں شریک ہو کر
ایسا کرنا تاج و تخت کے ساتھ دشمنی کرنا ہے میں ایسا دشمن ہوں اپنی عزت اور وفاداری

جان و مال کا دشمن ہوں اپنے خاندان کا بدخواہ ہوں یہ سب کچھ ممکن ہے مگر میں سلطنت
کا دشمن نہیں جاتا تھا میں بہت زور کے ساتھ پھر اس امر کو کہتا ہوں کہ کوئی سلطنت
کبھی اور کسیطرح اندرونی حملوں سے اسوقت تک محفوظ نہیں رہسکتی جب تک کہ اسکی
ساری رعایا ایک تنکے کیطرح اسکی مٹھی میں ہو۔ مثلاً اگر دلی کی رعایا میں سے چند
کوتاہ اندیش بدمعاش اس امر پر متفق ہو جائیں کہ خدانخواستہ خدانخواستہ بادشاہ وقت
کو سلطنت سے معزول کر کے خود سلطنت پر قبضہ کرلیں اور دربار دولت تک اسکی خبر نہ پہنچے
تو اسکے انسداد کی کیا صورت ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟ خیر یہ مان لیجئے کہ شدہ
شدہ اسکی خبر پہنچ ہی گئی اور ان بدمعاشوں کی گوشمالی کی صورت بھی تجویز کر لی گئی مگر
قبل اس سے کہ وہ عمل میں لائی جائے بوجہ ان تعلقات کے جو ہم لوگوں کو ان کے
ساتھ ہیں خود ہمیں میں سے کسی نے اس تجویز کی خبر قصداً انکے رشتہ داروں میں ان
بدمعاشوں کو بھی کر دی تو پھر !! اچھا اسے بھی جانے دیجئے میں نے کہا نہیں اور انکو خبر
بھی نہ پہنچی لیکن انکی اتفاقی اور مالی قوت اسقدر جمع کی ہے کہ سلطنت ان کو زیر نہیں
کر سکتی تو پھر اسکا آخری نتیجہ ؟ یہ میں نہیں کہتا کہ ایسا ہوگا لیکن بالفرض خدانخواستہ ایسا ہو
تو اسوقت کے لئے تو ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ جو کچھ میں نے پہلے کہا تھا اب آپ اسکو
اس مثال سے مطابق کر لیجئے اور پھر فرمائیے کہ سلطنت کو کیا کرنا چاہیئے"۔ اس
خاموش ہی رہتے ملکہ سب کے چہروں کا رنگ اسی طرح اڑا ہوا تھا جس طرح انکے
ہوش و حواس۔ شرمندگی سے کسی کی آنکھیں تک نہیں اٹھتی تھیں
اور علاء الدین اسطرح کہہ رہا تھا "ہاں ہاں سید جان تمنے جو کچھ کہا نہایت دوراندیشی
اور خیرخواہی سے کہا اور میں اسپر عمل کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں بہت افسوس
یہ شیشہ کی لال پری جو ہمارے دل و دماغ ہمارے دین و ایمان اور سلطنت
ہماری سلطنت کی دشمن ہے اس آبگینہ حصار شیشہ کی قید سے آزاد کر دی جائے

علاء الدین نے کیا جس سے وہ سلطنتیں ایک عمدہ سبق حاصل کر سکتی ہیں جو اپنی رعایا کو نیک راہ پر لگانا چاہتی ہیں۔ علاء الدین نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ ایک محکمہ خفیہ پولیس کا قایم کیا تھا جو پولیٹکل اصول پر ظاہر میں تو رعایا کی جان مال کی حفاظت کے لئے تھا لیکن حقیقت میں وہ جاسوسوں کا گروہ تھا جو ایک شخص کے ادنے ادنے حرکات و سکنات کی خبر علاء الدین کو برابر پہنچایا کرتا تھا اور کسی کی دلی ارادے تک کی کوئی بات ایسی نہ تھی جو بادشاہ کے علم سے خارج ہو۔

رموز سلطنت کے مخفی رکھنے میں اس نے اس درجہ بڑھی ہوئی احتیاط سے کام لیا کہ اراکین دولت تو درکنار ان امرائے شہر کو جنہیں بارگاہ سلطانی میں [illegible] کا سب سے بڑا اعزاز حاصل ہوتا تھا اس امر کی قدرت نہ تھی کہ بلا حصول اجازت وہ آپس میں ایک دوسرے سے کبھی قرابت پیدا کر سکتے یا دعوتوں میں شریک ہوتے۔ رعایا کی مالی قوت کے کمزور بنانے میں بیشک زیادتی کی گئی کہ جسقدر دیہات وقف کر دیے گئے تھے یا کسی کو انعام و اکرام میں ملے تھے یا کسی دوسری حیثیت سے کسی کی ملک میں تھے وہ سب کے سب ایک طرف سے خالصہ کر لئے گئے تو کل رعایا اس امر کی محتاج ہو گئی کہ جو کوششیں فتنہ و فساد برپا کرنے میں پہلے کیجاتی تھیں وہ قوت لایموت کے حاصل کرنے میں مجبوری کے ساتھ وقف ہو گئیں یہ قواعد دار السلطنت ہی کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ جہاں تک علاء الدین کی فتوحات کا سیلاب پھیلتا جاتا تھا وہاں تک یہ قواعد بھی آہستہ آہستہ اپنی لہریں پھیلاتے جاتے تھے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کا یہ نتیجہ پیدا ہو گیا کہ طوائف الملوکی کا [illegible] قلم سے [illegible] ہو گئی اور فتنہ و فساد کا نام بھی حرف غلط کی طرح اس کی سلطنت سے مٹ گیا صوبہ بنگال کے دشوار گذار راستے سمندر کے ساحلوں تک [illegible] کے صوبجات تک اور لاہور صوبہ [illegible] اور [illegible] ایسا امن ہو گیا تھا کہ [illegible]

کی سیر سے یا گلگشت جس سے کچھ زیادہ دقت طلب اور تکلیف دہ نہ تھا۔ نہ چوری کا
ڈر تھا نہ رہزنوں کا کھٹکا۔ غریب اور بیچارے مسافر شام کو جس گاؤں میں ٹھہر جاتے
تھے وہاں کے زمینداروں کا یہ فرض تھا کہ اسکی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ اُٹھا
نہ رکھیں۔ اور تاجر لوگ اپنے تجارتی مال کو جنگل اور پہاڑوں میں بھی اگر چھوڑ دیتے تھے
تاہم کسیکی یہ مجال نہ تھی کہ کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی اسطرف کو دیکھتا اور یہ عجیب بات تھی
کہ کچھ عجیب پولیٹکل چالوں سے یہ سب کارروائیاں ہو رہی تھیں کہ ہر طرح سے
رعایا کو بھی یقین دلایا جاتا تھا کہ سلطنت کی طرف سے جو کچھ یہ ہو رہا ہے سب ملک کے
نفع اور ملک کی آسایش کے لئے۔

علاءالدین کا اب رات دن یہی مشغلہ ہے نہایت بیدار مغزی اور [illegible] داد دہی کے
ساتھ نئے نئے محکمے قائم ہو رہے ہیں۔ انکے لیئے قواعد مرتب ہوتے ہیں اور نہایت
مستعدی کے ساتھ اس امر میں کوشش کیجاتی ہے کہ پورے طور پر انکا عمل درآمد ہو

آٹھواں باب

یعنی

قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش

مرے دل میں تری حسرت ہے یا کانٹا ہے چھالے میں

صبح کے نکلنے والے آفتاب نے راجپوتانہ کے ریگستانی ذروں پر نظر کی خیرہ کرنے والی
چمک دمک پیدا کرتے ہوئے اس پہاڑی سلسلے سے جس نے دکھن کے
ملک کو راجپوتانہ سے علیحدہ کر دیا ہے اسی طرح اسی سر نکالا [illegible]

آتشیں رخسار مگر جسکے بال بھی سہرے ہوں رات کی ہاتھا پائی میں مستانہ اداؤں سے
اپنے کھلنے والے جوڑے کو سنبھالتا ہوا پلنگ سے اُٹھا ہو اور تمام عالم کی روشن
کرنیوالی کرنیں اسی طرح اس سے نکل رہی ہیں جسطرح کسی خمار شکن انگڑائیاں لیتے ہوئے معشوق کے
مُنہ سے شراب کی مہک۔ ہوتا ہو یا یوں ہو کہ یہ کرنیں کچھ عجیب طرز مستانہ کے ساتھ دیوگڑھ کے
عالیشان قلعہ کی سیڑھیوں پر گر کر جھروکوں کی راہ سے اندر پہونچ رہی ہیں اور اس روشنی
میں یہ نظر آرہا ہے کہ تخت سلطنت پر بڑے رعب داب کے ساتھ کوئی بیٹھا ہے۔
بہت لوگ اور بھی اسکے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور آب آتش رنگ کا دور چل رہا ہے۔
ان لوگوں کی وضع قطع بتا رہی ہے کہ یہ ہندو مذہب اور آئین کے لوگ ہیں اور اسی کے
ساتھ یہاں کا ظاہری سامان اس امر کی خبر دے رہا ہے کہ کسی راجہ کا دربار ہے مگر
تخلیہ کی صحبت۔ موسم بہار کی رات کی پچھلے پہر کی شبنم میں رات بھر نہائی ہوئی نسیم سحری
کے جھونکے اسوقت صبح کے کیف کو دو آتشہ کرتے ہوئے چل رہے ہیں اور وہ صدر نشین
شخص اپنے آس پاس کے بیٹھنے والے لوگوں سے اسطرح کہہ رہا ہے "اب یہ
کسیکے روکے نہ رکینگے۔ ان کی فتوحات کا سیلاب بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے
اور بڑھے گا۔ ایشور جانتا ہے بڑے سورما بڑے بہادر۔ پیچھے ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتے"
جسکے جواب میں حاضرین میں سے ایک شخص نے اسطرح کہا "مہاراج کھاتے ہی تو گوشت
ہیں۔ جسطرح گوشت کھانیوالے درندے خونخوار ہوتے ہیں بس اسیطرح یہ بھی"

دوسرا شخص "ہاں اور کیا۔ بس یہی بات تو ہے۔ بھیڑیا ہوا شیر ہوا یا چیتا یہ
کسی سے دبتے ہیں۔ ایسا ہی انکو بھی خیال کرنا چاہیئے"

راجہ "شاید ایک حد تک تمہارا خیال صحیح ہو لیکن میرے خیال میں انکی بہادری کی
بڑی وجہ شاید یہ ہوگی کہ وہ مرنے سے نہیں ڈرتے۔ انکا مذہبی عقیدہ ہے کہ ماریں
تو غازی اور مریں تو شہید"

پہلا شخص (شراب میں بھیگی ہوئی مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر) کبھی اسطرف آجاتے تو
ہم بھی انکی بہادری دیکھتے (تند ہی) رام جانے ہیں گے تو کبھی ادہر رخ بھی نہ کرینگے"
دوسرا شخص "کیا مجال کیا طاقت جو کبھی آنکھ اٹھاکر بھی اسطرف دیکھیں۔ اور ادہر
آنا کچھ سہل ہے۔ کیا ہم لوگوں کی بہادری کا شہرہ ان لوگوں کے کان تک نہ پہونچا ہوگا"
راجہ "(ظاہر بے لیے ہیں) ہاں ہوں تو ۔ وہ ہمکو کیا جانیں اور تم انکو کیا جانو مگر یہ بات ہے کہ
اسوقت چڑھ بہت گئے دماغ گرم ہو رہا ہے ورنہ یہ سب کہنے اور دل کی ہوس کرنیوالی باتیں ہیں
بڑے بڑے بہادروں کو انہوں نے نیچا دکھا دیا بڑے بڑے راجپوت۔ بڑی بڑی سورماؤں کا
دہا مان گئے بس یہ بہتر ہے یہی دعا مانگو کہ ان ملکتوں کے قدم اسطرف نہ آئیں حیدرآباد میں
انہوں نے کیسی خونریزیاں کیں نہروال کی انہوں نے کیا گت کی رنتھمبور اور چیتوڑ کے
مستحکم قلعوں کو انہوں نے کسطرح فتح کیا۔ کیا ہم اونکا مقابلہ کرسکیں یاد ہے شاید وہ وقت ہی قریب آ
گیا ہے کہ ہمکو بھی اپنی بہادری دکھانے کا موقع ملے۔ رائے کرن مہاراج نے مدد کی درخواست کی ہے"
وہی شخص "یہ لوگ رائے کرن"
راجہ "ہاں رائے کرن والے۔ اس بیچارہ پر تو آسمان ہی ٹوٹ پڑا ہا ہا" یہ جملہ ختم بھی
ہوا تھا کہ کسی نے ایک سربمہر لفافہ لاکر پیش کیا اور یہ معلوم ہوتے ہی کہ رائے کرن کی یہ
چھٹی ہے اسکے چہرہ کا رنگ اسطرح اڑ چلا جسطرح شراب کا نشہ۔ حیرت کے عالم میں دیر
تک اوس خط کو اسیطرح اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا۔ چند منٹ کے بعد جب اسکا لفافہ
چاک کیا تو اول سے آخر تک سرسری نظر ڈالتے ہی اپنے چکر کھاتے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ
سے پکڑ کر رہ گیا اور اسکی یہ کیفیت ایک شخص دیکھکر اسطرح کہنے لگا "کیوں مہاراج آپ
پریشان کیسے ہوگئے۔ خیر ہے!"
راجہ "نہیں پریشانی کی کوئی بات نہیں رائے کرن ہمارا امداد کی خواستگاری کرتا ہے"
وہی شخص "پھر مہاراج کی کیا اچھا ہے آپ انکو مدد دینا چاہتے ہیں یا نہیں"

راجہ کچھ غور کے بعد ہاں مذہبی ہمدردی اور راے کرن کی قابل افسوس حالت
تو اس امر پر اکتفا سہی ہے کہ جو کچھ ممکن ہو اسکے ساتھ سلوک کیا جاے مگر ان لوگون
سے اُلجھنا کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا تین برس سے بیٹے علاء الدین کو خراج تک نہین بھیجا
ہے غالباً اسکو یہ بھی خبر ہوگی کہ مفرور راے کرن میری سلطنت مین پناہ گزین ہے اور مقیم
ہین اسکے ساتھ اسکو اگر میری فوجی مدد دینے کا راز کھل گیا تو ستم ہی ہوجائیگا اور پھر
دیوگڈھ کے تخت وتاج کی اور اپنے ساتھ میری خیر بھی نہین جسکے جواب مین بہت سون
کیساتھ چند لوگون کی زبان سے یہ جملے نکلے "مہاراج کچھ بھی پس وپیش نہ کرین ہم
اپنے دھرم۔ آپ کے نام اور اپنی ہمقومون اور ہموطنون کے ننگ وناموس بچانے
کے لئے مارنے اور مرنے پر تیار ہین اور یہ شمشیر نے اگر چاہا تو میدان کارزار مین ساری
دنیا کو اپکی دکھادینگے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین"
یہ لوگ اسی قسم کی باتون مین مشغول ہین اور ہماری خیالی نگاہین اس قلعہ کی دیکھ
بھال کیطرف متوجہ ہین۔ گو یہ قلعہ بہت ہی بھدی وضع قطع کا بنا ہے مگر اسی کے
ساتھ مستحکم اور محفوظ بھی بہت مناسب ہوتا ہے۔ چارون طرف سے ایک
چوڑی نہر اس قلعہ کو اپنے آغوش مین لئے ہوئے ہے جسکے صاف اور شفاف
پانی کو اسوقت کی چلنے والی ہوا اپنی دست درازیون سے چھیڑ رہی ہے اور اس سے
بگڑ بگڑ کر اٹھنے والی لہرین کیسی بگڑے ہوے مزاج حسن کی حسین جبین کا نقشہ اُڑا
ہوے قلعہ کی سنگین دیوارون پر ناسر دے دے مارتی ہین۔ اس نہر سے عبور
کرنے اور قلعہ مین آنے جانے کیلئے ایک کلدار پل ہے جو ہاتھ کے اشارے سے
چشم زدن مین غائب ہوجاتا ہے۔ یہ قلعہ دور سے اور باہر سے دیکھنے مین ظاہر
ریگ کا ٹیلہ معلوم ہوتا ہے مگر اندر سے جاکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی
مضبوطی کسی طرح ایک نئے گڑھ سے کم نہیں۔ بالکل سنگی عمارت ہے اور

جس قدر شاہی مکانات ہیں سب اسی کے اندر ہین باقی شہر کی آبادی تشتت
غیر متساوی الاقطاع کی شکل پر اس قلعہ سے اتر کی جانب کو ہے۔ قلعہ کے عربی
سمت پر ایک پائین باغ بھی ہے جسکی تختہ بندی انکے مذاق کے موافق مگر کیسی قدر
بیقاعدہ طور پر کیگئی ہے زمین کے اس تختہ کے مسطح ہونیکی وجہ سے جانیوالی
نظر کو اس امر کا موقع نہین ملتا کہ آزادی کیساتھ بلا روک ٹوک یہان کی گلگشت
سے لطف نظارہ اُٹھا سکے۔ گو موسم بہار کی کسی طرح نہ دبنے والی امنگون
نے ہر قسم کی نباتات کی قوت نامیہ مین اسی طرح کا جوش پیدا کر دیا ہے
جس طرح آج کل عشاق کے سر مین سودے کا جوش ہوتا ہے مگر اس چمن
مین کچھ ایسی اداسی اور بیرونقی پھیلی ہوئی ہے کہ ذرا دل نہین بہلتا ہے
برگ و بار درختان سے کوپل تو ضرور نکل رہی ہے مگر اسپر وہی سرخی چھائی
ہوئی ہے جو کسی ہجران نصیب عاشق کے چوٹ کھائے ہوے دل اور کلیجہ
کے ٹکڑون مین دیکھی ہوگی۔ کہین کہین شاخون سے پھول نکل تو رہے
ہین مگر دلتنگ غنچے جامہ سے نکلکر کھلکھلانا تو درکنار مسکراتے بھی نہین ہین
سبزہ اوگا ہوا تو ضرور ہے مگر نہ معلوم کیون زمین کی طرف سر جھکائے ہے
جس کی وجہ یا تو زمین کی ناموافقت ہوگی۔ یا پھر اسکی داشت اور خبرگیری اچھی
طرح نہوتی ہوگی۔ مگر نہین خلاف معمول اسوقت باغبان اور مالی بیلچے ہاتھون
مین لیے بہت مستعدی کے ساتھ اسکی خدمت اور درستی مین مصروف تو ہین
مگر اس دیکھ بھال اور کوشش پر اس چمن کی یہ حالت تعجب خیز معلوم ہوتی ہے
اگر اسی طرح کی خبرگیری ہوتی رہتی تو یہان کی یہ حالت کیون ہوتی لیکن کام
کرتے کرتے ان مالیون کی آپس کی اس وقت سرگوشیان۔ رہ رہ کر
انکھیون سے سب کا ایک طرف دیکھنا اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ

کسی کا غیر معمولی خوف اور خیالی اسوقت ان سے یہ اسطرح کی محنت لے رہا
ہے ہماری تجسس نگاہین اسی حیرت اور خیال مین روش روش دیکھتی
بھالتی چارون طرف نکل جاتی ہین اور ابھی دو ایک تختون کی گلگشت سے
بھی ہم فارغ نہین ہوئے تھے کہ ہماری حیرت زدہ آنکھون نے
ایک نوجوان شخص کو اس چمن کے ایک تختہ مین کھڑے دیکھا۔ اسکی
وضع قطع ہندوانہ تھی سر ننگا تھا اور حیرت اور تعجب کے عالم مین سنبل کی
ایک بلند درخت کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا ہے۔ اس درخت کے
بڑے بڑے سرخ پھولون نے اس کے ہرے ہرے پتون کو چھپا کر ایک
ایسی پہاڑی چوٹی بنا دیا ہے کہ جس پر گل لالہ کا ایک تختہ کھلا ہوا ہو جس جڑ
سے چوٹی تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ سی لگا دی ہے۔ اسکے پھولون کی تیز
خوشبو دوش ہوا پر سوار ہو ہو کر دور دور تک پھیل رہی ہے اور پھولونکی
خدا داد حسن دلو پر جان دینے والے بلبل اور ان کے روسیاہ رقیب بھونرونکا
اس درخت پر وہ ہجوم ہے جو کبھی برسات کی تیرہ و تار راتون مین اُن درختون
پر آپ نے جگنوون کا تماشہ دیکھا ہوگا جو کسی نمناک مقام پر کھڑے ہوے
تارون بھری رات اور کسی افشان چنی ہوئی پیشانی کو شرما رہے ہوں۔
یہ دلچسپ نظارہ کچھ اوپر ہی کیلئے مخصوص نہ تھا بلکہ اوپر سے گرے ہوے
پھولون نے نیچے زمین پر سرخ سرخ بچھونا کر دیا ہے جسمین جا بجا ان جانباز
عاشقون کی نعشین بھی نظر آتی تھین جنھون نے اپنی جان تک دے کر اس
امر کو اچھی طرح ثابت کر دیا تھا کہ سچے جان دینے والے ایسے ہوتے ہین
عنادل کے چہچہے بھونرون کی گونجتی ہوئی آواز اور خوشبو کی بلند
ہوتی ہوئی لپٹین یہ کچھ ایسی دلفریب باتین تھین کہ ان سے دلچسپیان لینے

والا نوجوان دیکھ دیکھ کر وجد کے عالم مین جھوم رہا تھا کچھ دیر تک مزے لینے
کے بعد وہین کھڑے کھڑے اسنے ایک ٹھنڈی لمبی سانس لی جو غالبًا اس
کے منہ سے نہین بلکہ قلب سے اور بھی بہت سی گذرگاہون مین چکر کھاتی ہوئی
نکلی ہوگی اور پھر اسطرح دل ہی دل مین کہنے لگا: ان بلبلون کا چہچہانا اور
بھونرون کا ان پھولون پر چکر لگانا غالبًا حسن و محبت کی بنا پر ہوگا ورنہ
ان مین اسقدر دلچسپی اور خود رفتگی شاید کبھی ہوتی۔ شاید ان پھولونکے لال
لال شوخ رنگ نے ان پر یہ جادو پھونکا ہو واقعی محبت بری چیز ہے۔
بری بلا اور حسن اس سے بھی برا۔ اس حسن کے کرشمے ان آنکھون
نے دیکھے ہین اگر یہ بلبل اور بھونرے دیکھ پاتے تو ایشور جانے ان کا
کیا حال ہوجاتا۔ تو۔ اس سے اور اس سے کیا نسبت زمین اور آسمان
کا فرق۔ بیوقوف ہیں۔ سڑی۔ بھلا۔ ؎

غنچہ و گل مین بھرا کیا ہے بتا اے بلبل ! | جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھرنے والے

بھلا ان پھولون مین وہ رنگ وہ روپ کہان انکا رنگ شوخ سہی مگر یہ وہ
نزاکت کہان۔ انمین وہ دل کھینچنے والی ادائین کہان۔ وہ بات ہی نہین ہائے
ہائے وہ پیارا پیارا چاند سا چہرہ۔ وہ جادو بھری بڑی بڑی آنکھین۔ آہ اب
دل کہان ٹھکانے ہے۔ یہ کہتے ہی کہتے اسکی طبیعت بگڑنے لگی اور وہ اپنے
جگر کو تھامتے ہوئے سر کو دونون ہاتھون سے پکڑ کر وہین زمین پر بیٹھ گیا دم بھر
کے بعد جب ذرا طبیعت کو سکون ہوا تو پھر اسطرح آپ ہی آپ
کہنے لگا: ہان ہان سچ تو ہے ان پھولون سے اور ان سے کیا نسبت ان
پھولون نے ابھی شاید ان کو اور ان کے حسن کو دیکھا ہی نہین ہے ورنہ شرم
اور غیرت کے مارے گیندے کے پھول کی طرح یہ بھی زرد پڑ گئے ہوتے کہ دل کے

پھول کو نہین دیکھا اِن کے حُسن کے رنگ کو شاید کہین دیکھ لیا ہوگا بس
اوسی روز سے بیچارہ غیرت کے دریا مین پڑا غوطہ کھا رہا ہے اور عجب نہین
جو یہ کوکا بیلی کے پھول وہی کنول کے پھول ہون کہ جو ندامت کے صدمے
سے پہلے تو نیلوفر ہے اور پھر شرمندگی کے مارے بالکل سپید ہو کر رہ گئے۔
ہان ہان ان دونون کی صورت شباہت بھی آپس مین ایک دوسرے
سے ملتی ہوئی ہے اور خیر یہ تو یہ ان بلبلون اور پھر نر دن مین یہ بیچینی
اور اضطراب کہان سے آگیا یہ نالہ و شیون کیسا - ہائے کہین مجھکو تو آہ
و بکا کرتے انھین نے نہین دیکھ لیا ہے - میری نقل تو نہین کرتے - میرا
خاکہ تو نہین اڑایا جاتا عجب نہین جو ایسا ہی ہو - اور میرے چھیڑنے کیلئے
یہ نقلین ہو رہی ہون - یقیناً یہی بات ہو - ہان تو پھر اب مجکو کیا کرنا چاہئے
طبیعت کے مقام پر اس ترتیب جو نے رکھی اور انکے بدلے ہوے
جیون ان مشتاق آنکھون نے دیکھے ہین وہ طبیعت مین بہت ہی حلجان
پیدا کرنے والے ہین - ہائے حیرا ایسی تو جان جاتی ہے دم نکلتا ہے وہ
ایسے انجان نا آشنا - اُفرد اسکی شکایت ہی کیا ان لوگون کو آنکھ بدلتے
دیر ہی کیا لگتی ہے اور سچ پوچھئے تو [illegible] انکی ان باتون کو کیا جانے خیر
ابھی ان مین یہ مادہ ہی نہین [illegible] کہ وہ محبت بھری آنکھ کو
پہچانین یا اسکی قدر کر سکین [illegible]
مجھے یہ بڑی غلطی ہوئی [illegible] نہ لے بھاگا - اب ایسا
موقع نہ ملا ہے نہ ملیگا - حسن و عشق کے معاملہ مین بے صبری کا اثر تمام
سنا ہو گا [illegible] صبر و اطمینان سے آپنے کام لیا ہے
وہ آپ ہی حصہ تھا - اچھا [illegible] دل کھول کر اچھی طرح

سے صبر کیجئے خود ہی کچھ نہین ناتجربہ کار ہی تھی پہلے پہل کی افتاد اور
اس پر رعب حسن "

یہ اسی قسم کی باتین سوچ سوچ کر اپنے دل سے کہہ رہا تھا کہ پشت کی
جانب سے اسکے کانون میں کسی کے پاؤن کی چاپ سنائی دی۔ یہ جلدی سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔ اس طرف مڑتے ہی اس نے ایک
شخص کو سلام کرتے ہوے پایا۔ یہ اس کا ایک ہمسن شخص تھا۔ اس کے
ہونٹون پر مسکراہٹ تھی جسکو وہ اپنے منھ پر ہاتھ رکھ کر کچھ چھپانا بھی چاہتا تھا
مگر اسکے کچھ کچھ نمایان ہو جانے والے دانت بتا رہے تھے کہ وہ کسی اندرونی
انبساط سے بے اختیار باہر نکلے ہی آتے ہین۔ ابھی سلام کا جواب بھی ہمارے
عاشق مزاج جوان نے نہین دیا تھا کہ اس بے تکلف آنے والے نے کہا "
حضور کیسی باتین ہو رہی تھین اور کس سے؟"

پہلا شخص ۔ (حیرت کے لہجہ مین) کیا تمنے میری باتین سن لین!"

آنیوالا شخص " ہان بیشک کچھ کچھ ضرور سنین۔ وہی باتین جو مجھ سے
چھپائی جاتی ہین "

پہلا شخص " واسدیو! مجکو کوئی ایسی بات یاد نہین آتی جو مین نے
کبھی تمسے چھپائی ہو۔ اور وہی باتین اسوقت بھی اپنے دل سے کر رہا تھا
جو تمسے پہلے کہہ چکا تھا "

اس آنے والے شخص کا نام شاید واسدیو تھا اس لیے کہ وہ فوراً ہی
اسکے جواب مین اس طرح کہنے لگا " اگر اسوقت بھی وہی باتین تھین
کہ جو مجھ سے پہلے کہی گئی ہین تو میرا خیال ہے کہ راجکمار کا دلی اضطراب
شاید اب بے طرح ترقی کر رہا ہے اور اس قابل ہے کہ جس طرح ممکن

ہو رو کا جائے"

پہلا شخص (طنز یہ لہجہ میں) اب یہ نہیں کہئے کہ ملاقات ہوئے کیا بہت گزر گئیں
مدت ہوئی ہے یار کو مہمان کئے ہوئے

واسدلیو ہاں ہاں یہ تو میں جانتا ہوں مگر کیپت کلمہ کی ملاقات کے وقت سے آپ کی بیچینی نے جو ترقی کی ہے اسکی کوئی انتہا نہیں - آخر یہ اس قدر اضطراب کیوں ہے اور کس بات پر آخر اسکی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے"

اور اب جو ہم دیکھتے ہیں تو اس پہلے شخص کی شکل شباہت ہماری نظروں میں کسی قدر آشنا معلوم ہوتی ہے - آہا کہیں یہ سنگدیو تو نہیں ہے ہاں بیشک وہی ہے - وہی - میں کہتا تھا کہ اس حسن کے خیالات - یہ باتیں یہ رنگیلی طبیعت بھلا کس کو نصیب ہو سکتی ہیں مگر اب معلوم ہوا کہ آپ ہیں"

سنگدیو (پہلے سلسلہ سخن پر) کبھی کسی پر دل آیا ہوتا تو آپ کو بھی معلوم ہوتا کہ اضطراب اس طرح کا ہوتا ہے اور ایسا ہوتا ہے"

واسدلیو یہ! آپ تو باتیں کرتے کرتے مجھے کوسنے لگے - بس آپ ہی کو مبارک - میری دور ہی سے ڈنڈوت" اور اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے یہاں سے چلدئیے - خراماں خراماں جاتے جاتے قلعہ کے ایک کمرہ میں جو اسوقت کے مذاق کے موافق کسی قدر سجا سجایا ہوا بھی ہے بیٹھکر بیٹھ گئے - اسمیں کوئی شک نہیں کہ سنگدیو کا چہرہ بہ نسبت پہلے کے آجکل بہت اداس تھا اسکا سرخ سرخ رنگ اڑکر زرد زرد باقی رہگیا تھا - ہونٹوں پر خشکی دوڑ چلی تھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں اسکے بیچین دل پر جس سے آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے آآکر مردہ جبانی کر جاتی ہیں - چونکہ اسکے اعضا اور

تو وہ اب سب کمزور ہو گئے ہین اسوجہ سے زیادہ اس سے بیٹھا نہ گیا۔ ایک پلنگ پر یہ لیٹ گیا اور نہایت بیقراری کے ساتھ پہلو بدلنے لگا۔ اسکی یہ بے چینی دیکھکر واسدیو سے نہ رہا گیا اور اسطرح کہنے لگا ”آخر آپ اسقدر بے چین کیون ہین۔ کوئی بات بھی تو ہو۔ کونسا ایسا مشکل معاملہ ہے مہاراج کے کانون تک تو یہ خبر پہونچ ہی گئی ہے کیا عجب ہے کہ وہ خود ہی اسکی فکر مین ہون“

سنگلدیوا (مایوسانہ لہجہ مین) ”انکی فکر معلوم! وہ اسکی تحریک ضرور کر چکے۔ اتنا زمانہ گذر گیا ابتک بہت فکر اور تحریک کی جو آئندہ ان سے امید رکھی جائے۔ ایسا ہی ہوتا تو پھر کس بات کا غم تھا۔ مزار رونا تو اسی کا ہے کہ یہان دم پر بن رہی ہے اور کسی کو خبر تک نہین“

واسدیو ”نہین پتا کی زبانی مین نے سنا تھا کہ مہاراج کے طرز تقریر سے یہ صاف پایا جاتا تھا کہ ان کو اس بات کا خیال ہے اور وہ ضرور اس امر مین تحریک کرینگے“

سنگلدیو ”اُنھ جب مین ہی نہ رہا تو پھر کسکے لئے۔ آہ میرا ارمان جان ہی مین گئی“ اور یہ کہتے ہی کہتے ٹپ ٹپ آنسو اسکی آنکھوں سے گرنے لگے۔ یہ رونے کا تار ابھی ٹوٹا ہی نہ تھا کہ کسی نے گھبرائے ہوئے لہجے مین کہا ”مہاراج اسطرف آرہے ہین“ یہ جملہ ابھی ختم بھی نہین ہوا تھا کہ وہی معزز شخص جو ابھی قلعہ مین بیٹھا ہوا ستارہ کا شکار کر رہا تھا اس کمرہ مین آ داخل ہوا اور اسکو دیکھتے ہی یہ دونون جوان تعظیم کے لئے اپنے پلنگ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر سنگلدیوا ابھی پوری طرح اٹھنے بھی نہین پایا تھا کہ اسنے [illegible] ایک [illegible] پکڑکے [illegible]

گراکر دو چار منٹ کے لئے بالکل بیہوش کر دیا۔
اسکی یہ حالت دیکھکر اسوقت اس آنیوالے شخص کی جو حالت ہوگئی تھی اس کے دیکھنے سے اور نیز دیگر قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنے والا معزز شخص سنگلدیو کا باپ اور اس سلطنت کے تخت و تاج کا مالک راجہ رامدیو ہے۔ رامدیو نے بہت ہی گھبراہٹ اور بیچینی کے ساتھ اسکے ہاتھ پاؤں سہلائے۔ جلدی جلدی کچھ خوشبودار عرقیات لاکر اس بیہوش ہوجانیوالے پر چھڑکے گئے اور جب یہ ہوش میں آیا تو رامدیو نے بہت پیار اور محبت سے پوچھا "بیٹا اب کیسی طبیعت ہے۔ کیا ہوا تھا۔ کیسا مزاج ہے؟"

سنگلدیو: "مہاراج! کچھ نہیں۔ سر میں یکبارگی چکر آگیا تھا۔ اب میں اپنے محبت کرنے والے پتا کے اقبال سے اور ایشور کی دیا سے اچھا ہوں"

راجہ رامدیو: "پرمیشر ایسا ہی کرے کہ تم اچھے رہو۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہو۔ یہ تمہارا اسن اور یہ تمہاری حالت! آخر بات کیا ہے اسکا سبب بھی تو معلوم ہونا چاہئے؟" راجہ رامدیو کے پیچھے اور بھی چند اراکین دولت تھے جو اسکے ساتھ ساتھ آئے تھے وہ سب یکزبان ہوکر اسطرح کہنے لگے "سب سے پہلے راجکمار کی اس حالت کے ہوجانے کا اصلی سبب دریافت ہونا چاہئے۔ ایسی کمزوری تو اچھی نہیں"

راجہ رامدیو: "ہاں ہاں ہماری سلطنت کے جسقدر بید راج لوگ ہیں وہ سب جمع ہوں۔ مرض کی تشخیص پورے طور پر کیجائے" اور اسکے بعد سنگلدیو کو تسلی اور تشفی دیکر راجہ رامدیو یہاں سے چلا جاتا ہے اور اسکے جانیکے بعد سنگلدیو اپنے ہمدرد اور محسن واسدیو سے اسطرح کہتا ہے "دیو جی! بید جمع کئے جائیں تشخیص مرض کیجائے۔ یہ سب کچھ ہو مگر

جو اصلی روگ ہے اور جسکا مارک اپنے اختیار میں ہی ہے اسکی کچھ فکر ہی نکیجائے " ابھی یہ فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ چند آدمی اس کمرہ میں داخل ہوئے ان کے سر پر گول گول پگڑیاں تھیں - پیشانی پر قشقہ تہا اور زنّار گلے میں - یہ انہیں پنڈت بیدوں کی جماعت تھی جنکی حد سے بڑھی ہوئی ایمانداری نے اپنے سوا ہندوؤں کے باقی کل فرقوں پر علوم اور فنون کا دروازہ ایکطرف سے بالکل بند کر دیا تہا - یہ لوگ سنگلدیو سے اسکے حالات اور شکایات دریافت کر رہے تھے اور سنگلدیو نہایت لاپروائی کے ساتھ چیں بجبیں ہو ہو کر ان کی کسی کسی بات کا جواب دیدیتا تھا ورنہ چپ - ان پنڈتوں نے خفقان کا مرض تشخیص کیا اور اسکے موافق کچھ دوا بھی تجویز کی - مگر واسدیو نے جھک کر ان پنڈتوں میں سے ایک کے کان میں کوئی ایسی بات کہدی کہ سب کے چہرے زرد ہو گئے اور ان کو اپنی غلطی رائے کا معترف بھی ہونا پڑا - ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد سنگلدیو واسدیو سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا " یہ بھی کتنے بڑے بیوقوف تہے - آئے تہے میری دوا کرنے اور اپنا دماغ صحیح نہیں - خود فصدیں لینے کی ضرورت - بہلا ان بیوقوفوں سے کوئی پوچھے کہ اسکا علاج ہی کیا - واسدیو! ان تدبیروں سے یہ تو مشکل آسان ہوتی نظر نہیں آتی - مہاراج کی ایک نیائی تحریک پر اطمینان سے بیٹھے رہنا میرے ارمانوں کا اور ارمان کے ساتھ میرا بھی خون کرنا ہے - یہ کام اسطرح سے انجام نہیں پائے گا - اگر تم میرا ساتھ دینا چاہتے ہو تو مجکو میری رائے پر چھوڑ دو - یہ عشق کی سخت منزل ہے اور اس پر کامیابی کی بھی وہی راہیں ہیں جنکو ہم سے پہلے ہمارے ہم مشرب مجنوں عامری نے جسے پہلے اختیار کیں "

واسدیو بھی مجنوں کی طرح خاک اُڑاتے پھرے۔ مگر آپ نے دیکھا کہ ان راستوں پر چلکر تو وہ لوگ کامیاب نہیں ہوئے۔ ایسی حالت میں آپ اُن راہوں پر چلکر کیا فائدہ اُٹھانے کی امید رکھہ سکتے ہیں!"

سنگدیو "تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم میرا ساتھہ ندوگے بہتر ہے۔ اب میں اس معاملہ میں آپ سے کچھ کہنا بھی نہیں چاہتا۔ میرا سچا شوق میری راہبری کریگا۔ میرا وحشی دل میری بیکسی میرا ساتھہ دیگی اور اگر نہ دیگی تو اپنا کیا پائے گی۔ میری اندرونی اُلجھن۔ میری دلی بےچینی اب دم بھر بھی مجکو یہاں ٹھیرنے ندیگی۔ مگر نہیں اب میں تمہارے سامنے اس معاملہ میں کچھہ کہونگا بھی نہیں اور جو کچھہ میرے دلمیں آئیگا کرونگا۔ میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں۔ ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ تم دشمن ہو دوست نہیں خودمطلب خودغرض اچھا اب آپ تشریف لیجایئے۔ میرے خیالات کی وسعت بھی تمہاری صورت کے دیکھنے سے تمہاری ہمت کیطرح کم ہوئی جاتی ہے۔ تمہارے بیٹھنے سے اب میرا دم الجھتا ہے۔ اُوہ! اسوقت میرے دلپر گرم گرم شعلے اُٹھہ رہے ہیں مگر تمہاری ہنہیں زمانہ کی سردمہری دیکھکر اندر ہی اندر اسیطرح دبے جاتے ہیں جس طرح طوفان کا تہیہ کئے ہوئے اُمڈنے والے آنسو آنکھوں میں آتے ہیں اور تمہیں غیر دیکھکر پردونکے اندر ہی اندر غائب ہوتے جاتے ہیں۔ تمہارے سامنے تو اب کوئی بات زبان سے نکالنی بھی نہیں چاہیئے۔ مگر میری طبیعت کا جوش اسوقت بڑھا ہوا ہے۔ دبے ہوئے شعلے سینہ میں بےطرح بھڑک رہے ہیں اور اُمڈے ہوئے آنسو بھی اب آنکھہ کے نازک پردوں یا پلکوں کے سہارے۔ رکے ہیں رکتے۔ بس یہی جی چاہتا ہے کہ خوب چیخ چیخ کر رودوں۔ مگر نہیں تمہارے سامنے نہیں "

واسدیو اب چپ تہا اسکے چہرہ پر انتہائی درجہ کی اُداسی برس رہی تھی ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تہا۔ اور جھکی ہوئی آنکھوں میں ڈبڈبا آنسو اسے آنسو ٹپ ٹپ اُسی رہیں پر گر رہے تھے جہاں سے بیخودی اور غیرت کے مارے آنسوؤں میں چھپی ہوئی نگاہ کو کہیں ہٹنے کی اجازت نہ تھی ۔ سنگدیو کی وہ نگاہیں جو اس انتشار کے عالم میں ادہر اُدہر پریشان پھر رہی تہیں اتفاقاً جب واسدیو کے چہرہ کیطرف آئیں تو اُسکو روتے دیکھکر بے اختیار ہنس پڑا اور طنزیہ لہجے میں یہ جملے اسکی زبان سے نکلنے لگے "اہا! چہرے آپکو رونا بھی آتا ہے !! جھوٹا۔ دغاباز!!"

واسدیو "ہاں ہاں جھوٹا۔ آپ سچے۔ میں دغاباز سہی مگر آپ کے پہلو میں بیٹھنے والے دلسے کم ا۔ آپ کی ان آنکھوں سے ہی کم جنہوں نے دالنتر دیکھ بہالکر آپکو اس جال میں پہنسایا اور آپ کے اُس ارادہ سے تو بہت ہی کم جو شاید آپ کو بیراہ لیجا کر عشق کی دشوار گزار گھاٹیوں اور پیچدار راستوں میں گم کردہ راہ ما کر چھوڑے گا۔ واسدیو کی جان آپ کی قیمتی جان سے زیادہ عزیز نہیں۔ وہ اور اُسکا گوشت پوست آپ ہی کے آب و نمک سے پرورش ہوا ہے۔ نہ تنہا وہ بلکہ اُسکا باپ بھی جو اسوقت آپکے دردولت کی بدولت اس ریاست کی وزارت کر رہا ہے ۔ وہ آپکو آپ کی کوششوں میں مدد دینے کے لئے دل وجان سے حاضر ہے اور جہاں کہیں آپ جائیں گے سایہ کی طرح آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہوگا مگر جس راہ کو سرکار اختیار کر رہے ہیں میرے خیال میں کسی طرح مناسب نہیں ۔ ایک سہل سی بات ہے جسکو آپ خواہ مخواہ کے لئے مشکل کئے دیتے ہیں ۔ مجکو معتبر ذریعے سے خبر ملی ہے کہ اُنکے بتا

ہماری سرکار سے مدد کے خواستگار ہیں اور بڑے مہاراج سے وعدہ
بھی کر لیا ہے اور شاید بہت جلد انکی مدد کے لئے یہاں سے فوج جانیوالی
بھی ہے ۔ اتنے بڑے احسان کے بعد آپ خیال فرماسکتے ہیں کہ
اگر مہاراج آپکی شادی کا پیام انکی راجکماری کیلئے دینگے تو کیا یہ ممکن
ہے کہ پھر وہ اسکی منظوری میں کچھ پس و پیش یا چون و چرا بھی کرسکیں !"

سنگلدیو (طنزیہ لہجے میں) جی ہاں آپ نے کہا اور ہو ہی گیا
اور میں نے مان بھی لیا۔ کسی مشکل سے مشکل کام کو بھی زبان سے کہدینے
میں کہنے والے کو کچھ دقت محسوس نہیں ہوتی ۔ لیکن اسکی
دقتوں کو اسکے کرنے والے کے دل سے پوچھئے ۔ میں کہتا ہوں کہ اول تو
مہاراج کو اسکی ضرورت ہی کیا ۔ انکے دل کو ایسی کیا لگی ہے کہ غیر برادری
میں میرے ٹیکہ کا پیام بھیجیں خیر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان لیا جائے
کہ مہاراج نے ایسا کیا بھی ۔ مگر اب یہ کیا ضروری ہے کہ انکے پتا جی اس
نسبت کو منظور ہی کرلیں ۔ وہ راجپوت ۔ میں مرہٹہ ۔ بھلا کیسے ممکن ۔ خیر یہ بھی
مان لیا کہ اسوقت مجبوریوں اور مراسم کے اعتبار سے وہ راضی
ہوگئے مگر یہ کس طرح امید کیجاسکتی ہے کہ وہ حسن کی دیوی بھی
راضی ہی ہو جائیگی ۔ اچھا الغرض محال میں ایسا ہو تو قسمت بھی صحیح کہ وہ
بھی راضی ہوگئیں مگر جس بے سروسامانی اور پریشانی میں آجکل ان کے
پتا ہیں اسکے اعتبار سے آجکل اس کام کا انجام پاجانا محال نہیں تو
غیر ممکن تو ضرور ہی ہے ۔ رہا اس لڑائی کا جلد ختم ہو جانا اور اسکا انجام انکے
موافق ہی ہونا یہ کسی کا اختیاری فعل نہیں ہے اور نہ کوئی اسکے
نسبت کسی قسم کی صحیح پیشگوئی کرسکتا ہے ہ

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک		آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک

آپ نے تو یہ برسوں کے جھگڑے بتا دئے اور مجھکو ایک ایک گھڑی ایک ایک برس ہے۔ آہ اس حسن کی دیوی کا خیال کسی طرح میرے سر سے نہیں نکلتا۔ اسکی یاد کسی طرح دل سے نہیں جاتی۔ زرا طبیعت سنبھلی اور پھر کسی کی موہنی صورت آنکھوں کے سامنے آکر پھر گئی اور پھر دل و دماغ دونوں بے قابو ہو گئے۔ اس کمبخت دلکو لاکھ طرح سے سمجھاتا ہوں مگر یہ بھی انکا کچھ ایسا طرفدار ہو گیا ہے کہ میری ایک نہیں سنتا۔ ہاے وہ دیکھو آنکھوں کے سامنے ایک بجلی سی کوند گئی اور کوئی دامن بچا کر نکل گیا۔ آہ ایک تیر تھا کہ جو دل پر لگا اور جگر کو چھیدتا ہوا پار نکل گیا۔ ہاے رام میں کیا کروں۔ واسدیو کچھ بتا تو سہی کیا کروں؟"

واسدیو (سنگلدیو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر) گھبرائیے نہیں۔ طبیعت کو سنبھالئے۔ ایشور چاہتا ہے تو بہت جلد یہ سب جھگڑے آپ کی تمنا اور خواہش کے موافق طے ہوئے جاتے ہیں۔ کوئی مشکل بات نہیں۔ میں آج ہی پتا کے ذریعہ سے بڑے مہاراج کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں اور عجب نہیں جو بیدراجن نے یہاں سے جا کر مہاراج کو اس تحریک پر ابھار دیا ہو۔ میں نے یہیں بیٹھے بیٹھے ان کے کان میں ایک افسون پھونک دیا تھا"

سنگلدیو میں تمکو اس تحریک سے منع نہیں کرتا مگر اسکے ساتھ میں یہ کہے بغیر بھی نہ رہونگا کہ ایک ایسی موہوم امید پر میرا بے چین دل مجھکو کسی طرح نچلا نہ بیٹھنے دے گا۔ مجھکو اپنے ہمسفروں کے موافق اس منزل میں کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں ضرور مارنا چاہئے"

واسدیو (اپنے دل میں) یہ اسطرح نہ مانینگے۔ انکے سر پر تو عشق کا جن سوار ہے وہ بھلا ان کو کب دم بھر چین سے بیٹھنے دیگا (سنگدیو سے مخاطب ہو کر) آخر یہ کیجئے گا کیا! وہ تو معلوم ہوا!"

سنگدیو (اپنے دل میں) اوہو! اسکو نہ بتاؤنگا۔ یہ میرے دلی ارادوں سے واقف ہونا چاہتا ہے۔ سب کہنے کے لئے۔ مجکو آئے دہوکا دیے۔ اچھے ملے (واسدیو سے مخاطب ہو کر) مجکو اپنے ارادہ سے ابھی خود ہی واقفیت نہیں۔ خبر ہی نہیں۔ ع

"لیجائے دیکھئے مری قسمت کہاں مجھے"

زبان دبا کر رہگیا۔ اور واسدیو اسکے جواب میں اسطرح کہنے لگا۔ "آہا۔ یہ کہئے سفر کے ارادے ہیں۔ کوئے یار میں چلنے کا قصد ہے۔ بہتر ہے چلئے"

سنگدیو (بات بنا کر) تو کیا اسی وقت! ایسی جلدی۔ پہلے آپ اس معاملہ میں کوشش کرلیں جسکو آپ اپنے خیال میں کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ موقع محل سے پھر یہ بھی دیکھا جائے گا" ابھی یہ جملہ ختم ہی نہیں ہوا تھا کہ سنگدیو کی صورت شکل سے بہت ملتا ہوا ایک لڑکا اسی کمرہ میں داخل ہوا جسکو آتے دیکھکر مصلحتاً یہ دونوں خاموش ہوگئے۔ اسنے اس کمرہ مین قدم۔ رکھتے ہی بہت حیرت زدہ اور تعجب کے لہجے میں سنگدیو سے کہا "کیوں بہائی صاحب کیسا مزاج ہے؟ میںنے تو ابھی آپ کی بدمزگی طبیعت کی خبر سنی"

سنگدیو "اچھا ہوں کیا بتاؤں کہ کیسا ہوں"

یہ ابھی آنیوالا شخص سنگدیو کا چھوٹا جائی بھیم دیو ہے جو اس سے

سن میں کسیقدر چھوٹا ہے اور چونکہ ان دونوں کے سن میں کوئی ایسا
زیادہ فرق نہیں ہے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں اسوجہ سے ان دونوں
میں کسی قدر بے تکلفی بھی ہے - یہ سنگلدیو کی حالت دیکھکر کہنے لگا-
"بھائی صاحب میں دیکھتا ہوں کہ آپکی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی
ہے - معلوم آپکو کیا ہو گیا ہے - کیوں واسدیو کیا بات ہے؟"

واسدیو" حضور - ہو کیا گیا ہے! آپسے تو کچھ چھپا نہیں - وُہی
رائے کرن کی راجکماری کا معاملہ"

بھیم دیو (مسکرا کر) ہاں ہاں میں جانتا ہوں مجکو سب خبر ہے (سنگلدیو
سے مخاطب ہوکر) بھائی صاحب معاف فرمایئے گا گو اس قسم کے
معاملات میں میرا کچھ بھی عرض کرنا داخل گستاخی اور بے ادبی ہے مگر چونکہ
آپکے محبت بھرے دل نے بارہا اس قسم کی بے تکلفی کے موقع مجکو
دیئے ہیں اسی اصول پر میں اسوقت بھی یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں
کہ بھائی صاحب اتنی سی بات کے لئے اسقدر بے چینی اور پریشانی
کی کیا ضرورت - اسکا رنج وغم ہی کیا! اپنے اختیار کی بات"

واسدیو" جناب اب ان سے کون کہے - سمجھاتے سمجھاتے میں تو
عاجز آگیا - مگر یہ اس رنج وغم میں گھلے ہی جاتے ہیں - اسکا چارہ کار
ہی کیا!"

بھیم دیو" (سنگلدیو سے مخاطب ہوکر بہت ہمدردی کے لہجے میں)
بھائی صاحب مجھسے آپکی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی گو میں آپکا چھوٹا
ہوں مگر اپنے دل کے بڑھے ہوئے اصرار سے بہت مجبور ہو کر کہتا
ہوں کہ آپ اس معاملہ میں ذرا بھی رنج نکیجیے - رنج تو رنج آپ کو اس

باب مین زرا فکر کرنے کی بہی تو کوئی ضرورت نہین (اپنی چہاتی پر ہاتہہ مار کر) میرا ذمہ - مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ آپ کی خواہش کے موافق ہوگا - ہوگا - ضرور ہوگا - کچہہ شک اور شبہہ ہی نہین - مین ابہی تو ماتا رانی کو جا کر خبر کرتا ہون اور خالی خبر ہی نہین بلکہ مجبور بہی کرتا ہون "

واسدیو (بہت خوشی کے لہجے مین) بس اب کیا چہین لکہتا ہے راوی! کچہہ شک ہی نہین - ایشور نے چاہا تو آپ بہت جلد شاہد مقصود سے ہمکنار ہون گے اور جسکے حسن عالمسوز کی لگاوٹین اسوقت آپکو بیچین کر رہی ہین وہی حسن کی دیوی اپنے نازک نازک ہاتہہ آپ کے سینہ پر رکہکر آپ کو تسلی دیتی ہوگی اور آپ کہتے ہون گے ؎

قربان جاؤن درد جگر کے وہ کہکے ہاتہہ		یہ پوچہتے ہین مجہسے بتا تو کہان ہے اب"

اس پر کتے ہوئے جملے پر اسکا چہوٹا بہائی بہیم دیو اور واسدیو دونون بے اختیار قہقہا مار کر ہنس پڑے اور انہین کے ساتہہ سنگلدیو بہی کہلکہلا کر ہنس پڑا مگر خدا جانے کیا بات تہی کہ سنگلدیو ہنستے ہی ہنستے رونے بہی لگا اور اسکے منہ کے وہی عضلات جو ابہی دلکی انبساطی حرکت سے ہنسنے کے لیئے پہیلے تہے وہی اسکے دلکی گرفتگی اور طبیعت کے انقباض سے فوراً روتا ہوا منہ بنا کر کہچے - آنکہون سے بے اختیار آنسو نکل پڑے اور یہ اپنا دل پکڑ کر رہگیا - یہ حسن وعشق کی تصویر کا دوسرا رخ تہا جسکو دیکہتے ہی اسکے دونون ہمدردون کا دل بے اختیار بہر آیا اور بہیم دیو پہر اسطرح کہنے لگا "بہائی صاحب مین سچ کہتا ہون کہ ابہی ابہی تو اسکا انتظام ہوا جاتا ہے آپ اسقدر دلگیر کیون ہوتے ہین - راے کرن کا آج ہی خط آیا ہے اور رانکی کمک کے لئے بہت جلد یہان سے فوج بہی جانیوالی ہے - بس اسی سلسلے کے ساتہہ

اس بات کی بہی چہیڑ ہو جائیگی "

سنگلدیو "(لاپرواہی کے لہجے مین) ہان ہو گئی - اور ہو بہی گیا - تم ابہی بچے ہو ان باتون کو کیا جانو "

واسدیو " اب اسکا علاج ہی کیا ! ہر طرح سے سمجہاتے ہین مگر ایک ضد ہے - ہٹ ہے - کسی طرح مانتے ہی نہین (بہیم دیو سے مخاطب ہو کر) کیا واقعی راے کرن کی آج چیٹہی آئی ہے ؟ "

بہیم دیو " جی ہان - آج میرے سامنے کی بات ہے - مہاراج نے فوج جانے کا حکم بہی دیدیا "

سنگلدیو " فوج جاتی ہے - جائے - ہماری بہی تو جان جاتی ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے - فائدہ ! یہ باتین تو سنگلدیو کے درد دل کی دوا نہین ہو سکتین "

بہیم دیو " نہین پر میشر جانتا ہے کہ اسکے ساتہہ یا دو ایکبار وز بعد آپ کے ٹیکہ کا ناریل بہی جاے گا آپ گہبرائیے نہین - مین ابہی راج رانی سے جا کر تو کہتا ہون بہائی جان میرا نام بہیم دیو نہین جو مین نے وہان ناریل بہجوا ندیا ہو اور یہ ممکن نہین کہ راے کرن اس موقع پر کچہہ بہی انکار کر سکین "

واسدیو " بیشک ہرگز نہین - ضرور ہی قبول کرینگے - نہ کرنا کیا معنی ! وہ تو اتفاق سے یا آپ کی خوش قسمتی سے موقع ہی ایسا آپڑا ہے "

اسی قسم کی باتین بیان ہو رہی تہین کہ چند اور لوگ سنگلدیو کے دیکہنے کے لئے اسطرف آتے نظر آئے اور بہیم دیو اور واسدیو دونون یہان سے اوٹہکر اپنی اپنی راہ اور اپنے اپنے کام پر چلدیئے -

اسمین کوئی شک نہین کہ بہیم دیو اور واسدیو کو سنگلدیو کے ساتہہ دلی

ہمدردی بھی اور نہ ہونا کیا معنی حرمان نصیب عشاق کی بےچینی اور زار حالت دیکھکر وہ کون سا سنگدل ہوگا کہ جسکو ترس نہ آجاتا ہو۔ غیر بھی تو ہمدردی کے لیے تیار ہو جاتے ہین۔ اور فراق کی سخت گھڑیان کاٹنے والون کی بےچینیان دیکھکر کیا روز روشن سیاہ نہین ہو جاتا! یارات ہجر حرمان نصیبون کو پہلو بدلتے بدلتے دیکھکر بالآخر شب ہجران اپنا گریبان چاک نہین کر ڈالتی۔ ستارے کسی کی اختر شماری دیکھتے دیکھتے صبحدم دانت نکال نکال کر نہین رہجاتے کہ شبنم رات بھر انکی ہمدردی مین روتے روتے بالاخر صبح نہین کر دیتی! واسدیو نے اپنے باپ اور بھیم دیو نے اپنی مان راج رانی کے ذریعہ سے اس کام مین پوری کوشش کی جبکا انہین نے سنگدیو سے وعدہ کیا تھا۔ جس کا جی چاہے کوشش کر کے دیکھہ لے۔ کسی کی کوشش کبھی بیکار نہین جاتی بالاخر ان دونون کی تحریک باثر ثابت ہوئی اور اس امر کی تیاریان ہونے لگین کہ سنگدیو کے ٹیلہ کا ناریل راے کرن کے پاس بھیجا جائے۔

سنگدیو کو ایک ایک لحظہ کی خبر برابر پہونچ رہی ہے اور اب وہ اس امید کے سہارے یہ اپنی زندگی کے نہ کٹنے والی کٹھن گھڑیان کاٹ رہا ہے۔

نوان باب

چالبازی

وعدۂ وصل پر ہر ایک کو لگائے رکھئے

کہ زمانہ اسی دہوکے مین اسی دم مین رہے

راے کرن خانمان خراب اور بے تخت وتاج ہونے کے بعد راجپوتانہ کی ریگستان کی خاک چہانتا کچھہ زمانہ ہوگیا ہے کہ بکلانہ کے کوہستانی سلسلے سے اپنا سر پھوڑ رہا ہے - بکلانہ دیوگڈہ سے جواب دولت آباد کے نام سے نامزد ہے دکھن کی جانب عین اس جگہ پہ واقع ہے جہان سے گجرات کی سرحد ختم ہوکر دکھن کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے - یہ شہر بھی دیوگڈہ کی سلطنت مین شامل ہے اور راجہ رامدیوہی کی تقویت اور بہروسہ پہ راے کرن نے یہان کی بود و باش اختیار کی ہے - راے کرن کو چونکہ علاء الدین کی فوج کے ہاتھون سخت صدمات اور ذلتین اٹھانی پڑی ہین اسوجہ سے اسکے غیور دل مین علاء الدین سے اپنا عوض لینے کا خیال بہت جوش وخروش کے ساتھہ چکر لگا رہا ہے - اسقدر زمانہ مین گو اسنے اپنی فوجی طاقت کو بہت قوت دی ہے - قرب و جوار کے بعض بعض رجواڑون نے اسکو خفیہ مدد دینے کا بھی وعدہ کیا ہے جنمین سے ایک راجہ رامدیو بھی ہے - لیکن اصل بات یہ ہے کہ نہ راے کرن کے پاس اس قدر مالی اور فوجی طاقت ہے اور نہ اسطرف کے کسی راجون مین اب اسقدر ہمت اور حوصلہ ہی باقی ہے کہ ان مین سے کوئی بھی علاء الدین کا مقابلہ کرسکے - ہان یہ ضرور ہے کہ اوس سے چوٹ کھائے ہوئے دل اور اسکی فتوحات سے کھٹکنے والی آنکھین اسکو کسطرح دیکھہ بھی نہین سکتین -

یہ مقام جہان ایک عرصہ سے راے کرن نے پناہ لی ہے ایک نہایت محفوظ قلعہ ہے جسکو چارون طرف سے سنگی پہاڑیون نے اپنے آغوش مین لے لیا ہے -

آفتاب اپنے عروج کے درجات طے کرنے کے بعد راے کرن کے

پیر اقبال کی طرح پستی کی طرف جھکتے جھکتے ان پہاڑیوں سے بہت قریب ہو گیا ہے جو بگلانہ کی غربی سمت کو واقع ہین ۔ دہوپ کے سپید سپید رنگ پر اسی طرح زردی دوڑ چلی ہے جسطرح راے کرن کے اوداس اور پژمردہ چہرہ پر ۔ راے کرن موسم بہار کی فرحت بخش ہواؤن سے اپنے غمزدہ دل کو تسکین دینے کے لئے قلعہ کے سامنے صحن مین اپنے چند ہوا خواہون کے ساتھ بیٹھا ہوا اسطرح باتین کر رہا ہے "سنتے ہین کہ اون ملکشون کے لشکر کو پہر اسطرف حرکت ہوئی ہے ۔ دیکھئے ابکی یہ آسمانی بلا کہان نازل ہوتی ہے ۔ کچھ عجب نہین جو میرے ہی لئے یہ چڑہائی ہو" جسکے جواب مین اسکے ساتھیون مین سے ایک شخص نے کہا "ہان اوسنے کچھ تعجب بھی ہین ۔ مگر ایک ہمین پر کیا موقوف ہے ۔ اور بھی تو ہین ۔ اونکو کیا ملا ہے بے دریان کیطرح جسطرف چاہینگے جہک پڑینگے مگر ابکی مرتبہ ہم بھی انکی زیادتیون کا جواب دینے کے لئے تیار ہین"

راے کرن "ہان اور کیا پر پیشتر نے چاہا تو ابکی مرتبہ پورا عوض ان ملکشون سے لے لیا ہو تو بات نہین (اپنے دلین) رامدیو نے مدد دینے کا وعدہ تو کیا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ مدد کرتے بھی ہین یا فقط زبانی مدد پر ٹالتے ہیں ۔ لیکن اب تو وہ میری چھٹی کے جواب مین صاف طور پر لکھتے ہین کہ فوج روانہ ہوتی ہے ۔ کئی برس سے انہون نے بھی تو خراج کا روپیہ علاءالدین کو نہین بہیجا ! وہ تو یہ پیشتر سے چاہتے ہونگے کہ کسی طرح علاءالدین کو زک ملے ۔ گویا سچ پوچھئے تو وہ اپنی فوج بہیجکر میری نہین بلکہ خود اپنی مدد کرینگے ۔ تو شاید یہی وجہ ہوگی کہ خلاف معمول ابکی مرتبہ انکی اس چھٹی کے الفاظ عنایت اور کرم کے بہت گہرے رنگ مین ڈوبے

ہوئے ہین - اور جواب بھی فوراً ہی دیا - لیکن فوج ابھی آئی نہین (اونھر مصاحبون سے مخاطب ہوکر) راجہ رامدیو کی چھٹی آئے ہوئے کئی روز ہوگئے مگر اونکی فوج ابھی نہین آئی "

جس کے جواب مین اسکے مصاحبین مین سے ایک شخص نے کہا "مہاراج ابھی تو انکی فوج نہین آئی "

رای کرن "گروہ تو اپنی چھٹی مین لکھتے ہین کہ فوج کی روانگی کا حکم دیدیا "

وہی شخص "تو غالباً آتی ہوگی "

رای کرن "ابھی کچھ جلدی بھی تو نہین ہے - شاید ان ملکشون کے لشکر نے ابھی اپنے منحوس قدمون سے راجپوتانہ کی سرزمین کو اپنے ناپاک "

ابھی یہ جملہ ختم بھی نہین ہوا تھا کہ کسینے دیوگڈھ کی طرف سے ایک فوج کے آنے کی خبر دی اور رای کرن اس سے مخاطب ہوکر اسطرح پوچھنے لگا "کسقدر جماعت ہوگی اور یہ اچھی طرح سے دریافت بھی کرلیا کہ دیوگڈھ ہی کی فوج ہے اور کہین کی تو نہین ! "

آنیوالا شخص "نہین حضور - دیوگڈھ ہی کی فوج ہے - خوب اطمینان کرلیا ہے - تخمیناً پانچسو جوان ہونگے "

رای کرن "ہان ہان تو یقیناً دیوگڈھ ہی کی فوج ہوگی اسیقدر فوج وہان سے روانہ ہوئی ہے - مگر میری خواہش سے زیادہ جلد اور بیشتر فوج آگئی خیر بہتر ہے کل کے قیام کے بعد سرحد پر روانہ کردیجائے - یہ پانچسو جوان ملاکر گویا تین ہزار کے قریب ہماری فوج سرحد پر پہونچتی ہے اور اب اونہین کے بعد مجکو بھی یہان سے کوچ کردینا چاہیئے - میدان کارزار کا انتخاب کرنا - گھات اور موقع سے فوجی لوگون کی تقسیم اور رسد کا سامان

جمع کرنا یہ ساری باتین کچھہ اطمینان ہی سے اور پیشتر سے خوب ہوتی ہین جلدی مین عین وقت پر کچھہ نہین ہوتا - اور اب مجکو بیان کرنا ہی کیا ہے - جو کچھہ ہونا تہا ہوگیا - اب ایک فقط مجکو مرنا باقی رہگیا (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) آہ ان ملکشون نے میری زندگی بے لطف کردی - زندگی ہی نہین بلکہ موت بہی تلخ کردی " یہ اونہین خیالات مین الجھا ہوا تہا کہ راجہ رامدیو کے فوجی جوانون نے اس قلعہ کے پاس پہونچکر اپنی بند ہی ہوئی کمرین کہولدین اور وہ فوجی افسر جسکے زیر کمان یہ فوج آئی تہی اسکے حضور مین حاضر ہوا - اس فوجی افسر نے آتے ہی فوجی قاعدہ سے سلام کیا اور راے کرن اپنے خیالی الجہاوون سے چھوٹ کر اسطرح کہنے لگا " تمہاری فوج آگئی ! "

فوجی افسر " ہان حضور حاضر ہے - جو کچھہ ارشاد ہو تعمیل کیجائے "

راے کرن " ابہی تو تم لوگ تہکے ماندے سفر سے چلے آتے ہو - کل کا دن آرام کرلو پرسون یہان سے کوچ " فوجی افسر یہ حکم پاتے ہی یہان سے رخصت ہو کر چلا گیا اور اسکے جاتے ہی ایک مسن شخص نے جسکو پیشانی پر کہیچے ہوئے صندلی قشقہ اور سیندوری ٹیکا اور گلے مین لٹکتے ہوئے جنیو نے ہندو مذہب کا ایک مقدس پیشوا بنا دیا تہا آگے بڑہکر راے کرن کے حضور مین سنسکرت کے چند اشلوک پڑہتے ہوئے راجہ رامدیو کا خط اور ناریل پیش کیا اور یہ اسکو دیکھتے ہی کچھہ چیں بابرو ہو کر انہین پنڈت جی سے اسطرح پوچھنے لگا " یہ کس کی چٹہی ؟ "

وہی پنڈت " ادہراج مہاراج راجہ رامدیو کی چٹہی "

راے کرن (کسی قدر تنبجر کے ساتھہ) ہون! اور یہ ناریل کیسا؟"

پنڈت "وہ مہاراج نے راجکمار سنگلدیو کی شادی کا یہ ناریل حضور مین بھیجا ہے" یہ سنتے ہی راے کرن کا چہرہ سرخ ہوگیا اسکی آنکھون مین لال لال ڈورے نمودار ہو گئے اور خاموش ہوکر چھٹی کے پڑہنے مین مصروف ہوگیا اگر اسوقت اسکا چہرہ زمانہ کے انقلابات کا ایک اچھا نمونہ بنگیا تھا ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ مگر یہ بڑی خیریت تھی کہ اسوقت شام کی پھیل جانیوالی تاریکی اسکے چہرہ کے تغیرات کی دیکھنے والی نظرون سے اسیطرح پردہ داری کر رہی تھی جسطرح کوئی خاص معذوری یا مصلحت راے کرن کو اسوقت اپنے دلی خیالات کے پوشیدہ رکھنے پر مجبور کر رہے تھے تھوڑی سکوت اور سناٹے کے بعد راے کرن اس پنڈت سے مخاطب ہوا اور اسطرح کہنے لگا "آپ ابھی سفر کی تکلیفین اٹھائے ہوئے آتے ہین۔ آرام کیجئے۔ مین بھی اس نازک معاملہ مین غور کرونگا۔ اور پھر صبح کو جیسا مناسب ہوگا کہا جائے گا" پنڈت جی تو سلام کرکے فوراً رخصت ہو گئے اور یہان تھوڑی دیر کے لئے پھر سناٹا پیدا ہوگیا۔ پنڈت جی کے یہان سے جانے پر جب چند منٹ گذر گئے اور راے کرن کی اندرونی مخالفت کا جوش موقع پاکر اب الفاظ کے قالب مین اسطرح ڈھلنے لگا "وہ ہونہہ! ناریل بھیجا ہے۔ شادی کا پیام! (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) آہ مقدر تو نے مجھکو اسدن کے لیئے کیون زندہ رکھا تھا۔ آہ اگر میرا تخت و تاج نہ چھن گیا ہوتا۔ یہ اسطرح خانمان خراب اور برباد ہوتا تو رامدیو کی ایسی ہمت ہو سکتی تھی۔ ایسا کبھی حوصلہ وہ کرسکتا تھا۔ نہین ہرگز نہین۔ اسکا منہ تھا جو ایسی بات زبان سے نکالتا۔ اسکا لڑکا اور میری لڑکی! ایک مرہٹہ کا چھوکرا اور

راجپوت کی بیٹی!! - ہائے رام ہائے پرمیشر - مین اسکے ملک مین اس
ذلت اور خواری کے ساتھ اگر پناہ گزین نہوتا تو اسکی مجال تھی! میری تقدیر
پھوٹ گئی - نہین معلوم پہلے جنم مین مجھسے ایسے کون سے بُرے کرم ہوئے
تھے کہ جسکی مجھکو یہ سزا ملی - ہائے ایک مرہٹہ کا لونڈا اور راجپوت کی بیٹی - وہ
بن مانس دیو کا بچہ اور میری پیاری حُسن کی دیوی راجکماری! ہے
کرم ہائے کرم!!"

رائے کرن کے منھ سے اسی قسم کے جملے بہت طیش کے لہجے مین نکل رہے
تھے اور ایک مسن شخص جو اسی کے قریب بیٹھا تھا اب
اس کے سامنے کھڑے ہوکر ہاتھ جوڑے اسطرح کہہ رہا تھا "مہاراج ذرا
طبیعت کو سنبھالے ہوئے - غصہ کو روکے ہوئے - آپ کی آواز بہت بلند ہوتی
جاتی ہی - رامدیو کے کانون تک - اگرچہ خبر پہونچی تو غضب ہی ہوجائے گا
ایسی باتین دل مین چھپا کر رکھنے کے لئے ہوتی ہین زبان پر لانے کے لیئے
نہین"

رائے کرن (بڑھے ہوئے طیش مین اپنی آستین چڑھا کر) مجھکو کسی کا خوف
نہین کسی کا ڈر نہین میری رگون مین راجپوتی شرافت کا جوہر دار خون
بہت تیزی کے ساتھ جوشش مار رہا ہی رامدیو اسوقت اگر میرے سامنے
ہوتا تو پرمیشر کی قسم اس کا خون پی لیتا!"

وہی شخص (اپنے دانت کے نیچے انگلی دبا کر) ہائیں ہائیں - ایسی باتین زبان
سے حضور کو نہین نکالنی چاہیئے - مہاراج جو کچھ فرماتے ہین بجا ارشاد فرماتے
ہین کرنے نکرنے کا مہاراج کو اختیار ہی مگر اپنے خیالات اور دلی رازون کا
علانیہ زبان سے نکالنا پولیٹکل چالون اور مصلحت وقت کے بالکل خلاف

معلوم ہوتا ہے"

راے کرن "ہاں تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مرہٹہ کا لڑکا اور راجپوت کی لڑکی یار وا کیا غضب ہی۔ کیا ستم ہے اور پھر اُلٹے مجھی کو منع بھی کرتے ہو۔ مرہٹہ کا لڑکا اور راجپوت کی لڑکی۔ بولتے کیون نہین کیا ایسا ہو سکتا ہے! حق فقط دل مین رہنے ہی کے لیئے نہیں ہے بلکہ زبان پر آنے کے لیئے بھی ہے"

وہی شخص "مہاراج تو یہ کون کہتا ہی کہ خواہ مخواہ کے لیئے آپ ایسا کرہی دین کیجئے یا نہ کیجئے یہ آپ کی خوشی اور آپ کا اختیاری امر ہے مگر ابھی علانیہ زباں سے نکالیئے تو نہین"

راے کرن "ہاں تو دھوکا دون۔ دغا بازی کرون۔ دل مین کچھ۔ زبان پر کچھ۔ (تھوڑے سکوت کے بعد) بیشک زمانہ ایسا ہی ہے اور اس اعتبار سے بیشک مجھ سے کسقدر غلطی ہوئی۔ بڑھے ہوئے طیش مین مجھکو اس دور اندیشی کا خیال نہیں رہا۔ مگر مین کیا کرون میں ایک سیدھے دل کا آدمی ہون دنیا کے مکر اور فریب مجھ کو نہین آتے جو میرے دل مین آیا وہ فوراً میری زبان پر بھی آگیا۔ کیا عجب ہی جو ایسی خبر راجہ رامدیو کے دل کو صدمہ دینے والی ہو جسکا ہونا اسوقت کی میری مصلحتون اور ضرورتوں کے اعتبار سے کسقدر نامناسب ہی۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی تو کسقدر ناموزون ہے کہ مرہٹہ کا بیٹا اور راجپوت کی بیٹی"

اس جملہ کی تکرار راے کرن کی زبان پر کچھ اسی وقت کے لیئے مخصوص نہ تھی بلکہ بار بار اسکی طبیعت میں ایک قسم کا جوش پیدا ہوتا تھا اور رہ رہ کر بے اختیار یہی جملہ اسکی زبان پر آجاتا تھا۔ اس شب مین جبتک یہ جاگتا رہا اسوقت تک یہی ایک خیال اسکی دماغی گذرگاہون مین بیند کی عوض گردش کرتا رہا اور جب بہت رات گئے تھک کر اڑی سوئی نیند اسکی آنکھون مین آگئی تو سوتے

مین بھی بار بار یہی جملہ اسکی زبان سے نکل جاتا تھا۔ "کہ مرہٹہ کا لڑکا اور راجپوت کی لڑکی"

رات بھر کے سکون اور آرام سے اس کے غصہ کی بھڑکی ہوئی آگ اب کسی قدر ٹھنڈی ہوئی تو اسکو بہت افسوس کے ساتھ اپنی کل شام کی باتون پر نفرت کرنی پڑی اور اسی کے ساتھ اب یہ فکر بھی اسکو دامنگیر ہوئی کہ مبادا اگر کل طیش کی میری باتین راجہ رامدیو کے کانون تک پہونچین تو اسکا آخری نتیجہ اس کے حق مین کیا ہوگا۔

اصل یہ ہے کہ اب رات بھر کے آرام نے اس کے دماغ مین ایک قسم کا سکون پیدا کر دیا تھا دماغی گذرگاہون مین اسقدر صلاحیت آگئی تھی کہ خیالات سلامت روی کے ساتھ اپنین گردش کر سکین اور وہ اپنی عقل سے کوئی مناسب مشورہ کر سکے ابھی صبح تڑکے سے جاگنے والی چڑیون کے چہچہے ان کے نشیمنوں میں نہین شروع ہوئے تھے کہ یہ اپنے پلنگ پر پڑے پڑے اس طرح اپنے دل سے باتین کرنے لگا" پھر آخر اب مجکو کیا کرنا چاہیئے۔ یہ ضروری بات ہے کہ رامدیو کے اس پیام کو اگر مین نے نامنظور کیا اور شاید مجکو ایسا کرنا پڑے گا تو اس کے دل کو کسقدر صدمہ ہوگا طیش مین آکر اگر اس نے مجھ پر فوج کشی کر دی تو پھر ا- اچھا یہ نسہی اُس نے مدد دینے سے ہاتھ ہی کھینچ لیا تو پھر کیسی گذرے گی۔ ان خرابیون پر ایک وسیع نظر ڈالنی تو چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس کے نقصانات برداشت کرنے کے لئے مین کہان تک تیار ہوں میرے خیال میں تو آجکل راجہ رامدیو کا میری طرف سے ذرا بھی آنکھ پھرا جانا میری تقدیر کا پھر جانا ہے"

اس قدر خیالی باتون کے بعد اسکے خیالات یکبارگی حرکت کرنے سے رُک گئے۔

اس کا دماغ چکر کھانے لگا اور عقل بالکل ساکت ہوکر رہگئی - گویا اس کے دماغ
مین اب کوئی ایسا خیال باقی نہ تھا کہ جس سے کچھ اور آگے خیالات کا سلسلہ چلتا
یا اسکی عقل کوئی اور رائے اسکو دیتی - بہت دیر تک وہ سناٹے کے
عالم مین چپ پڑا رہا مگر اب مرغان سحر کی شروع ہوجانیوالی نوا سنجیون
سے ہوشیار ہوکر کروٹین بدلنے لگا پہلو بدلتے بدلتے یکبارگی خدا جانے اس کے
ذہن مین ایسا کیا خیال آیا کہ یہ اُٹھ بیٹھا اور اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا "
مجکو رام دیو سے ابھی بہت کام لینا ہی - مجکو اس سے بگاڑنا نہین چاہیئے ابھی
نہ تو صاف صاف اقرار کیجیے اور نہ صاف الفاظ مین انکار ہی - بس اسی
امیدواری مین بہت سے کام نکل جائین گے - پھر دیکھا جائے گا مین جانتا ہون
یہ پھیرت کھمبہ کا واقعہ رنگ لایا ہی - ہماری قوم مین عوام کا ابتک یہ خیال تھا کہ
ان ملکشون کے خوف سے اپنی استریون اور بہو بیٹیون کو پردہ مین رکھنا
چاہیئے مگر اب میرا خیال ہی کہ سب سے زیادہ پردہ کی ضرورت ہمکو اپنے ہی ہمقومون
سے ہی جن سے ہر وقت خلا ملا کے موقع ہوتا ہی تو غالباً اسی بدمعاش لونڈے
کی تحریک سے ایسا پیام دیا گیا ہوگا - مگر ایک شریف راجپوت کی حمیت توکسیطرح
اس ذلت کو گوارہ نہین کرسکتی مگر کسی کو دھوکا دینا یہ بھی تو میرا دل کسیطرح
گوارا نہین کرتا! افسوس یہ ضرورت اور مجبوری جو کچھ انسان سے نہ کرادے وہ
تعجب ہی - تو بس اس ناریل لانیوالے پنڈت کو اسیوقت کسی حیلہ اور بہانے
ٹالدینا چاہیئے اور حیلہ کیسا! سچا اور واقعی تو عذر ہی - اس وقت مین کس
نازک حالت مین ہون "

راے کرن انھین خیالات مین غلطان اور پیچان پلنگ سے اُٹھا اور جلد
جلد حوائج ضروری سے فارغ ہوکر اپنے نشست کے کمرہ مین جا بیٹھا - ارا کین

دولت اور مصاحب سب طلب ہوئے - وہ برہمن دیوتا بھی تشریف لائے
جو دیوگڈھ سے ناریل لیکر آئے تھے اور پھر تقریر کا سلسلہ اسطرح شروع ہوا"
رائے کرن (اپنے مصاحبون سے مخاطب ہوکر) "راجہ رامدیو نے میری اس
پریشانی کے حالت مین جو جو احسانات مجھ پر کئے ہین وہ آپ لوگون سے کچھ
چھپے ہوے نہین ہین اور جس کے ادائے شکریہ کے لیے ممنونیت کے ساتھ
نہ تنہا میری بلکہ میری آیندہ نسلون کی گردنین بھی انکے سامنے جھکی ہوئی رہینگی
غالباً انھون نے انھین دلی خصوصیات اور مراسم کے بڑھانے کے لیئے
کنور سنگھدیو کے ٹیکہ کا ناریل میرے پاس بھیجا ہے گو ہماری ان کی اس
سے پیشتر کی کوئی قرابت نہین ہے اور نہ وہ ہماری برادری ہین ہین - وہ مرہٹہ
کے فرقہ سے ہین اور ہم راجپوت - مگر اس امر کا خیال میرے دل مین
کھٹک رہا ہے کہ مبادا وہ میرے کسی عذر کو برا نہ مانجائین - علاءالدین کی
فوج چونکہ راجپوتانہ کے حدود کی طرف آجکل بڑھ رہی ہے اور وہ بھی خاص
میرے ہی لیئے - اس لیئے کہ تقریباً راجپوتانہ کی چھوٹی بڑی کل ریاستون
نے ان ملکشون کی اطاعت قبول کرلی ہے - صرف مین ہی اسطرف ایک
سرکشون مین باقی رہگیا ہون ایسے انتشار اور پریشانی کی حالت مین آجکل
میرے حواس اسقدر ٹھکانے نہین ہین کہ اس نسبت کے نازک معاملہ مین
ہر ایک پہلو پر کچھ بھی غور کرسکون - ان جھگڑون سے ذرا بھی میرے
دل اور دماغ کو فرصت ملے - کچھ بھی اطمینان ہو تو پھر اس معاملہ مین
کوئی صحیح رائے قائم کرنے کا موقع ملے - بس یہی باتین ہمارے مہربان
راجہ رامدیو کی چٹھی کے جواب مین بھی لکھ دیجائین اور پنڈت جی آپ
زبانی بھی فرما دین - یہ سب صحیح ہے کہ ان کے احسان مجھ پر بے انتہا ہین

اور میرے تن بدن کا ایک ایک رُوان تک ان کا زیر بار احسان ہے۔ لیکن ان کے احسانات کی شاید بڑی بیقدری ہوگی اگر اس موقع پر ان کے ان سب احسانات کرنے کی علت غائی عوام کی نظرون مین راجکماری کا حاصل کرنا عملی طور پر ثابت ہوا۔ مین سچ کہتا ہون کہ ان کے ان سب احسانات پر پانی بھر جائے گا اور اسی کے ساتھ مین بھی دنیا مین پھر کسی کو مُنھ دکھانے کے قابل نہین رہون گا۔ ساری دُنیا یہی خیال کریگی کہ رائے کرن کیسا بےحمیت شخص ہے اپنی کنیا بیچ کر راجہ رامدیو کے اسقدر احسانات خریدکیے۔ تُف ہے میری ایسی زندگی پر اور لعنت ہے میرے جینے پر؛ اور رائے کرن کی طبیعت مین ایک قسم کا پھر جوش پیدا ہوا۔ قریب ہی تھا کہ پھر وہی معمولی جملے جنکی تکرار وہ بار بار کیا کرتا تھا اسکی زبان سے نکل جائین کہ اس کے مصاحبین مین سے چند شخص منفق اللسان ہو کر اسطرح کہنے لگے: ہاں ہاں مہاراج بہت صحیح فرماتے ہین۔ ابھی اس معاملہ کے بابت کسی قسم کی گفتگو کرنا نہایت ہی بےموقع اور جانبین کی آبروریزی کا باعث ہے۔ راجہ رامدیو خود ایک عالی دماغ اور نازک خیال راجہ ہین اور وہ کبھی اس معاملہ مین ابھی ایسی کوشش نکرتے مگر شاید کسی مجبوری نے اس بےموقع تحریک پر انکو مجبور کر دیا اور وہ اس جلدی مین اس معاملہ کے ہر پہلو پر غور نفرما سکے۔"

رائے کرن: ہان میرا بھی کچھ ایسا ہی خیال ہے۔ اچھا بس یہی مصلحتین اور باتین اسکی چٹھی کے جواب مین لکھ دیجائیں۔ پھر موقع محل سے دیکھا جائے گا۔"

فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی اور پنڈت جی بہت عزت اور احترام کے ساتھ

یہان سے رخصت کر دیے گئے -

دسوان باب

نیکی نیک

گرچہ ہی کس کس برائی سے ولے با این ہمہ

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی

وہی دن ہے جس دن حرمان نصیب سنگلدیو کے ٹیکہ کا ناریل لانے والا پنڈت آیندہ کے لیے امیدوار بنا کر رائے کرن کے دربار سے رخصت کیا گیا ہے - ساری دنیا کا روشن کرنیوالا وہ نورانی کرہ جسکا دماغ چوتھے آسمان پر تھا دن بھر سفر کرتے کرتے اب مغربی افق کے قریب جا پہنچا ہے اور دُنیا والون کی دھوکا دینے والی آنکھین اس خیال مین ہین کہ دن بھر کا تھکا ماندہ مسافر خدا خدا کر اب اپنی منزل کے قریب پہنچ گیا ہے - مگر آہ اُس کے چہرہ پر اسوقت آپ غیر معمولی اُداسی پائین گے - مُنھ اُترا ہوا - چہرہ پر خاک جمی ہوئی - روشنی دھندلی دھندلی اور اس کے طلائی قرص کے چارون طرف سے اسیطرح کی کرنیں بھی نکلتی ہوئی پائین گے جس طرح کسی غمزدہ کی آنسو بھری ہوئی آنکھون سے تار نظر بھیگ بھیگ کر نکل رہے ہون - جس سے اس امر کا پتہ چلتا ہی کہ ہنوز دلّی دور - ابھی یہ مسافر منزل پر نہین پہنچا - ابھی اسکو دوسری دُنیا یا ایک نئی دنیا کا سفر درپیش ہے - دُھوپ زرد زرد ہو چلی ہے اور اس سے پہلے والے باب مین رائے کرن کو جس قلعہ مین

ہمے دیکھا تھا اُسی قلعہ کی پشت پر ایک مختصر سا مکان ہے - گو اسکی کل عمارت
سنگی ہے مگر نہایت ہی بھدّی قطع کا بنا ہوا ہے - اس کے بعض بعض شکستہ
کمرے اس امر کی خبر دے رہے ہین کہ شاید یہ کوئی لاوارثی مکان ہے یا اسکے
رہنے والے کچھ ایسے معمولی حیثیت کے لوگ ہین جو اسکی مرمت بھی نہین کرا سکتے
سازوسامان بھی یہان کا معمولی درجہ کا معلوم ہوتا ہے - گو اس
گھر مین دس پانچ عورتین ہندوانہ وضع اور لباس مین نظر آتی ہین مگر
انہین سے کوئی بھی اس درجہ کی نہین معلوم ہوتی کہ جسپر اس گھر کے مالک
ہونے کا اطلاق ہو سکے - ان مین سے بعض تو خانگی کاروبار مین مصروف
ہین اور دو چار عورتین ایک جگہہ بیٹھی آپسمین آہستہ آہستہ کچھ باتین
کر رہی ہین یہ باتین کچھ اسطرح چپکے چپکے ہو رہی ہین کہ آنے جانے والی
ہوا کو بھی اس امر کی اجازت نہ تھی کہ ان کے علاوہ اور کسی کے کانون تک
بھی ان باتون کو لیجا سکتی - مگر ہان یہ باتین افسوس اور تعجب کے لہجے مین
ضرور ہین اس لیئے کہ بار بار ان عورتون کے مُنھ تک ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین
بھی آجاتی ہیں - انہین سے بعض بعض عورتین ہماری نظر کو سنا سا بھی معلوم
ہوتی ہین مگر یہ ہم نہین کہہ سکتے کہ ہمنے انکو کب اور کہان دیکھا تھا ا

یہ سب اسیطرح آہستہ آہستہ باتین کر رہی تھین کہ انہین سے ایک
نے کسقدر بلند آواز سے کہا "اے ہے دیکھو شام ہونی آئی - دونو وقت
مل رہے ہیں اور راجکماری اسکی پلنگ سے اُٹھنے کا نام ہی نہین لیتین"

دوسری (انھین مین سے) بھئی اُن سے کہے کون! وہ تو گڑنے لگتی ہین"

تیسری "اُٹھ جائینگی تو ہو لینگی - بس اور کیا کرینگی!" اور اسقدر کہنے
کے بعد یہ عورت خود ہی یہان سے اُٹھ کر ایک دالان کیطرف چلی - اس

دالان مین سیتل باٹی کا فرش تھا - ایک طرف ایک پلنگ لگا تھا اور پلنگ پر کوئی آنچل سے مُنھ چھپائے چپ پڑا ہے - یہ آنی والی عورت پائینتی کی طرف کھڑے ہو کر اس سونے والی کے پاؤن آہستہ آہستہ دابنے لگی - پاؤن کے پکڑتے ہی اس سوتے والی عورت کے زبان سے یہ جملہ نکلا وہ اُٹھون - رہنے دو - مین سوتی نہین ہون " جسکے جواب مین پاؤن دابنے والی عورت نے بہت ہی لجاجت کے لہجے مین کہا وہ رانی! سانجھ کی بریا ہی دونون وقت مل رہے ہین اسوقت تو اُٹھ کر بیٹھیے " جسکے جواب مین اس پلنگ پر لیٹنے والی عورت نے اُسیطرح مُنھ چھپائے ہوئے اسطرح کہا وہ چا - مجکو پڑا بھی رہنے دے - اپنا کام کر "

وہی عورت وہ نہین رانی! تھوڑی دیر کے بعد لیٹ رہیئے گا - باہر نکل کر زرا دیکھیے تو سہی - کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور دونون وقت ملتے دیکھ کر چڑیان کسطرح چہچہا رہی ہین - میری راجکماری - مین صدقے گئی قربان جاؤن - زرا دیر تو باہر چلکر بیٹھیے - پرمیشر سوگند سارا گھر سونا سونا معلوم ہوتا ہے "

وہی راجکماری وہ چل دور بھی ہو - میرا دل بیٹھا جاتا ہے - طبیعت گری پڑتی ہے - سر اُٹھانے اور آنکھ کھولنے کو جی نہین چاہتا او مجکو اپنی پڑی ہے " یہ جملے اس نے کچھ اس لب ولہجے سے کہے کہ پاؤن دابنے والی عورت سہم کر یہان سے چلی گئی اور اسکے جانے کے بعد یہ رانی یا راجکماری یا جو کوئی ہو اسطرح دل ہی دل من باتین کرنے لگی وہ ہائے میرے رام! اب مین کیا کرون!! ساری دنیا کی بلائین ایک میرے ہی حصہ مین آگئین جسطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتی ہون ایک نہ ایک آفت میری جان

لینے کے لئے کھڑی ہو - اچھا ہو یہ کمبخت کسی طرح نکل بھی جائے تو
اچھا کسی کی آئی مجھکو آجائے - اکاس سے اُترنے والی بلائین مجھکو اپنے
ساتھ لیجائیں تو اچھا یا پھر دھرتی ہی پھٹ جائے اور مین اسمین سما جاؤن -
مگر ہائے ایسا بھی تو نہین ہوتا - رات سے سُنتی ہون کہ ایک مرہٹہ کا
ناریل سری جان لینے کے لیے آیا ہو - اب ! - مین جانتی ہون یہ
وہی موا ہو جو کھیت کھیپہ مین مجھکو بُری نظرون سے گھور رہا تھا - گو سُنتی
ہون کہ ہمارے پتا مہاراج نے اسوقت تو آئی ہوئی بلا کو ٹال دیا ہے
مگر راجہ راج بو کا دباؤ مہاراج پر بہت ہو - بے انتہا عجب نہین جو وہ مجبور ہو جائین
ہائے اگر ایسا ہوا تو مین کہین کی نہ رہی - ہائے رام یہ بُرا دن دیکھنے کے
لیئے مین کیون زندہ رہی تھی (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) معلوم ماتا رانی
پر کیا گذری - ہائے اگر وہ ہوتین تو ایسا کبھی ہو سکتا تھا ! میری تقدیر ہی
کمبخت پھوٹ گئی - مین کسی کو یون کہون میرے کرم ہی کی لاگ ہو - معلوم
اندا کمبخت پر کیا گذری - آہ - وہ بھی ہوتی تو کچھ نسہی اپنا حال دل
کہنے کا تو موقع ملتا !"

یہ ایک بہت نازنین مگر کمسن عورت معلوم ہوتی تھی - گو شام کی
سیاہی ہر چیز پر اپنا رنگ جما رہی تھی اور اسکے مُنھ پر پڑا ہوا آنچل
اور بھی اسکی شکل و شباہت کی پردہ داری کر رہا تھا - مگر پھر بھی آنچل
کے نیچے گلابی گلابی رنگ کی ایک تہ سی معلوم ہوتی تھی جس سے
اس امر کا کچھ پتہ چلتا تھا کہ عجب نہین جو یہ اس کے رنگ و حُسن
ہی کی شوخی ہو -

یہ اسی طرح مُنھ چھپائے پڑی تھی کہ اس گھر کی عورتون کے مُنھ سے

کچھ حسرت آمیز صدائیں بلند ہوئیں جو شور کی حد تک پہونچ گئی تھیں اور جنکو سنکر یہ نازنین عورت حیرت زدہ کسیقدر بلند آواز سے پوچھنے لگی "کیا ہے ہائے"

مگر اسوقت یہان کوئی نہ تھا جو اس کی بات کا جواب دیتا۔ دم بھر کے بعد اسی آنچل کے نیچے سے پھر وہی صدا سوالیہ لہجے مین نکلی لیکن صحن کی طرف سے اب چند عورتیں دوڑتی دالان کی طرف آرہی تھیں جنکی زبان پر پیہم "وہ انند آگئی۔ انند آگئی" کے جملے کی تکرار تھی

خدا جانے اس جملہ مین کس بلا کا اثر تھا کہ یہ دنیا سے روٹھی ہوئی عورت بھی گھبرا کر جلدی سے اُٹھ بیٹھی۔ اور حیرت زدہ ہوکر چارون طرف دیکھنے لگی۔ ان دوڑتی آنیوالی عورتون کے پیچھے ایک اور عورت اسطرف کو آرہی تھی اسکا چہرہ گرد آلود تھا اور گو وہ اسوقت قدم بڑھا بڑھا کر رکھ رہی تھی مگر پاؤن رکھنے اور اٹھانے کے انداز بتا رہے تھے کہ پاؤں مین چبھے ہوئے کانٹے یا پاؤن مین پڑے ہوئے آبلے اسکو زمین پر اچھی طرح پاؤن رکھنے کی اجازت نہین دیتے۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر وہ پلنگ کی مریض عورت اپنی جگہ چھوڑ کر بے اختیار اسکی طرف دوڑی اور وہ تازہ وارد عورت "راجکماری راجکماری" کہتی ہوئی اس نازنین عورت کے پاؤن پر گر پڑی۔ رونے کی ایک پُر درد آواز نے ان دونون کے مُنہ سے نکل کر اس گھر کے اس شور کو بالکل فرو کر دیا جو ابھی چارون طرف اس گھر میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ رونا غم کا رونا نہ تھا جو گریہ سے نالہ بنکر اور اسکا نہ ختم ہونیوالا سلسلہ گلے مین پھندے ڈال کر سسکیان پیدا کر دیتا۔ بلکہ یہ خوشی کا رونا تھا جو اب ان دونون کے رخصت ہونے والے رنج و غم کے مُنہ سے بے اختیاری کے

عالم مین نکل گیا۔

اس رونے دھونے سے جب کچھ کچھ سینہ ہلکا ہوا آنکھون مین بھرے ہوئے آنسوؤن نے ان دونون کے اُٹھتے ہوئے گرم گرم شعلون پر پانی چھڑکا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسون نے دونون کے مُنھ پر پنکھا جھلا تو پھر اسطرح تقریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

نازنین عورت "میری آنند! تو کہان تھی۔ کیسی رہی۔ اچھی ہی؟"

آنیوالی عورت "ہان ہان۔ میری راجکماری تو اچھی رہین؟۔ اب مین اچھی اور بہت اچھی۔ آپ کی پیاری صورت دیکھ لی سب دُکھ دور ہو گئے گو موت کے مُنھ سے نکلی چلی آتی ہون مگر یہ چاند سا مُنھ۔ یہ پیاری صورت دیکھتے ہی جان مین جان آگئی (ہاتھ بڑھا کر) مین اپنی رانی کی بلائین تو لے لون (بلائین لیکر) ہائے مین کہین آپ کے سر صدقے بھی ہو جاتی تو اچھا تھا میری رانی بہت اچھی رہین؟"

اور یہ باتین کرتی ہوئین سب کی سب آکر سیتل پاٹی کے فرش پر بیٹھ گئین رات کی تاریکی نے چونکہ اب دنیا کی ہر چیز پر اپنا رنگ اچھی طرح جما لیا تھا اسوجہ سے یہان کی موجودہ روشنی گو وہ کسی حیثیت کی تھی اپنے نورانی حُسن کی پوری بہار دکھا رہی تھی جس کے ذریعہ سے یہان کی ہر چیز دیکھنے والے کو اب بہت صاف صاف نظر آرہی تھی۔

وہ نازنین عورت جو ابھی پلنگ سے اُٹھ کر دوڑی تھی اور جو راجکماری اور رانی کے معزز خطابون سے مخاطب کی گئی تھی اسوقت کی پھیلی ہوئی اس مصنوعی روشنی مین صانع قدرت کی صناعیون کی ایک اعلےٰ نمونہ نظر آرہی تھی حُسن کے سانچے مین اسکے ڈھلے ہوئے اعضا نازک اندام۔

مگر بھرے بھرے بازو اور رخسارہ - چاندسا چمکتا ہوا بھولا بھولا چہرہ مگر کچھ کچھ بیضاوی - حسن کی مجسم شکل یا خدا کی قدرت - اس حُسن کی دیوی کو دیکھتے ہی پہلی ہی نظر مین ہماری آنکھون نے پہچان لیا - آہا یہ تو وہی دوشیزہ لڑکی ہے جسکو ناظرین نے کھیرت کھمبہ کے پاس دیکھا تھا اور اسیکے ساتھ ہم اس نووارد عورت کو بھی اب اچھی طرح پہچان گئے - یہ وہی انند آہی جو کہین کوکلا بنتی تھی اور کہین پہلے انندا کے نام سے پکاری گئی تھی -

انندا ابتک بڑے پیار اور محبت سے اس حُسن کی دیوی کے پاؤن پر سر رکھے رو رہی ہے اور وہ حُسن کی دیوی بہت ذوق شوق کے عالم مین اس سے اسطرح پوچھ رہی ہے "میری انندا بتا تو سہی کہ تجھ پر کیا گذری اتنے دنون تک کہان رہی - ہائے ہم سب تو دشمنون کی جان کو رو بیٹھ رہے تھے - پرمیشر کا ہزار ہزار شکر ہی کہ بالکل قطع امید اور محض ناامیدی کے بعد اُسنے پھر تیری یہ صورت دکھائی "

انندا "(ٹھنڈی سانس لیکر) رانی کیا بتاؤن کہ کس بپت مین پھنس گئی مین اس روز راستہ مین آپکے پاس سے اُٹھ کر ذرا سا پھرنے گئی تھی - شامت کی ہری پہاڑیون کو دیکھتی بھالتی ذرا دور نکل گئی - اسطرف پہاڑیون سے بجا بجا پانی کے قدرتی چشمے بہ رہے تھے - پانی کی سپید سپید صاف اور شفاف چادرین بلندی سے گر رہی تھین - بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ فوارے چھوٹ رہے ہین اور پانی کے گرنے کی آواز کانون کو کچھ ایسی بھلی معلوم ہوتی تھی کہ کسیطرح وہان سے ہٹنے کو جی ہی نہین چاہتا تھا - ان قدرتی دلچسپیون نے میری آنکھون اور کانون پر کچھ ایسا از خود رفتہ کر دینیوالا اثر پیدا کیا کہ مین ان سے لطف نظارہ اُٹھاتی اور ان خوش آیند صداؤن کو سُنتی کچھ اور آگے بڑھ گئی -

یہ عجب بات تھی کہ جسقدر میں آگے بڑھتی جاتی تھی اسیقدر یہ دلچسپ نظارے اور کثرت کے ساتھ نظر آتے جاتے تھے۔ مین اُنھین دلچسپیون کے مزے لے رہی تھی کہ کسی نے آکر مجھکو پکڑ لیا مین بہت منت اور الحاح کے ساتھ شور وغل مچاتی رہی مگر افسوس کہ بجز اُن دردناک آوازون کے جو پہاڑیون سے سر ٹکرا ٹکرا کر صدائے بازگشت بنی میرے پاس آتی تھین۔ اور کوئی بھی میری مدد کو نہ پہنچا۔ میرے ہاتھ پاؤن باندھکر اس شخص نے مجھکو اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور شام کے قریب چتوڑ کے قلعہ مین لیجا کر قیدیون کی طرح قید کر دی گئی"

حُسن کی دیوی "ہائے رام۔ یہ ستم۔ یہ غضب! ہان پھر کیا ہوا اور تھا وہ کون موا ؟"

انندا "تھا کون! انھین ملکشون مین سے ایک فوجی شخص تھا جنھون نے کھیرت کھمبہ کے مقام پر آکر ہمین گھیر لیا تھا"

بیٹھی ہوئی عورتین "ہائے اور ہم سب کے کان پھوٹ گئے تھے کہ تمھارے چیخنے چلاّنے کی آواز تک نہ سُنی۔ راجکاری نے چارون طرف سوار بھی تمھاری تلاش مین دوڑائے۔ دیر تک بیٹھی روتی بھی رہین"

حُسن کی دیوی (بات کاٹ کر) "تم اپنی اپنی رہنے دو۔ اسکو کہنے دو"

انندا "جس جگہ مین پکڑی گئی تھی۔ وہان سے آپ تک میری آواز پہونچ بھی نہین سکتی تھی اور خاص کر گھبراہٹ کی حالت کی آواز۔ سوار جبتک وہان پہونچے ہون گے میرے بیشتر جانے مین اسوقت تک کہان سے کہان ہو رہی ہون گی"

حسن کی دیوی "پھر کیا ہوا؟"

انندا "وہی - جو قیدیون کی حالت ہوتی ہے میری بھی ہوئی - مگر ایان ہے تو جہان ہے اتنا ضرور کہون گی کہ اس فوج کا افسر تھا بڑا رحمدل پرسیشر اُسے اچھا رکھے - ڈانٹ دھمکائی تو ضرور گئی - قید بھی کیگئی مگر وہ بدسلوکیان سب پر ساتھ نہین کی گئین جو عموماً بدنصیب قیدیون کے ساتھ کیجاتی ہین"

حسن کی دیوی "ہان سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہین - توبہ کہو بہت مصیبتین جھیلین - پھر بھی ایشور کا شکر ہے کہ دیکھنے کو مل توگئین"

انندا "ہان اور کیا - کسکو امید تھی کہ راجکماری کے یہ قدم ان آنکھونکو دیکھنے پھر نصیب ہون گے - آپ سب تو میری جان کو رو پیٹ کر بیٹھ رہے ہون گے مگر پھنسی بھی بُری طرح تھی جہان سے نکلنا اور یہان تک پہنچنا میرے وہم اور گمان مین بھی نہ تھا - ایشور جانتا ہے کہ آپکی صورت ہر وقت آنکھون کے سامنے رہتی تھی اور ہر وقت میں اسی فکر مین رہتی تھی کہ ذرا موقع ملے اور چڑیا بنکر آپ کے پاس پہونچ جاؤن"

حسن کی دیوی "آخر یہ بات کیا تھی! کس لیے تجکو پکڑے گئے تھے - کیون قید کیا تھا؟"

انندا "اس کا اصلی بھید تو آجتک مجھ پر نہیں کُھلا مگر جہان تک خیال جاتا ہی بس کہہ سکتی ہون کہ وہ افسر ہماری راجکماری کی فکر مین تھا - اور یہی ایک ایسا خیال تھا کہ جو اس قید کی مصیبتوں مین بھی میری آتما خوش کرنے کا باعث بنا کرتا تھا - کہ اچھا ہوا انکے جان سے دور انکے دشمنون پر آئی ہوئی بلا میرے سر آگئی اور میں ان کے سر صدقے ہوگئی"

حسن کی دیوی ؎ (تعجب کے لہجے مین) میری فکر مین ! میری فکر مین کیسے ؟
کیا مجکو قید کرنا چاہتے تھے ؟"
انندا ؎ ہان میرا خیال کچھ ایسا ہی تھا"
حسن کی دیوی ؎ اور تھے وہی کھیرت کھمبہ والے لوگ ؟"
انندا ؎ جی ہان - وہی لوگ"
حسن کی دیوی ؎ انکا اگر ایسا ارادہ ہوتا تو وہین مجکو نہ گرفتار کر لیتے
اسقدر مسافت طے کرنے کے بعد تمھارے گرفتار ہونے کی کیا وجہ ! اور اگر
میرا ہی قید کرنا انکو مد نظر تھا تو وہان سے مین بھی کچھ دور تو نہ تھی"
انندا ؎ ہان یہی باتیں میرے دلمین بھی کھٹکتی تھین مگر شاید اسکی وجہ یہ ہوگی
کہ مجکو تنہا پایا بس لے اڑے (حیرت اور محبت کے لہجے مین) بہن اپنی اچکاری
کو بہت دُبلا پاتی ہون - چہرہ بھی اُداس اُداس ہے - خیر تو ہے ؟
دشمنون کا مزاج کیسا ہے !"
حسن کی دیوی ؎ ایک بدنصیب اور بیجا زندگی والی سے اسکا پوچھنا ہی
کیا ! یہ پوچھو کہ تم ابتک زندہ کیسی رہین !" اور یہ کہتے ہی کہتے اسکی بڑی
بڑی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور انندا آس پاس کی بیٹھی ہوئی
عورتون کے چہرہ کیطرف دیکھ کر اسطرح کہنے لگی ؎ ہی ہی یہ کیا ہے ؟"
وہ عورتین ابھی اس کے جواب میں کچھ کہنے بھی نہین پائی تھین کہ اس حوروش
حسن کی دیوی نے اپنی روتی ہوئی آواز مین کہا ؎ کچھ نہین - میری بدنصیبیان
کیا تمھین معلوم نہین - اسپر تمھارا غائب ہوجانا اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے -
میرے غمزدہ دل کے ستانے کے لیے یہ باتین کچھ کم نہ تھین - اب
تم پہلے اشنان وغیرہ سے فارغ ہولو - تھکے ماندہ ہونے کے علاوہ سفر اور

قید کی مصیبتیں اُٹھائے ہوئے ابھی چلی آتی ہو پھر دیکھا جائے گا۔"

یہاں سے اُٹھنے کے بعد انندا کو اور عورتوں کی زبانی دیوگڈھ کے ناریل آنے کا حال معلوم ہوا اور اسیکے ساتھ یہ بھی کہ اس خبر کے سُننے کے بعد سے راجکماری غمگین اور اُداس بھی ہو گئی ہے۔ یہ بھی اس نے سُنا کہ ناریل لانیوالا آئی ہوئی بلا کی طرح حیلہ بہانہ سے ٹالدیا گیا۔

ان واقعات کے سُنتے ہی انندا کو ایک چُپ سی لگ گئی اور وہ مسرت جو یہاں پہونچ جانکی وجہ سے اسکے چہرہ پر آگئی تھی فوراً اُداسی سے بدل گئی۔ یہ حوائج ضروری اور نہانے دھونے سے جلدی جلدی فارغ ہو کر اس حُسن کی دیوی کے پاس آبیٹھی۔ اس کے آتے ہی پھر یہاں عورتوں کا مجمع بڑھ چلا اور گذشتہ واقعات بیان کرنے لگی۔

لیلی شب کی وہ زلفین جن کے سیاہتاب عکس نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال بلکہ زمین سے آسمان تک اپنا قبضہ کر لیا تھا بڑھتے بڑھتے اب تا کمر پہونچ گئی تھین اور آنیوالی نیند کے جھوکون نے اس جگہہ کی اکثر بیٹھنے والیون کو یہان سے اٹھا کر ان کے پلنگ اور بسترون پر لٹا دیا تھا اور جو دو ایک بیٹھی تھین وہ بھی لگاتار آنیوالی جمہائیون سے عاجز آکر جانے کے لیئے زانو بدل رہی تھیں۔ نکھی ماندی انندا بھی یہین پلنگ کے پاس لیٹ رہی تھی اور ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا نہ تھا۔ مگر باتون کا سلسلہ اب بھی ختم نہیں ہوا تھا۔ باتون ہی باتون مین انندا اسطرح کہنے لگی "یہان آتے ہی یہ خوشخبری سُنکر بڑی خوشی ہوئی کہ راجہ رامدیو وہان سے ہماری بھولی رانی کے لیئے ٹیکہ کا ناریل آیا ہے۔" اس کے اس کہنے پر حُسن کی دیوی چُپ سی رہ گئی اب اس کی وجہ چاہے وہی

قدرتی حیا ہو جو خواہ مخواہ کے لیئے ایسے موقعون پر کمبخت آہی جاتی ہی یا پھر وقت کے
اعتبار سے ہوش مین آئی ہوئی اسوقت کی نیند کو اسکی بڑی بڑی غلافی آنکھون مین
استراحت کرنے کا موقع ملگیا ہو۔ کچھ ہو مگر اسکی زبان سے اسوقت کوئی جواب
نہین نکلا اور انندا اپنی بات کا جواب نہ پاکر اپنے دل سے مگر کسیقدر
بلند آواز سے اسطرح کہنے لگی "راجکماری کی شاید آنکھ لگ گئی۔ آرام
کیا۔" یہ جملہ ابھی ختم بھی نہین ہوا تھا کہ اس حسن کی دیوی کے منھ سے پہلے
ایک ٹھنڈی سانس نکلی اور پھر یہ جملے کسیقدر حزن کے لہجے مین سُنائی دیئے
"دو نہین۔ مین سوتی نہین ہون۔ جسکے نصیب سوتے ہون اسکو سونے کی کیا
ضرورت! پرمیشر کے وسیع خزانہ مین اب میری آنکھون کے لیئے نیند سی چیز
بھی باقی ہی نہین رہی۔ آرام کیسا! ای مقدر اگر تو میرے خلاف ہے
ای آسمان تو اگر ٹیڑھا ہی۔ تو ای ساری دنیا کی بلاؤ تم اکاش تک
کی بلاؤن کو اپنے ساتھ لیتی ہوئی چارون طرف سے۔ نہین بلکہ چھ طرف سے
یکبارگی آؤ۔ اور پل مارنے مین اس بدنصیب کا کام تمام کردو۔" انندا
یہ جملہ سُنتے ہی جلدی سے اُٹھ بیٹھتی ہی اور بہت پیار اور محبت کے لہجے مین
اسطرح کہتی ہی "رانی! ایسی باتین نہ کہو۔ ایسی فال بد زبان سے نہ
نکالو۔ آپ کی جان سے دور پار۔ وہ کمبخت آنیوالی بلائین اپنی صورت کو
کھائین۔ انکا بھوجن کرین جو آپ کو برا چاہین۔ رام رام۔ کوئی ایسی باتیں
کرتا ہی! مین کمبخت یہ باتین سُننے کے لیئے نہ آئی ہوتی۔ ہائے میرا
منھ کیون نہ پھوٹ گیا۔ میری زبان کیون نہ گونگی ہوگئی جو ایسی بات
آپ کے دل دکھانے والی میرے زبان سے نہ نکلتی۔ مگر مین بدنصیب کیا جانتی
تھی کہ آپ اسقدر بھری بیٹھی ہین اور میری یہ باتین آپ کے اسقدر خلاف

مزاج ہونگی"

حُسن کی دیوی "تم کیا کچھ جانتی ہو - بالکل ننھی - تمکو اس خبر کے سُننے سے خوشی ہوئی ہوگی اور یہاں جان پر بن گئی"

انندا "(ہاتھ جوڑکر) قصور ہوا - خطا ہوئی معاف کیجئے - آخر اس کی کچھ وجہ بھی ؟ یا یونہیں !" اس جملہ کے سُنتے ہی یہ حُسن کی دیوی پلنگ سے اُٹھ بیٹھی ہے اور یہ جملے بہت دبی زبان سے نکلنا شروع ہوئے "پھر وہی بات ! بالکل ننھی ہی بنی جاتی ہیں - کوئی جانے کچھ جانتی ہی نہیں ہیں - وہی ہوا تو ؟ جو کھیرت کھبہ کے مندر میں بڑی بڑی آنکھوں سے میری طرف گھور رہا تھا - قربان کروں موئے کو چوٹی ایڑی سے وہ - اور میں ! - مرہٹہ - اور راجپوت کی لڑکی !! میں نہیں جانتی ہمارے مہاراج کو کیا ہوگیا کہ راجہ رام دیو کے ہاتھ اس کے چند احسانات کے بدلے وہ اپنی بدنصیب کنیا کو بیچتے ہیں ! اور اتنا نہیں سمجھتے کہ سارے راجپوتوں میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں انکی کیسی ہنسی ہوگی - ہائے تخت وتاج کے ساتھ انکی عقل بھی رخصت ہوگئی"

انندا "اگر آپ کے خلاف مزاج ہی تو نہی - میں نے تو یہ بھی سُنا ہی کہ مہاراج بھی اس پیام کو سُنکر تمھاری طرح وہ بھی بہت بگڑے تھے مگر اس وقت صاف انکار کرنا مناسب نہیں سمجھتے کچھ حیلہ بہانہ کرکے ٹالدیا ہے اور شاید وہ ایسا کریں گے نہیں - آپ اسقدر غمگین کیوں ہوتی ہیں"

حُسن کی دیوی "نہیں - انندا یہ تو میں کبھی نہ مانونگی - رامدیو سے مہاراج بہت دبے ہوئے ہیں - ایک میری جان اُن مجبوریوں سے

زیادہ باوقعت نہین ہوسکتی جو مہاراج کو رادیو کے ساتھ اسوقت ہین۔ تم دیکھ لینا یہ ہونا ہے اور ہوکر رہے گا۔ مگر اسی کے ساتھ یہ بھی سن لینا کہ ایک راجپوت کی بیٹی اسقدر حیادار ہوتی ہے اسکی شہادت کے لیئے اسی چتور مین شاہی محلون مین ان شریف راجپوت رانیون کے جلے ہوئے خاک کے بہت سے ڈھیر ملین گے جنھون نے اپنی عزت آبرو اور دھرم بچانے مین اپنی آتما تک کی پروا نہین کی۔"

انندا (ہونٹھون پر انگلی رکھکر) ایسی باتین نہین کرتے۔ اور ایسا ہونے ہی کیوں لگا! اچھا اب تھوڑی دیر کے لیئے آپ آرام کرین مین بھی تھکی ماندی ہون زرا آنکھ لگ جائے تو اچھا۔"

حُسن کی دیوی "چین اور آرام میرے نصیب مین نہین۔ نیند ان نینون کے لیئے پیدا ہی نہین ہوئی۔ اور اب تو اس وقت میرا دماغ پریشان خیالون کا گھر بن گیا ہے۔ سوتا گیا! ہان تم تھکی ہوئی ضرور ہو۔ سو رہو (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد) کہا انندا سوگئین؟"

انندا "نہین آپکی باتون نے اسوقت کچھ ایسا دل ہلا دیا ہے کہ میری نیند بھی اُڑ گئی۔ بلاتی ہون نہین آتی۔ فرمایئے۔"

حُسن کی دیوی "ہان تم نے یہ تو بتایا ہی نہین کہ آخر ان ملکشون کی قید سے چھوٹی کسطرح؟

انندا ہان شاید مین بیان کرنا بھول گئی۔ یہ مین پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ ایشور کی کرپا سے مجکو قید کی وہ مصیبتین نہین جھیلنا پڑین جو عموماً بدنصیب قیدیون کو رات دن بھگتنا پڑتی ہین۔ پہلے دو ایک روز تک تو وہی برتاوے میرے ساتھ بھی رکھے گیے مگر پھر برائے نام

قید بھی اور آزادی کے ساتھ چلتی پھرتی تھی۔ کبھی کبھی مندرون کے درشن کو بھی جاتی تھی۔ بس ہان اتنی بات ضرور تھی کہ دو ایک آدمی ہر وقت میرے نگران رہتے تھے۔ جدھر مین جاتی تھی سایہ کی طرح میرے ساتھ ساتھ تھے۔ میرے ہاتھ بھی اسطرح ہتکڑیون سے خالی تھے جس طرح کہ پاؤن بیڑیون سے ہان قید کا الزام تو ضرور لگا تھا"

حسن کی دیوی"(بات کاٹ کر) آخر اسقدر آزادی کیوجہ؟ قید اور اس طرح کھلے بندون!!"

انندا" اسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہین کہہ سکتی کہ پرمیشور کی پاتھی پاان ملکنسون کے افسر کی رحمدلی"

حسن کی دیوی۔ (طنزیہ لہجے مین) پرمیشر کا کرم ہوتا تو یہ بُرا دن ہی دیکھنا کیون نصیب ہوتا۔ راستہ سے اسطرح پکڑی کیون جاتین۔! اور اگر وہ افسر رحمدل تھا تو بیخطا بے قصور قید ہی کیون کرتا؟۔ اور قید کیا تھا تو چھوڑ دیتا اچھا ہوگا۔ پھر کیا ہوا؟"

انندا" بات یہ تھی کہ مین نے رفتہ رفتہ اس افسر کے دل پر اپنا اسقدر اعتبار بڑھا لیا تھا کہ جیل سے نکلکر قلعہ سے باہر رہنے لگی۔ گو بظاہر میرے لیئے چوکی پہرے کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کر رہی تھی تاہم مجکو اس بات کا پورا اطمینان نہ تھا کہ مین بالکل آزاد ہون اور مخفی طور پر بھی میرا کوئی نگران نہین ہے۔ پھر بھی اس فکر اور کوشش سے غافل نہ تھی کہ میرا اعتبار انکو میری طرف سے بالکل مطمئین اور اندھا کردے اور مین موقع پاکر وہان سے چلدون"

حسن کی دیوی "انندا! تیرے واقعات اسقدر تعجب خیز ہین کہ خواہ مخواہ میرے دلکو اُلجھن ہوتی ہی اور گو مین نہین چاہتی کہ تیرے سلسلۂ تقریر کو توڑ دون مگر پھر مجبور ہو کر بات کاٹنی ہی پڑتی ہی۔ مین نہین جانتی کہ تو کیسی قیدی تھی اور وہ کیسے قید رکھنے والے تھے! ایسی قید سے آخر اُنکی غرض کیا تھی! ہان تو پھر کیا ہوا؟"

انندا "رانی آپکو تعجب ضرور ہوتا ہوگا اور مین بھی ایک عرصہ تک اسی اُلجھن مین رہی مگر جب کوئی بات سمجھ ہی مین نہ آئے تو کیا کہون۔ پرمیشر جانتا ہے کہ وہ افسر بڑا ہی رحمدل تھا۔ آپ کے حالات پوچھنے اور میرے نہ بتانے پر (دانت سے اپنی زبان دباکر) گو اور لوگ مجھپر تشدد اور سختیان کرنیکے لیے اسکو صلاح دیتے تھے مگر پرمیشر اسکا بھلا کرے کہ اُسنے کسیطرح اس امر کو جائز نہ رکھا کہ ایک بیکس عورت سے اسطرح سختی کا برتاؤ رکھا جائے۔"

حسن کی دیوی "(چونک کر) میرے کیسے حالات؟"

انندا "(اپنے دلمین) آئی نا وہی بات۔ بڑا غضب ہوگیا۔ اسطرح کی باتین تو میری زبان سے اسکے سامنے نکلنی ہی نہین چاہیئے تھین۔ ہا۔ (بلند آواز سے) بس یہی کہ کون تھین۔ کہان مکان ہی اور کسکی لڑکی ہین؟ مگر رانی مین نے جو ایک نہین کھینچی تو پھر لاکھ لاکھ طرح سے پوچھا مگر نہ بتانا تھا نہ بتایا کسیطرح نہین بتایا۔"

حسن کی دیوی "میرے حالات دریافت کرنیکی وجہ! آخر یہ کیون؟"

انندا "اب یہ رام جانے یا وہ جانین۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ شہر تکھبہ سے ہم لوگون کے چلے جانے کے بعد کسی ذریعہ سے انکو ہملوگون کا حال کچھ معلوم ہوگیا ہوگا۔ شاید آپ کے دشمنون کی گرفتاری کی فکر مین ہون گے۔ لیکن اس خیال کے باقی رہنے کے لیئے کوئی ایسی بات مین نے پھر نہیں

دیکھی کہ جس سے میرے پہلے خیال کی تائید ہوتی"

حسن کی دیوی "انندا تیری بھی عجیب بے تکی باتین ہین یہ کسی کا سر ہے نہ کسی کا پاؤن - اگر میرے گرفتاری مدنظر نہ تھی تو پھر میرے حالات دریافت کرنے کی ضرورت !"

انندا "(کیسقدر جھنجھلا کر) اب کسی کے دل کا حال کوئی کیا جانے - مجھسے کوئی بات کہی ہو تو کہون - اچھا اب آپ آرام کرین کیسی مزے کی نیند آنکھوں مین آرہی ہی"

حسن کی دیوی "(بگڑ کر) تیرا سر ! کمبخت نے میری نیند تو اڑا دی اور آپکی آنکھون مین نیند آرہی ہے - کچھ بتاتی نہین - آخر میرے حالات پوچھنے کی کیا وجہ !"

انندا "مین کچھ کہونگی تو آپ خفا ہو جائینگی - اسوقت ان باتون کو رہنے دیجیئے ایک نیند لے لون پھر صبح دیکھا جائے گا"

حسن کی دیوی "ہین - نہیں - ابھی بتانا ہوگا - مین خفا بھی نہین ہونگی کہدے"

انندا "(جمھائی لیکر) کہون بھی تو کیا کہون کوئی بات ہو تو کہون - رہا میرا خیال اور وہ بھی بھونڈا اسکو دل سے زبان تک لاتے ہوئے جی ڈرتا ہے - اس کا نہ کہنا ہی اچھا اور نہ سننا ہی بھلا"

حسن کی دیوی "ہان ہان آگ تو لگاتی جا اور منع بھی کرنا کہ جلنا نہین - پرمیشر کے لیئے اب مجکو زیادہ ستا نہین - اور جو کہنا ہو وہ کہدے - میرا دم سینہ مین بیطرح الجھ رہا ہے"

انندا "پھر وہی بات ! ہائے رانی مین کیا کہون آپ نہین مانتی ہین

تو سنئیے مگر میرا فقط خیال ہی خیال ہے - شاید آپ کے بیمثل حسن نے اُس افسر کے دل پر جادو ڈالا "

یہ سنتے ہی یہ حسن کی دیوی آنچل سے منھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ رہی - اندرا کی زبان سے نکلنے والا آخری فقرہ زہر کا بجھا ہوا ایک تیر تھا جو اس حسن کی دیوی کے کان کے پردہ پر پڑا اور اسکا زہریلہ اثر اسکے دل دماغ کو بیتاب کرتا ہوا اعصاب کے ذریعہ سے سارے تن بدن میں پھیل گیا - الکلائین اور ایسڈ کے باہم ملنے سے جسطرح ایک قسم کا جوش پیدا ہوتا ہے اسیطرح اسوقت اسکے تن بدن مین اسکی نیچرل حیا اور دلی جذبات نے باہم ملکر اسکے خون مین اسطرح کا تلاطم پیدا کردیا تھا جسطرح مدوجزر کیوجہ سے کسی دریا کے اچھلتے ہوئے پانی میں دیکھا ہوگا - اس جوش سے اُٹھتے ہوئے بخارات کچھ تو پسینہ بنکر اسکی صاف اور نازک جلد کے نیچے سے اوپر نکل آئے کچھ آنکھوں مین آنسو بنکر رہگئے - کچھ ٹھنڈی آہین بنکر مزاج پرسی کے لیئے گھبرائے ہوئے اسکے ہونٹون تک آئے اور جسقدر سینہ سے اُلجھ کر رہگئے تھے وہ اس کا دل مسلنے اور کلیجہ جھنجوڑنے مین مشغول ہوگئے - آہ! وہ نازک اور تنہا دل جسکو اس سے پہلے اس قسم کی ہوا تک کبھی چھو بھی نہین گئی تھی اور حرص ہوا و ہوس اور دنیاوی خواہشات سے ویسا ہی پاک و صاف تھا جیسا کہ قانون قدرت کے ہاتھون وہ روز ازل سے معصوم پیدا ہوا تھا اپنے آس پاس یہ اُمڈتی ہوئی گھنگھور گھٹائین - طرح طرح کی مختلف چلتی ہوئی ہوائین - بن بنکر اور بگڑ بگڑ کر اُٹھتے ہوئے بگولے - اور اُنمین رہ رہکر کچھ چمک جانے والی بجلیان ایک ناتجربہ کار دل کے لیئے جس نے دنیا مین ابھی کچھ دیکھا نہو ایک اچھے خاصے طلسم سے کم نہ تھا - اس حسن کی دیوی کا کلیجہ کانپنے لگا - دل تھر تھرانے

مگر مشکل تو یہ ہے کہ میں ایسے ہوش ربا امور میں ناواقف ہوں تو اپنے سخت ضبط دل کا خیال کرتا تھا مگر ڈر یہ نہیں جاتا تھا کہ ایک کمسن لڑکی اسکو اسطرح آسانی سے فتح کریگی۔ آہ! کسی کام کا نہیں رکھا۔ خدانخواستہ میرے یہان سے ہٹانے کی گئی اگر یہی اصلی وجہ ہوئی تو میرے لیے بڑی ذلت اور بدنامی کا باعث ہوگا!

لیکن مہاراج نے اپنی خاص تحریر میں جو میرے نام آئی ہے مجھکو نہایت صاف الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کا تقرر دیوچند رلعون کا اہم مذہب۔ ایسے مذہبون کے حرکات سکنات سے آگاہ۔ راجپوتانہ کے حالات سے واقف رتن سین کا بھانجا اور اسی کیساتھ اطمینان کے قابل ہے لہذا تمھارا یہان آنا مصلحت سے خالی نہیں۔"

نہیں معلوم اسکی تردید پر قبلہ عالم کو اسقدر اطمینان اور بھروسہ کیوں ہے۔ شاید یہ وہی عادور الاراد ہیں جسنے غلامی کا حلقہ لینے کانمیں ڈالا ہے مگر ان پہ ضروری بات ہے کہ اسنے اتنک تو ہر موقع پر اپنی وفاداری کا کامل ثبوت دیا اور امید ہے آئندہ بھی اب اسکو جہان کا شغل اپنی طرف بنا دیا ہے۔ ان جھگڑون سے مجھے کیا سروکار مجھکو اب یہ سوچنا چاہیے کہ اب ہوگا کیا اور مجھکو کرنا کیا چاہیے! (خود ہی) اب ہوگا کیا! کچھ بھی نہیں کیون حضرت دل اب بھی خوش ہوا! دل لگانے کا مزہ ملا اور کہیں اب دل لگانا! اچھا اور قسم ہے مجھکو پھر جیسا اسطرح آنکھیں بند کر کے آنا۔ منع کرتے تھے سمجھاتے تھے کہ ہمسے نہ انا انا۔ چلے تھے ہمسے دغا کرنے کیون ملگئی سزا! اے شوق بھری تمنا! تمھاری کیا شامت آئی تھی کہ تم آمر الگ کر میرے پاس آئیں۔ اس خانہ خراب دل میں آ کر تمھاری مٹی بھی خراب ہوئی۔ یہان کیا رکھا ہے (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) تو کیا اب مجھکو بالکل ناامید ہو جانا چاہیے۔ میری اتنے دنون کی امیدیں جو میرے ارمان زدہ دل کے سلجھن پی کر چھوٹے سے بڑی ہوئی تھیں اسطرح ایڑیاں رگڑ رگڑ

ہوجائیگی۔ ہائے اللہ کیا ہوا جاتا ہے

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے کہ داماں خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

اور بہت ہچکی کے ساتھ اسطرح رونے لگا جسطرح بہت سوز وگداز سے پگھل پگھل کر جلنے والی مومی شمع اس کمرہ میں جل رہی تھی۔ اس رونے دھونے کا بڑھا ہوا رخت کچھ کچھ گھٹا تو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسوں کی آندھیاں چلنے لگیں انسے بھی جب کچھ کچھ گلو خلاصی ہوئی تو پھر بہت ہچکی کے عالم میں ادھر ادھر کروٹیں بدلنے لگا الغرض

کرنی پڑیں فراق میں تیاردار یاں ہاتھوں پہ ساری رات دل ناصبور تھا

رات بھر کی اسکی یہ بیچینیاں دیکھتے دیکھتے عرش بریں پہ چلنے والے تارے آسمان کی نیلی نیلی فرش سے بیتاب ہو کر اٹھ چلے اور رات بھر کی وہ بڑی اور خوبصورت قندیل بھی جو قمری مہینہ کی ابتدائی تاریخیں ہونے کی وجہ سے پہلے آسمان پر شام سے روشن کر دیگئی تھی کسی کو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرتے دیکھکر اب مغربی افق کے پاس پہونچکر بالکل گم ہوگئی تھی۔ خال خال ستارے گو اب بھی کہیں کہیں آسمان پر باقی تھے مگر ان کی روشنی بھی ماند پڑگئی تھی اور گویا کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے۔ اسکے حال زار پر آٹھ آٹھ آنسوؤں رونیوالی شبنم کا گو اب پہلا سا جوش گریہ نہ تھا تاہم دامن صبح کو بھگو دینے کے لئے اب بھی کچھ نہ کچھ آنسو اسکی چشم تر میں موجود تھے۔

مرغان سحر کی نوحہ خوانیاں ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھیں کہ اسنے اپنا پلنگ چھوڑ دیا رندگی کے انتظامات ہونے لگے۔ گووارا دلی کا وہ دامن جو ابھی بالکل سنسان پڑا تھا دم بھر میں ایک تختہ گلزار بنگیا۔ جابجا آدمیوں کی چہل پہل شروع ہوگئی اور یہ بھی دیکھا گیا کہ یہ ایک بہت بڑا فوجی مقام ہے۔ اسی کیساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس فوج کا تھوڑا حصہ اسیطرح کی تیاریاں کر رہا ہے جسطرح کسی مہم پر چلنے یا سفر کے وقت کیجاتی ہیں

ہمارا وہی نیا دوست جو رات بھر بھرے ہوئے آبلہ یا عورتون کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اب اسوقت فوجی وردی مین ایک اعلیٰ درجہ کا کمانڈر انچیف نظر آرہا تھا خود نما ٹوپی سر پہ تھی جسکے سامنے والے رخ پر ایک طلائی کلغی کو بھی جگہ دیدی تھی لوہے کی کڑیون کی ایک جالدار زرہ اسکی گردن سے کمر تک کے حصہ کو چھپائے ہوئے تھی۔ صبح صادق کو بموقع کھلا ہوا کرتے دیکھکر بے اختیار اسکا دل بھر آیا کہ ایک مسلمان کا دل تھا جسکا ہر حال مین اپنے خدا کے سامنے سر جھکا ہی رہنا چاہیے اسنے ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ پھر کاتر دیو کو یہ انتظام چھوڑ دے کر خود گھوڑے پہ سوار ہو گیا۔

باڈی گارڈ کے رسالہ نے فوراً اسکو اپنے حلقہ مین لے لیا کچھ مختصر سی فوج بھی اسکے پیچھے ہولی اور ہمارا غمگین دوست یہان کی اُن اونچی اونچی پہاڑیون کو جن پر مشرقی افق کی طرف سے نکلتے ہوئے آفتاب کی سرخ سرخ کرنین سنہرا رنگ پھیر رہی تھین بہت حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوا آگے بڑھا۔ اسکی آنسوؤن بھری آنکھون کا بعینہ اسوقت وہی نقشہ تھا جو ابھی کے نکلتے ہوئے آفتاب کا۔ ہو بہو وہی سرخی تھی اور آنسوون سے اسکی بھیگی ہوئی پلکون سے دیکھ اور کچھ کر نکلنے والے تار نظر کی وہی صورت تھی جو اسوقت آفتاب کی جھلملاتی ہوئی شعاعون کی۔ کسی کی دید کی حسرت آنکھون مین تھی اور کسی کی یاد دل مین۔ یادل ناخواستہ چلا تو جاتا تھا مگر بہت افسوس کے ساتھ دل ہی دل مین یہ باتین ہوتی جاتی تھین ”گو انکا یہان نام و نشان نہ تھا مگر پھر بھی یہان کی گلیان میرے وحشی دل کے بہلانے کیلئے کوٹے یا رسے کم نہ تھین کچھ نسبی ان کا رنگ رو تھا کچھ صورت کمبہ مین بتون کے سوا اور کیا رکھا ہے مگر پھر بھی وہان رہ کر دل کو کسقدر تسکین ہو جاتی تھی۔ آہ یہ مشغلہ بھی اب ہاتھ سے گیا مین سچ کہتا ہون میرے لئے یہانکی یہ پہاڑیان بھی کوہ طور سے کم نہ تھین۔ حضرت موسیٰ کی آنکھیں مجھے کہان نصیب

یہ نازنین جھوک کھاتی ہوئی تعظیم کیلئے اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنی نیم وا آنکھوں سے علاء الدین کیطرف دیکھکر اور بید سے ہاتھ کو کمر سک جنبش دیکر کچھ اس انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار علاء الدین کی زبان سے شعر نکل گیا ؎

از صبا شاخ گلے ... ... سلام تو مرا یاد آمد

کنولا! حقیقت میں تم کنول کا پھول ہو جیسے تمہارا نام رکھا خدا کی قسم خوب ہی رکھا آفتاب کی نکلتی ہوئی کرنیں جسطرح کنول کے پھول کو کھلادیتی ہیں اسی طرح میں دیکھتا ہون کہ اسوقت تمہارے قدرتی حسن میں کچھ اور ہی عالم نکلتا ہے مگر کیا اچھا ہوتا کہ نور کے تڑکے پھر کی نماز میں یہ پیارا پیارا منہ بیت اللہ کے مالک کے سامنے ہوتا۔ یہ سر جسکے لانبے بال ہوا کی چھیڑ سے بگڑ بگڑ کر اسوقت اڑ رہے ہیں خدا کی عالی بارگاہ میں جھکا ہوتا اور تمہارے یہ حنائی ہاتھ دعا کیلئے آسمان کیطرف اُٹھے ہوتے!"

کنولا۔ کچھ مسکرا کر "جہان پناہ کا ارشاد بجا ہے اور ضرور اسکی تعمیل ہوگی اور اوقات کی نماز تو خیر قضا نہیں ہوتی مگر یہ کمبخت صبح کی چلنے والی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں جو رات بھر شبنم میں اشنان کیا کرتی ہیں صبح ہوتے خواہ مخواہ لوریاں دیکر سلا ہی دیتی ہیں اور اصل تو یہ ہے کہ مدتوں کی کمبخت عادت بھی پڑی ہوئی ہے چھوٹتی ہی نہیں۔ مگر نہیں۔ کنولا میرا نام ہے تو اب روزانہ حضور صبح کے وقت اس سے پہلے کہ آفتاب کی سنہری کرنیں جل میں تیرنے والے کنول کے پھول کو کھلائیں کنولا کی آنکھیں نرگس کے پھول کیطرح بیدار ہونگی اور اسکا دل خدا کی یاد میں مصروف ہوگا!"

علاء الدین "ہان ہان ضرور تاکہ جسطرح تمہاری پیاری پیاری صورت پر حسن برس رہا ہے اسیطرح تمہارا دل بھی خدا کے نور سے روشن ہو جائے نسیم سحری کے دلاویز جھونکے جسطرح دلتنگ غنچوں کو کھلاتے ہین اسطرح اسوقت

کی روح افزا ہوا کسل و تکان کے مٹانے صحت کے قائم رکھنے اور طراوت سامعہ غنچۂ دل کو کھلا کھلا کر ہنسانے میں بہت کامیابی کیساتھ حصہ لیتی ہے۔"

کنولا" ہاں حضور بہت صحیح فرماتے ہیں اور آیندہ میں صبح اُٹھنے کی ضرور کوشش کرونگی بیشک صبح کے طرب انگیز جھونکے بہت ہی دل خوش کرنیوالے ہوتے ہیں اور کیا عجب ہے کہ پپیہا کی قیامت برپا کرنیوالی رات کی رٹ اور کویل کی کوک بھی صبح ہونے ہوتے اسی سبب سے رک ہی جاتی ہیں۔"

علاءالدین" کنولا دیوی تم خود ہی رک کر مگر اب میں تمہیں کنولا رانی کہنا پسند کرتا ہوں۔"

کنولا۔ بات کاٹ کر اس لئے کہ دیوی دیوتا کا نام بھی میرے نام میں نہ رہے اللہ ری بدگمانی۔ اچھا حضور جو چاہیں فرمائیں۔"

علاءالدین۔ (ہنسکر) نہیں بدگمانی کی بات نہیں۔ یہ میری زبان کو کچھ اچھا بھی معلوم ہوتا ہے اور تمہارے اعزاز و مراتب کے لحاظ سے بھی یہی خطاب اس مناسب ہے۔"

کنولا" یہ حضور کی عزت افزائی اور قدر دانی اور اسکا میں کہانتک شکریہ ادا کرسکتی ہوں ہاں جو حضور ارشاد فرمانا چاہتے تھے فرمائیں۔"

علاءالدین" کچھ نہیں میں یہ کہتا تھا کہ تمنے اپنی اچھی صورت کیساتھ ماشاءاللہ طبیعت بھی کسقدر اچھی اور موزون پائی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری طبیعت میں کچھ شاعرانہ مذاق بھی ہے۔"

کنولا" میں کس قابل۔ یہ حضور کی قدر دانی ہے ورنہ لیس دلپنے دلمیں ہمت نہیں پڑتی۔ کیسے کہوں شاید ہوگا ایک مرتبہ کہتو دیکھوں۔ آہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے پر آہ گو اسنے اپنے دلمیں کی تھی نا کچھ ایسی زور میں بھری اور اثر میں ڈوبی ہوئی تھی

کہ بے اختیار اسکے ہونٹھون کو جنبش ہوگئی اور کچھ کچھ اسکی آواز بھی ایک ٹھنڈی سانس کیساتھ اسکے ہونٹھون سے باہر نکل گئی۔ علاءالدین چونکہ اسوقت اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا تھا اور اسکی نگاہین بھی اسکے چہرہ کی بلائین لے رہی تھیں اس لئے اُس آہ کا کچھ آخری حصہ اسکے کانون نے بھی سن لیا اور وہ حیرت زدہ ہوکر کنولا سے پوچھنے لگا "کیون۔ یہ آہ کیسی! ٹھنڈی سانس کیون لی!! کیا رانی کے حالاتِ زار نے کرن کی یاد دلادی؟"

کنولا نے ایک ادا کیساتھ ترچھی نظرون سے اسکی طرف دیکھ کر کہا "نہین حضور کی کنیزی اور اسلامی شرف سے جو فخر مجکو حاصل ہوا ہی وہ گذشتہ خیالات کو میرے دل سے مٹا دینے کے لئے بہت کافی ہی۔"

علاءالدین۔ "تو پھر بیموقع ٹھنڈی سانس کیسی! آہ کیون بھری؟"

کنولا اب چپ تھی۔ کسی آنیوالے خیال کی حیا سے بیموقع اسکا سر نیچے جھک گیا تھا اور ڈرے سہمے ہوئے آنسو اسکی جھکی ہوئی آنکھون سے بہت روانی کے ساتھ ٹپ ٹپ نیچے گر رہے تھے۔

کنولا کی یہ حالت دیکھکر علاءالدین نے اپنی کرسی اور اسکے قریب کرلی اور محبت کے لہجے مین اسطرح کنولا سے پوچھنے لگا "کیون خیر ہی۔ روتی کیون ہو؟ بات کیا ہی کچھ معلوم تو ہو (کنولا کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر) بولو۔ کیا بات ہی؟"

کنولا (دبی زبان سے) "کہنا چاہتی ہون مگر مین کیا کرون۔ شاہی رعب میرا گلا دبائے دیتا ہی اور مین کچھ نہین کہہ سکتی۔"

علاءالدین۔ "مین تمہین خوشی سے اجازت دیتا ہون جو کہنا ہو کہو۔"

کنولا۔ "مگر یہ بھی امید رکھنا چاہئے کہ میری یہ عرض درجہ اجابت کو بھی پہونچیگی؟"

علاءالدین۔ "ہان ہان۔ تم کہو مین پیار سے تمہین (کنولا کو کچھ متامل دیکھکر)

تھی کہ مین اپنی حیات مین اسکو بالکل تیار اور آراستہ دیکھ لیتا!"

ارکین دولت ۔" حضور کے اقبال سے ہزار ستون والی کوٹھی بھی تیاری کے قریب ہی ہے۔ عنقریب وہ دن ہوگا کہ فرش فروش سے آراستہ ہوگی۔ اور جہان پناہ باجاہ اقبال اسمین رونق افروز ہونگے"

علاءالدین ۔" دیکھا چاہیے (تھوڑے سکوت کے بعد) گو دلی کی شہر پناہ بالکل تیار ہے مگر میری راے ہے کہ جسطرف سے ان مغلون کی یورشین ہوتی رہی ہین اسطرف احتیاط اور حفاظت کے خیال سے اور بھی زیادہ استحکام کر دینا چاہیے"

ارکین دولت ۔" مگر اب ہماری فوجی قوت ایک اعلے درجہ کے پایہ پر پہونچ گئی ہے اور اس سے پہلے جو کر شمالی مغلون کو دیگئی ہے اس سے امید نہین ہوتی کہ وہ پھر کبھی سر اٹھائین تاہم جسطرف سے انکی یورشین اس سے پیشتر ہوئی ہین اسطرف کی بنیاد کو مزید حفاظت اور بھی مستحکم کر دینا آئین دانشمندی کے خلاف نہین"

علاءالدین ۔" ہان بیشک ضرور ہونا چاہیے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ یہان کی فوجی ملازمت کا دائرہ بہت شوق اور کثرت کیساتھ وسیع ہوتا جاتا ہے"

ارکین دولت ۔" جی ہان بہت شوق کیساتھ جوق جوق لوگ چلے آتے ہین جہان پناہ کی اقبال سے اسوقت فقط سوارونکی تعداد چار لاکھ پچھتر ہزار ہے۔ اسمین کوئی شک نہین اگر قبلہ عالم ہرشے کی ارزانی کے لیے مدہ اصول قائم نفرما دیتے تو اسقدر فوج کبھی بھرتی نہوتی"

علاءالدین ۔" ہان یہ مین خوب جانتا ہون یہ سب کچھ اسی ارزانی کی بدولت ہے مین

تعاصر [illegible] علاءالدین کی تمام سلطنت مین [illegible] نہایت ارزانی رہا [illegible]
[illegible] بیسکے [illegible] اتفاق سے ہوگیا قبل اسکے [illegible]
[illegible] علاءالدین [illegible]
[illegible] ایک تولہ [illegible]

اور میرے خیال میں تو ملک کی سرسبزی اور رعایا کی بہبودی کے لئے اس سے زیادہ مفید اور بااثر کوئی ترکیب ہو ہی نہیں سکتی۔ میرے خیال میں تو ہر اس بادشاہ کے لیئے جو اپنی رعایا کی فلاح کا خواہاں ہو اسکے لیئے اس سے بہتر اور کوئی ترکیب ہی نہیں کہ سلطنت کیطرف سے ہر چیز کا نرخ ارزانی کیساتھ معین کر دے۔

اراکین دولت - قبلۂ عالم بہت صحیح فرماتے ہیں حسب ذیل انسانی ضروریات کی ہر ایک

۵۰ اور جیتل ۲ تولہ یا پونے دو تولہ تانبے کا بیکل ایک تنکہ ۵۰ جیتل کو اس زمانہ میں چلتا تھا۔

نام اشیا	نرخ علاء الدین کے عہد کا		مطابق نرخ گورنمنٹ برطانیہ	
	وزن	قیمت	وزن	قیمت
گیہوں	من	۷ جیتل	۱۲ سار	۱ر۴ ۴/۵ پائی
جو	؍؍	۴ ؍؍	؍؍	۱ر۲ ۹/۲۵ پائی
چنا	؍؍	۵ ؍؍	؍؍	۱ر۰ ۱/۵ پائی
شالی	؍؍	۵ ؍؍	؍؍	۱ر۰ ۱/۵ پائی
ماش	؍؍	۵ ؍؍	؍؍	۱ر۰ ۱/۵ پائی
موٹھ	؍؍	۳ ؍؍	؍؍	۱۱ ۱۲/۲۵ پائی
نبات مصری	۱ سار	۲ ؍	۴۸ تولہ	۰ ۱۶/۲۵ پائی
شکر سفید	؍؍	یک جیتل	؍؍	۳ ۲۱/۲۵ پائی
شکر سُرخ	؍؍	نصف	؍؍	۰ ۱۴/۲۵ پائی
میٹھا تیل	۳ سار	یک جیتل	۳ تولہ سار	۳ ۲۱/۲۵ پائی
گھی	۲ سار	نصف جیتل	۲۴ تولہ	۱۰ ۶/۲۵ پائی
نمک	۵ سار	یک جیتل	۱۰ سار	۳۰ ۲۱/۲۵ پائی
عدس	؍؍	؍؍ ۵	؍؍	۳ ۲۱/۲۵ پائی

چنانچہ ان کیساتھ ملیگی تو تھوڑی آمدنی والا شخص بھی اپنے خاندان کی اچھی طرح پرورش کرسکتا ہے ایسی قاعدہ اور نرخ ایسی تیاری اعظم کے مبارک عہد میں ہوا ہے نہ کبھی پہلے کبھی ہوئی تھی اور نہ شاید آئندہ ہوگی۔ اور اسکے ساتھ شاید کبھی یہ توقع ہوگی کہ جیسے اصول قائم کئے گئے ہیں ویسی عمدگی کیساتھ عملدرآمد بھی انپر ہوتا ہے۔ اور جیسی نگرانی اس عملدرآمد کی حضور کے مبارک عہد میں ہو رہی ہے شاید اسطرح کی نگرانی آئندہ کسی کے عہد میں نہیں ہوگی"

علاء الدین — اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس سے پہلے کسی فرمانروا نے اسطرف توجہ نہیں کی اور نہ آجتک اس کے لئے اسطرح کے قواعد بنائے گئے جسطرح اب بدولت واقبال کے عہد میں۔ لیکن فقط قواعد کی عمدگی اس امر کی مستلزم نہیں ہے کہ ان کا نتیجہ بھی اچھا ہی ہو۔ ہر سلطنت کے واضعان قانون نیک نیتی کے ساتھ قواعد بناتے ہیں لیکن انکا عمدہ اثر اسوقت تک مترتب نہیں ہوتا جبتک کہ نیک نیتی کیساتھ اسکے عامل حکام اور اہل عمل ان اصولوں پر مستعدی کیساتھ عملدرآمد رکھیں"

ارکین دولت — قبلۂ عالم اب اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔ ادنیٰ سی ادنیٰ چیز کا نرخ تو حضور نے خود ہی مقرر فرمایا ہے اور خلاف ورزی کی سزائیں بھی ایسی ہیں کہ کسی کی مجال ہے کہ اس معینہ نرخ میں سرِ مو بھی فرق کر سکے۔ بالکل ٹھیک ہے

ح۔ یہ فہرست بہت اختصار کیساتھ تاریخ فرشتہ سے مرتب کیگئی ہے تفصیلی واقفیت کیلئے علاء الدین کے تاریخی حالات دیکھنا چاہیئے جنس حیوانات میں ایک مست پر چلنے والے ہاتھی کی قیمت جنس کپڑے میں گاڑھے سے قاقم و سنجاب تک مٹھائیوں میں حلوائے صابونی سے شکر تک غرضکہ سوئی کنگھی اور شیشی کے اخروٹ تک کا نرخ معین تھا۔ کہتے ہیں کہ اتفاقاً ایک مفلس شخص کا ان سے ایک مرتبہ علاء الدین کے سامنے یہ حال کھل گیا کہ ہڈیوں سے لنگوٹی تک ہی میں معین ہے تو علاء الدین نے کہا کہ تیری خاطر سے یہ نرخ کم نہیں کر دیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا کیا بھی گیا ۱۲ دیکھو تاریخ فرشتہ

جسکی خبریں بھی خداماں دالا کو منڈی کے شحنہ اور بازار کے چودھری کی رپورٹوں سے
برابر پہونچتی رہتی ہیں اور انکی تصدیق خفیہ پولس کی تحریروں سے بخوبی ہوتی ہوگی۔
علاءالدین:۔ ہاں بیشک ہوگی تو دلی انتظام کا تو خیال ہو کہ بدولت و اقبال
کے تمام قلمرو میں اس معینہ نرخ کے خلاف اور کوئی نرخ ہوگا اور جو ایسا کرتا ہو وہ اپنے
کیفرکردار کو بھی پہونچتا ہو۔"

اسقدر باتوں کے بعد صحبت برخاست ہوئی علاءالدین تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور سب
اراکین دولت بھی اپنی اپنی راہ گئے۔ ان لوگوں کے جانیکے بعد علاءالدین تبدیل لباس
ایک چور دروازے سے جو ایک گلی میں کھلا ہوا تھا نکلا دیکھا کہ گلی میں دو تین چھوٹے
چھوٹے لڑکے جنکو ابھی کے سن نے ابھی خرید و فروخت کا سلیقہ نہیں سکھایا ہو کھیل
رہے ہیں۔ انکو اسنے اپنے پاس بلایا انکے مذاق کے موافق پہلے ان سے کچھ ادھر
ادھر کی باتیں کیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کو چند دمڑیاں دیکر کہا کہ "جو تمہارا دل چاہے
اپنی مرضی کے موافق جسقدر چاہو اور جو کچھ چاہو بازار سے خرید لاؤ مگر یہاں دکھاتے بھی
جانا یہ امتحان اور لڑکے بچے خوش خوش بازار پہونچے اور اپنی پسند کی چیزیں خریدنے
کے بعد پلٹے تو علاءالدین کے پاس دکھانے کے لئے بھی آئے۔ انمیں سے ایک
بچہ نے تو مصری لی۔ دوسرے نے سفید شکر اور تیسرے نے گھی۔ علاءالدین نے
مصری لانیوالے بچہ سے پوچھا:۔ "یہ مصری کتنی ہے؟"

بچہ:۔ یہ نہیں معلوم۔ ایک جیتل کی ہم لائے ہیں" علاءالدین کے حکم سے وہ ایسے
مصری تولی گئی تو معلوم ہوا کہ پوری تھی۔ شکر والے بچہ سے پوچھا تو سیر بھی ایک
جیتل کی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

اسکے وزن سے دو سیر تھا۔ وزن ہونے کے بعد علاء الدین نے گھی لانیوالے سے پوچھا کہ "گھی تم کتنے کا لائے؟"

بچہ: "ایک چتل میں نے دیا ہے"

علاء الدین: "ہمارے نرخ کے موافق اچھا اب تم بھاگ جاؤ نہیں تو کوئی چھین لیگا"

ان بچوں میں سب سے جو چھوٹا تھا وہ جلدی سے اپنی مصری کو اپنے دامن سے چھپا کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا "ہاں ہاں بھاگو۔ جلدی"

دوسرا: "پہلے کسقدر بڑا تھا چھین کون لیگا! ہمارے بادشاہ سلامت کا ایسا زمانہ ہی نہیں۔ کسی کی مجال ہی نہیں"

تیسرا: "اور کسی کو چھیننے کی ضرورت کیا۔ کوئی کنگال ہے؟"

اسقدر معمولی باتوں کے بعد یہ لڑکے تو وہاں سے بھاگ جاتے ہیں اور علاء الدین بھی وہاں سے گذرتا ہوا اپنے محل میں چلا جاتا ہے لیکن وہ اپنے اس طرز عمل سے ان سلاطین کو جو اپنی سلطنت کے امن و امان چاہتے اور رعایا کی خوشحالی کے خواہشمند ہیں ایسا سبق بھی دیتا جاتا ہے کہ صرف ذاتی عیش کی سلطنت کو با امن و امان نہیں بنا سکتے۔ دیکھنے کے قابل زیادہ تر یہ چیز ہے کہ علاء الدین کا طریقہ عمل کیسا ہے قواعد پر عملدرآمد کس طرح سختی کے ساتھ ہوتا ہے اور اسکی جانچ خود سلطان کرتا رہتا ہے۔

تیرھواں باب

غلامی کی عزت

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا!

ملک نو[illegible] ریگستان حدود سے نکلا قصبہ سلطان پور اور نندبار کے مابین مین خلافت
[illegible] کا ایک بڑا کیمپ نظر آ رہا ہے - چھوٹے بڑے صد ہا خیمے
اور [illegible] دور تک مسلسل قطار در مین نصب ہین جو بغیر غروب ہوتے ہوئے آفتاب
کی [illegible] مین آ کر عجیب عجیب نظر فریب شان پیدا کر رہے ہین - راجپوتون کے سامنے
مختلف رنگ اور مختلف قسمون کے گھوڑون کی مسلسل قطار مین ایک خط مستقیم
بڑھتی چلی گئی ہین جو اپنے کھونٹون سے بندھے ہوے ہین -
یہ مقام مالوہ کی بالکل آخری سرحد پہ واقع ہے جسکے آگے اب شمالی سمت دکن
کی حدود کے آثار شروع ہوتے ہین -
ان راوٹیون اور چھوٹے چھوٹے خیمون کے درمیان مین وہ [illegible] اور لعل بارگاہ
جو فقط شاہان دہلی کی ذات خاص کے لئے مخصوص تھا بڑی شان و شوکت
کے ساتھ نصب ہے اسپر بڑے آن بان کے ساتھ اسلامی پھریرا ہوا مین لہرا رہا ہے
جسکو آفتاب کی بہی سہی مٹھی مٹھی سی روشنی ہوا کے ہر مختلف جھونکے کیساتھ طرح طرح
کے رنگ مین رنگ رہی ہے - اس لعل بارگاہ کے گرد چوکی پہرہ والے نہایت
ہوشیاری کے ساتھ ٹہل رہے ہین اور فوجی لوگ مورد ملخ یا مقامی مناسبت کے
اعتبار سے ریگستان راجپوتانہ کی ریگ وان کیطرح جہانتک نظر کام کرتی ہے پھیلے
ہوے پڑے ہین - یہ خیمہ اسوقت کے شاہانہ مشرقی تکلفات سے آراستہ ہے اور
ملک کافور ہزار دیناری اسکے اندر بڑی شان و شوکت کے ساتھ ایک مسند زرنگار
پر بیٹھا ہوا بہت غور اور خوض کیساتھ دکن اور راجپوتانہ کے ایک کاغذی نقشہ کو دیکھ
رہا ہے - یہ وہی غلام ہے جو کبھی پا بزنجیر ہوکر دشمنون ممالک کیطرف سے دہلی بھیجا گیا تھا

* ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے اوائل ۷۰۸ھ مین ملک نائب کی ماتحتی مین [illegible]
دیکھو جہان آرا مصنفہ قاضی احمد غفاری ۱۲

لگا۔ اور آسمان کے پاؤن چکر دینے کے لئے اسکے سر مین آ گئے۔ یہ واقعات ایک
ناتجربہ کار دل کے لئے جسپر یہ پہلے پہل اُتار پڑی ہو بیہوش کرنیکے لئے نہین تو
بیخود کر دینے کے لئے تو ضرور ہی کافی تھے مگر اُف ری الحسن اُف ری جینی خدا تیرا
برا کرے تونے اس بیچاری کو دم بھر ایک حال پر بیخود بھی نہین رہنے دیا۔ گھبرا گھبرا کر
اسنے کئی بار اپنا منہ کھول کھول دیا۔ پھر چھپا چھپا بھی لیا۔ ادھر ادھر پہلو بھی بدلتی رہی
کسی طرح اسکو ایک حالت پر قرار نہ تھا اور بڑا غضب یہ تھا کہ اسکی کمسنی اسکو اچھی طرح
اسکی اصلی وجہ سمجھنے کا بھی موقع نہین دیتی تھی۔ کچھ کچھ سمجھی تو ضرور۔ مگر نہ اسقدر کہ اس سے اس
غیر معمولی الجھن کی تسکین بھی ہو سکتی۔ اسکے دل پر ایک قسم کی چوٹ تو ضرور محسوس
ہوتی تھی اور درد بھی کچھ میٹھا میٹھا سا۔ مگر اسکو ابھی اسکی اچھی طرح خبر نہ تھی کہ یہ درد ہے
کہاں؟ چوٹ کہاں لگی تو کہاں اور کسطرح!!۔

دیر تک اسی سوچ میں چپ پڑی رہی۔ مگر چپ پڑے پڑے اس پیدا ہو جانیوالی نئی
حالت پر جسقدر غور کرتی جاتی تھی اسیقدر اسکی حیرانی ہوتی جاتی ادھر ادھر کر اس خطرانی
حالت کو پاتی جاتی تھی یہانتک کہ تھوڑی دیر کے بعد یہ بالکل بے حس و حرکت تھی۔ جو خیالات
اور جذبات جس جس جگہ تھے وہین ٹھٹک کر رہ گئے تھے۔ نہ انکا اب آگے پاؤن پڑتا تھا اور
نہ پیچھے ہی قدم ہٹتا تھا۔ لیکن حسینون کے مزاج کیطرح اس حالت کو بھی تھوڑی دیر سے
زیادہ قرار نہ تھا۔ پہلے دل کی خود بخود دھڑکنے والی حرکت نے اعصابی تارون کے ذریعے
دماغ کو الارم دیا۔ پھر دل و دماغ کے مابین مین خیالات کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور
پھر یہ دل ہی دل مین اور وہ بھی ایسے ہی دل سے اسطرح باتین کرنے لگی "یہ ابتدا نے
آخر کیا کیا! اور کیا بھلا!! اس کمبخت کا بچپن آیا اسقدر مصیبتین جھیلین مگر عادت نگوڑی
حرکتین وہی! اور قید کی مصیبتین جھیلین اسکے دشمن۔ وہ تو خود ہی کہتی ہے کہ قیدیون
کیطرح نہین رہی۔ اور رہتی کسطرح! وہ تو بات بیچاری تھی۔ اور وہ تھا کون شخص! تھوڑی دیر

غور کرنیکے بعد، شاید وہی ہوگا جو سواروں کے درمیان میں سبز گھوڑے پر سوار تھا۔ سبزہ
تھا ذرا غور کر کے ایا نقرہ! کچھ یاد نہیں آتا۔ وہی تو جسکی ٹوپی میں کچھ طرہ سا لگا تھا۔ بھگوان
جانتا ہے اسوقت دماغ ذرا کام نہیں دیتا۔ دیکھئیے بھلا سا نقشہ تھا۔ اسے ہے بھولی
جاتی ہوں۔ نہیں یاد آتا۔ مگر انندا یہ سچ کہتی ہے کہ تھا وہ بڑا رحمدل۔ کھیرت کہیے
کیسے بس اسوقت ہم سب اسکے اختیار میں تھے۔ اگر وہ چاہتا تو ہم لوگونکا قید کر لینا
کچھ مشکل نہ تھا اگر مسافر سمجھکر چھوڑ دیا۔ لیکن یہ لوگ بے دھرم ملکش انکی رحمدلی کا اعتبار
ہو گیا۔ نجیب نہیں پرانند جی بے دھرم ہوگئی ہو۔ قید میں دھرم کیسا۔ (بلند آواز سے)
انندا۔ آ انندا!

انندا۔ (ایک انگڑائی لیکر) لیجئے رانی کیا ہے کیسی مزہ کی نیند آرہی تھی!!

حسن کی دیوی۔ ارے لو تیری نیند کا کیا کہنا۔ تو ہمیشہ نیند کی ماتی رہی
ساری دنیا کی مصیبت گرایک میری ہی آنکھوں میں آ گئی ہاں یہ تو بتا یہی ہے نہیں
کہ ان دنوں تک تو ان ملکشوں میں رہی کہیں بے دھرم تو نہیں ہو گئی!!

انندا۔ (اپنے دلمیں) بڑی بات جو بگڑی نہیں مگر اسکا نتیجہ بھی تو اچھا نہیں
(آواز سے) رام رام۔ آپکا ری اپنی زبان سے تو ایسا نفرمائیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہدیا
ہے کہ سب سے زیادہ وہاں جس بات کا مجھکو آرام ملا ہے وہ یہی بات ہے کہ میری مذہبی احتیاط
اور دھرم کا بہت لحاظ رکھا گیا۔ چونکہ میں میرے لئے رسوئی تیار ہوتی تھی اور اسکے
لئے جتنے کے ہندو نوکر آتے تھے۔

حسن کی دیوی۔ ہاں قیدی بکر تو گئی نہ تھی۔ انکی حاکم ہو کر گئی تھی!!

انندا۔ آپ تو مذاق کرتی ہیں۔ میں سچ کہتی ہوں آپکا ری یقین کریں میں پرمیشر
کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ وہاں میری مذہبی یا دھرم میں ذرا فرق نہیں آیا۔ بال برابر بھی فرق
نہیں آیا اور سب سے زیادہ اس خبر کی اسی امر میں احسان مند ہوں۔

حسن کی دیوی - اگر ایسی ہی بڑھی ہوئی احسانمندی ہے تو عجیب ہیں جو تم ایسی بھیجی ہوئی بھی آئی ہو!"

انندا - (کان پر ہاتھ رکھ کر) "رام رام! ہے پرمیشر ہے پرمیشر! بس اب میں کچھ نہ کہوں گی" (اسکے بعد چپ ہو کر اسنے اپنا منہ چھپا لیا۔)

یہ حسن کی دیوی تھوڑی دیر تک تو اپنے خیالی الجھاؤں میں چپ پڑی رہی مگر جب اسنے دیکھا کہ انندا ابھی نہیں بولتی تو اسنے پھر کہا "انندا - انندا (تھوڑے انتظار کے بعد) انندا - انندا - اری انندا! (اپنے ہاتھ سے جنبش دیکر) کیا خفا ہو گئی! اف رے ترے نخرے! (اسکے سر پر سے ساری کا آنچل ہٹا کر) ہائیں! وہ تو پڑی رو رہی ہے!! روتی کیوں ہے؟"

انندا - (روتی ہوئی آواز میں) رانی مجھکو پڑا رہنے دیجئے اپنی جوتیوں کا صدقہ پرمیشر کے لئے رحم کیجئے!"

حسن کی دیوی " واہ ذرا سی بات پر رو دی۔ میں نے تو ہنسی میں کہا تھا"

انندا - واہ ری آپکی ہنسی میں ہرگز ایسی ہنسی سے۔ اسکے لاکھ جتن بھی ہوں مگر پھر بھی چاروں کے اور وہ بھی ایک ملکش کے۔ یہاں کے سارے عہدے داران پر کیسطرح غالب آسکتے ہیں کوئی باور کر سکتا ہے!"

حسن کی دیوی : "نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ مجھکو خوب یقین ہے مگر پھر میں یہی کہوں گی کہ امراؤ آسائش اور آرام کے ساتھ تھا سے۔ [illegible]

انندا : "بس ان باتوں کو حضور آپ رہنے دیجئے۔ میں اسکے متعلق اب ایک حرف بھی نہیں کہا چاہتی"

حسن کی دیوی : "اچھا اتنا تو بتا کہ وہ افسر تھا کون؟"

انندا "میں نہیں جانتی"

اشد اب چپ تھی اور اس حسن کی دیوی کا اصرار بڑھتا جاتا تھا۔ بالآخر بہت سی توجہ کے بعد اشد نے بمشکل کہا " میں سچ کہتی ہوں کہ مجھکو ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم مگر ہاں اتنا کہسکتی ہوں کہ عجب نہیں جو وہ شاہی خاندان سے ہو"!

اس تقریر کے دوران میں اشد کی زبان سے بعض بعض جملے ایسے بھی نکل گئے جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا تھا کہ اشد کی گرفتاری اور اسکے ساتھ خاطر داری کا برتاؤ۔ اور کل وہ مراعات جو اسکے ساتھ کیئے گئے انکی اصلی وجہ اس حسن کی دیوی کے حالات دریافت کرنا تھی۔ اور اس سے کنایۃً اشارۃً اسلامی فوج کے افسر کی محبت اور بیچینی کا بھی کچھ کچھ سراغ چلتا تھا۔ مگر ان واقعات کے معلوم ہونے سے اس حسن کی دیوی کو چپ سی لگ گئی تھی۔ نہ کچھ کہتی تھی نہ پوچھتی تھی۔ پلنگ پر لیٹ بھی رہی تھی اور چہرے سے منہ بھی چھپا لیا گیا تھا۔ اسکا یہ طرز اور سکوت اشد بھی دیکھکر خاموش ہو رہی تھی۔

اے حسن و عشق کے جذبات! نہ معلوم تم میں کس بلا کا اثر ہے کہ تم بغیر رنگ لائے نہیں رہتے۔ نہیں رہتے اور لطف یہ ہے کہ جس طرح حسن کی دل لبھانیوالی ادائیں اپنا جادو پھیلنے میں کمی نہیں کرتیں اسیطرح الفت کا جذبہ محبت کا مخفی اثر اور محبت کرنیوالوں کی دلی بیچینی بھی بغیر اپنا اثر دکھائے ہوئے نہیں رہتی نہیں رہتی۔ اب رات کا عالم ہے اور سناٹا جسطرح ہر جگہ پھیلا ہوا تھا اس کمرہ میں بھی تھا۔ بجز ایک چلنے والی ہوا کی سنسناہٹ کے کسی قسم کی کوئی صدا کسی طرف سے نہیں آتی تھی۔ یا رہ رہ کر ان خراٹوں کی آواز آجاتی تھی جو سونیوالوں کے منہ سے نکل نکلکر اس امر کی خبر دے رہی تھی کہ سارا گھر اب سو رہا ہے۔ اشد کے خراٹے گو ابھی نکلے نہ تھے مگر اسکی لانبی لانبی سانسیں لینے کی آواز اس امر کی خبر دے رہی تھی کہ خیر سے یہ بھی سوگئی۔ مگر آہ! اس حسن کی دیوی کی آنکھوں کیلئے ابھی کہیں نیند نہ تھی بظاہر چپ پڑی تھی مگر دلمیں یہ باتیں ہو رہی تھیں " اشد کے آنے سے بہت دل خوش ہوا تھا کہ اب اچھی گذرے گی مگر اس کمبخت کی باتوں سے کچھ ایسی پرغمی

طبیعت میں پیدا ہوگئی کہ دم الجھتا ہی۔ اور یہ عجیب بات ہی کہ اسکا کوئی خاص سبب
بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اگر کسی غیر شخص کا سنے حال بیان کیا ! اپنا خیال ظاہر کیا
تو اس سے مجھکو کیا تعلق۔ وہ لوگ نکتس ہمارے دین ہمارے ایمان اور ہماری
جان سکے دشمن ہمارے تخت و تاج ہمارے مذہب کے دشمن ! پھر آخر اسکی وجہ !!
وایک جمہائی لیکر) جمہائیوں پر جمہائیاں کمبخت چلی آتی ہیں مگر نہیں آتی ہی تو ایک
نیند ! (کروٹ بدلکر) سارا گھر اب سو رہا ہی سپاہیا اور پہرے والے کی آوازیں اب کوئی دم
میں آیا ہی چاہتی ہیں کسطرح اب سوچیں ہٹ جائے (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد)
آخر مجھکو آج نیند کیوں نہیں آتی ہی۔ اور کبھی تو میری حالت نہ تھی ! میں جانتی ہوں یہ کل
باتوں ہی کا اثر ہی۔ جو ہو ضرور یہی بات ہی عجیب نہیں جو یہ سب جھگڑے بکھیڑے ہی
کئے گئے ہوں اور یہ بھی سچ ہی کہ دشمنی ہی کے ارادہ سے کئے گئے ہوں لیکن ایسا تھا
تو اندرا کی جان تک بھی اب تک بچی ہوتی یہ شبہ کا ہی تکرار ہی کہ اندرا نے میرا حال کچھ
اسکو نہیں بتایا۔ یقین ہی بتایا ہوگا اور پھر لیم جانے۔
چسن کی دیدی اپنے انھیں خیالات میں الجھی ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ اسکے اٹھ بیٹھنے کی
متوالی نیند کا اسطرح جوش ہوا اور یہ اپنے دل سے اسی قسم کی باتیں ہی کرتے کرتے سو گئی۔

گیارھوان باب

نا امیدی کے سامان

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر

کائی ہی جا بجا مری چشم پر آب مین

دیکھنے والی آنکھون کو عجیب عجیب دھوکے دے رہی تھی کبھی تو ان پہاڑ پر کو آتش فشان
ہونیکا دھوکا ہو رہا تھا کبھی ان بیابانی غولون کا شبہہ جو عوام کے خیال کے مطابق گم کردہ
راہ مسافرون کے لئے چراغ ہدایت بنتے ہین اور کبھی کیمسٹری کے اصول سے فاسفورس کی روشنی کا
گمان گذرتا تھا لیکن وہ بکثرت پیدا ہونیوالی روشنی مین جنکی بہر کیف فوجی لوگ بھی کہین کہین
ٹہلتے نظر آجاتے تھے جس سے کسی فوجی کیمپ کے ہونیکا قوی شبہ پیدا ہوتا تھا۔

وہ کمرہ جسمین ابھی وہ پردہ نشین دلہن نکل رہی تھین بہت نزدیک ہی تھا۔ وہ سامان سے آراستہ ہے ایک شمع
بڑے سور کیساتھ جل رہی ہے اور اسکی پھیلی ہوئی روشنی مین ہم دیکھ رہے ہین کہ سپاہی
فوج کا وہی افسر جسکو ہم نے پہلے انداز سے خیمہ کے اندر باتین کرتے دیکھا تھا ایک پلنگ پر پڑا ہوا
بیچینی کے ساتھ کروٹین بدل رہا ہے مگر اب وہ اسکی پہلی سی صورت نہین ہے چہرہ پر وہ اگلی سی
رونق یا اداسی چھائی ہوئی ہے اور پریشانیان اسکے چہرہ پر اثر کر رہی ہین آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے
ہوئے ہیں اور یہ باتین اپنے دل سے کہہ رہی ہین آہ! ظالم تیری چتون نے کلیجہ کو دو ٹکڑے کر ڈالا
ہے۔ دل بیٹھا جاتا طبیعت نڈھال ہوئی جاتی ہے اور اب بے اختیار یہی دل چاہتا ہے کہ
جا کر پھیل جاؤن! اسکے سوا اور اب ہو کیا سکتا ہے۔ دل ماننے سے رہا اور وہ ملنے سے رہین
پھر اور ہونا کیا ہے اول مرنا۔ آخر مرنا۔ ہائے وہ موہنی صورت نہین بھولتی نہین بھولتی کسیطرح
نہیں بھولتی۔ وہ دیکھو آنکھون کے سامنے ایک بجلی سی چمک گئی اور شاید کوئی دامن بچا کر
نکل گیا ہائے وہ بھولی بھولی صورت چاند سا چہرہ۔ وہ جادو بھری آنکھین ہان ہان جادو
بھری۔ آنکھین جنہین جادو پھینکا۔ انھین نے دونون ہاتھون سے سینہ دبا کر آہ! او وہ! دلہین
ہونے لگا۔ آہ! اُف! کسطرح کی بیچینی ہے۔ اب سینہ مین کسیطرح نہیں رہیگا مگر کمبخت جا
مین نکل بھی جا۔ بار الٰہا تو خوب جانتا ہے کہ میرا دل چورا کر لیگیا جسکے قبضہ مین اسوقت میرا
دل ہے وہ کبھی کبھی تیرے گھر کے پاس میرے قبضہ مین بھی تھا بالکل بے اختیار ہین لیکن تیرا
حرم، تیرے پاک مذہب کی بدنامی کا خیال یہی میرے دلپر ایک ایسا غالب آجانیوالا

خوف تھا کہ جسکے ڈر سے جو کچھ اسوقت مین کر سکتا تھا نہین کیا۔ دلنے چاہا مگر جبر کیا۔ اپنے
بڑھے ہوئے شوق کو مارا اپنے اور اپنے دل کیساتھ اور اسکی ساتھ اپنی ان مٹ تڑپتی
ہوئی تمنا اون کیساتھ ہر طرح کی دشمنی کی لیکن نہین کی تو فقط ایک تیری نافرمانی۔
تیرے حکامات کی فرمانبرداری اگر کوئی اچھی چیز ہے اور اسکے ساتھ تحمل کرنیوالا فرمانبردار
بندہ کسی جزا کا مستحق بھی ہو تو اسے میرے پاک پروردگار امیرلے ارمان بھرا دل کم تڑپنیوالے
میرے بدنصیب ارمان اور میری حسرت شدہ امیدین تیرے رحم اور کرم کی مستحق ہین اب
سہارا ہے تو فقط تیرا اور بھروسہ ہے تو ایک تجھ پر مین نے تیرا ایک کلام پڑھا ہے۔ تو سچا
اور تیرے وعدے بھی سچے مگر اس سودائی کسی کے دالہ و شیدائی کے لئے ثواب وخلد
رضوان کی ضرورت نہین۔ حورون کی احتیاج نہین۔ بلکہ جسکی تمنا ہے اور جاننا جائز
تمنا بھی نہین اسکا نام نہین۔ پتہ نہین۔ نشان نہین۔ اور اگر یہ ممکن نہین میرا کمبخت نصیب
ایسا نہین کہ جائز طور پر اسکا چاہنے والا بن سکون تو پھر اس جناب کو صبر و سکون
ہی عطا فرمائے اور اگر یہ بھی نہین ہو سکتا تو پھر ؎

بدل دے اور دل اس دل کے بدلے		الٰہی تو تو رب العالمین ہے

آہ اب صبر نہین ہو سکتا۔ اور نہ اب اس غمزدہ دل سے یہ صدمے ہی اٹھائے جاتے ہین
رات دن فراق کی اذیتین نہین سہی جاتین۔ اور پھر کس امید پر مجھکو اب یہ بیل منڈھے
چڑھتے نظر نہین آتی۔ اور کوئی جئے بھی تو کس امید پر ؎

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید		نا امیدی اسکی دیکھا چاہیے	

اب کوسے یار بھی چھٹتی ہے۔ نہ معلوم قبلۂ عالم کی نہین کیا مصلحت ہے؟ غالبًا رانے
رتن سین کی لوٹ مار کی کیفیت چتور سے بھاگے ہوئے راجپوتونکی شبخون مارنے
کے حالات سنکر آپ نا مناسب خیال فرمایا ہوگا اسمین کوئی شک نہین کہ یہ ہر چند
چتور کے جمعیت بڑی شورشین اٹھا رہی ہین اور انکا نیچا دکھا دینا کچھ مشکل بھی۔ تھا

لیکن اسکی ذاتی قابلیت اور ایک اسلامی بادشاہ کی قدردانی نے آج اسکو ذلیل
حالت سے اس عالی مرتبہ پر پہونچا دیا ہے کہ سکندر ثانی سلطان علاءالدین کا نائب سلطنت
مقرر ہو کر اسطرف آیا ہے جس ذلیل غلامی نے دل یورپ کے رحمدل سند دن کے
دل ہلا کر بردہ فروشی اور غلامی کو جرم بنا دیا غالباً وہ یورپ ہی کے غلاموں کی
قابل رحم حالت ہی ہوگی ورنہ غلاموں نے اسلامی عہد کے مکمل عظمت میں آکر جو اعزاز و
مراتب حاصل کئے اور جسقدر آرام پایا اسپر نوکری تو نوکری آزادی تک بھی صدقے۔ اس نقشہ کے
خطوط سے آپکا فور کی تارہ کے نظر پڑے ہوئے ہیں جو اب سلطنت دہلی کا نائب بنکر
راجہ رامدیو کو سہ سالہ خراج کے نہ بھیجنے کی سزا دینے آیا ہے اور جسکو آئندہ ہم
ملک نائب سے ملقب کرینگے اسکی نگاہ کے ساتھ اسکی وہ انگلی بھی اپنی جگہ سے
ہٹتی جاتی ہے جو اس نقشہ پر راجپوتانہ اور دکن کی گھاٹون اور دروں کو بتا
تی جاتی ہے۔ بعض بعض مقام پر اسکی نظر ٹھہر جاتی ہے اور اسی کے ساتھ اسکی
چلنے والی انگلی بھی اور یہ جملے اسکی زبان سے نکلتے ہیں "دیوگڈھ پر حملہ کرنیکا یہ
بہت اچھا موقع تھا۔ بلاکسی دقت کے ہماری فوج گذر سکتی تھی اور نرد بہی جوتی
سب سے اچھی یہ بات ہے کہ یہ بہتی ہوئی نہر بھی ہمارے قبضہ میں رہ سکتی تھی۔
اسطرف کی یہ سب پہاڑیاں ہماری فوج کی بہت اچھی محافظ بن سکتی تھیں اور
ادہر بگلان کی جانب سے الغخان گورنر گجرات حملہ کرتے بس پھر ایک یہ بھی تھا۔ (خود ہی)
مگر سب سے بڑی دقت تو اب یہ پڑگئی ہے کہ رائے کرن کی فوج اسطرف مقابلہ کیلئے
سرحد پر ٹھیری ہے۔ دو دشمنوں کے درمیان میں رہنا اٹکل کے خلاف ہے۔ پہلے
انکی طرف سے اطمینان کر لینا چاہئے پھر دیوگڈھ کو دیکھ لینگے۔ تو اب مجھکو
کسطرف سے رائے کرن پر حملہ کرنا چاہئے! یہان تک اسکا خیال پہونچکر اپنی
رفتار سے کچھ رک جاتا ہے۔ غور اور فکر کے آثار اسکے چہرے پر نمایاں ہونے

ہیں۔ کبھی اسکی گبھرائی ہوئی نظریں سامنے رکھے ہوے نقشہ کیطرف جاتی ہیں اور کبھی پھر سر جھکا کر غور میں آجاتا ہے۔ ایسی فکر میں تھا کہ دربان نے حاضر ہوکر عرض کیا "جناب خواجہ حاجی صاحب حضور عالی میں باریاب ہونیکی عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں"

ملک نائب "اچھا اچھا۔ آنے دو" اس حکم پر ابھی ایک منٹ بھی گذرا تھا کہ اس خیمہ کے صدر دروازہ سے پڑی ہوئی چلمن اٹھتی ہے اور ایک شخص اندر قدم رکھتا ہے۔ یہ نیک نفس خواجہ علاء الدین کے حضور میں عرض بیگی کی خدمت پر پہلے سرافراز تھا اور اب بارگاہ سلطانی کیطرف سے ملک نائب کی ہمراہی میں اس خدمت پر معمور ہے کہ لڑائی کے اوقات میں مال غنیمت کا انتظام کرتا ہے اور ہر موقع محل پر ملک نائب کا جاہ و حشم قائم رکھے اور حفظ مراتب کا خیال رکھے۔ آخر اس شاہی سراپردہ کے اندر قدم رکھتے ہی بہت ادب لحاظ کے ساتھ آداب عرض کیا اور ملک نائب نے سلام کا جواب دینے کے بعد ہنسکر اسطرح کہنے لگا "آیئے۔ آیئے حاجی صاحب۔ ماشاء اللہ آپکی بہت عمر ہوگی۔ میں نے ابھی ابھی آپکو دل میں یاد ہی کیا تھا کہ آپکی تشریف آوری کی اطلاع ملی"

خواجہ حاجی "یہ حضور کی بندہ نوازی ہے۔ خیر کس لیے یاد ہوا تھا۔ ارشاد فرمایئے" اور اسقدر کہنے کے بعد مسند سے کسی قدر ہٹکر بیٹھنا چاہتا تھا کہ ملک نائب نے ہاتھ پکڑ کر اسطرح کہا "نہیں نہیں وہاں نہیں۔ یہاں میرے پاس مسند پر بیٹھیے آیئے بھی" خواجہ حاجی ایسی زرنگار مسند کے گوشہ پر جسپر ملک نائب بیٹھا تھا بیٹھ گیا۔ ملک نائب نے وہی نقشہ میدان جنگ جسے ابھی وہ بہت غور سے بیٹھا دیکھ رہا تھا خواجہ حاجی کیطرف بڑھا دیا اور کہا "فرمایئے تو کسطرح حملہ کرنا چاہیے" اور پھر غور کرتے ہوئے دونوں اس نقشہ کو دیکھنے لگے۔ شام کی چاروں طرف کالی چادر [illegible] سیاہی کے کم کرنیکے لئے یہاں بہت صاف روشنی کا انتظام ہو گیا تھا۔ کافوری اور عنبری شمعیں روشن کردی گئی

تھیں جنکی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی کی شاعیں بھینی بھینی خوشبوئیں بھی سارے خیمہ میں پھیل رہی تھیں۔ یہ دونوں بہت غور کے ساتھ اس نقشہ کو دیکھ رہے تھے کہ چوبدار نے حاضر ہو کر عرض کیا "حضور عالی بارگاہ سلطانی سے ناقہ سوار شاہی فرمان لیکر حاضر ہوا ہے"

اس جملہ کو سنتے ہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور "شاہی فرمان! شاہی فرمان!!" تعجب خیز لہجے میں کہتے ہوئے خیمہ کے دروازہ تک پہنچ گئے جہاں ناقہ سوار کھڑا تھا۔ اسنے ملک نائب کو دیکھتے ہی بہت ادب کے ساتھ آداب عرض کیا اور پھر شاہی فرمان کو جلدی جلدی ملک نائب کے سامنے پیش کیا ملک نائب نے اس سر بمہر لفافہ کو ہاتھ میں لیکر آنکھوں سے لگایا۔ سر پر رکھا اور پھر خوشی کے لہجے میں اس ناقہ سوار سے استفسار کیا "شہنشاہ تو بخیر ہیں۔ یہ فرمان شاہی کیسا؟ ظل اللہ کا مزاج ہمایوں تو اچھی طرح ہے؟"

ناقہ سوار "جی ہاں حضور ہر طرح سے خیریت ہے بظاہر مجھکو تو کوئی بات معلوم نہیں نہ کچھ زبانی فرمایا ہے۔ ہاں اس امر کی البتہ تاکید تھی کہ جلد سے جلد شاہی فرمان آپکے دست مبارک تک پہونچایا جائے" ناقہ سوار تو یہ باتیں کر رہا تھا اور ملک نائب جلد جلد اس سر بمہر لفافہ کو کھول رہا تھا۔ کھولنے کے بعد شاہی فرمان کو تعظیماً پھر اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر دیکھا گیا کہ ملک نائب کی گھبرائی ہوئی نظر اس کاغذ کے صفحہ پر لوٹنے لگی۔ جسمیں لکھا تھا:

ملک نائب

راے کرن مفرور کی لڑکی دیول دیوی جسطرح ممکن ہو خواہ رضا یا بجبر اپنے قبضہ میں لا کر فوراً اعزاز اور احترام کے ساتھ بارگاہ سلطانی کی طرف روانہ کرو۔ جسقدر مستعدی۔ کوشش اور عجلت سے

یہ کام کیا جائیگا مابدولت واقبال کی خوشنودی کا باعث ہوگا
اسطرف جسقدر ماتحت ریاستین اور رجواڑے ہین اور نیز اسطرف کے
کل ہمارے گورنر تمکو اس کام مین مدد دینا اپنا دلی فرض سمجھین کسی کا
کوئی عذر مسموع ہوگا۔ دستخط سکندر ثانی

علاء الدین"

اس شاہی فرمان کے پڑھتے ہی پڑھتے ملک نائب کے چہرہ پر غور اور فکر کے بدیہی آثار نمایان ہو گئے وہ ایک سناٹے مین آگیا اس فرمان کو لفافہ مین لپیٹ کے خیمہ کے اندر آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور خواجہ حاجی سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگا "لیجیے یک نشد دو شد۔ یہ دوسری مشکل پڑ گئی راے کرن ہلی کی تخت و تاج ایسا ہی تو جوہر ہے۔ کہ وہ رضامندی سے اپنی راجکماری دیدیگا۔ ہان زبردستی کی تو بات ہی۔ اگر اب دیکھنا یہ ہے کہ زبردستی چلتی بھی ہے کہ نہین۔ لیکن ظل اللہ کے اسطرف خیال آنے کی کیا وجہ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ اس سے پیشتر تو کبھی اس قسم کا تذکرہ تک بھی میرے کانون نے انکی زبان سے نہین سُنا"

خواجہ حاجی "شاید کنولا کی مادری محبت اس تحریک کی باعث ہوئی ہو۔ اور تو کوئی بات ذہن مین نہین آتی"

ملک نائب "ہان اگر کوئی خیال ذہن مین آسکتا ہے تو بس یہی اور عجب نہین جو یہی ہو۔ ورنہ ایسا بادشاہی حکم کبھی نہوتا اور نہ ایسا تاکیدی فرمان صادر ہوتا اور خود بدولت نے دست خاص سے تحریر بھی فرمایا ہے۔ اللہ اکبر کس قدر سخت تاکید ہے"

خواجہ حاجی "حضور کا خیال بجا ہے ایسی تاکیدی تحریر تو کسی بڑی مہم کے

لئے بہی بارگاہ سلطانی سے کبھی بہیجی نہین گئی تہی - ضرور اس کام مین غیر معمولی کوشش بہی ہونی چاہیئے "

اب ملک نائب کے چہرہ کا اتار چڑہاؤ دونون ہاتون سے اسکا سر تہام کر بیٹہ جانا اسکی کہلی بہچاننیوالی آنکہین اور نہ جہپکنے والی پلکین دیکہنے والے کو پہل مرتبہ یقین دلا رہی تہین کہ وہ اسوقت اپنی دماغی قوتون سے غیر معمولی کام لے رہا ہے - بیٹہے بیٹہے ایکمرتبہ اسنے اپنا جہکا ہوا سر اٹہاکر فرمان شاہی لانیوالے کو پہر طلب کیا اور جب وہ سامنے حاضر ہوا تو ملک نائب اسطرح اس سے پوچہنے لگا " یہی ایک شاہی فرمان تم لیکر چلے تہے ؟ "

وہی " نہین حضور - ایک فرمان گورنر گجرات کے نام تہا جو دوسرا شخص لیکر میرے ہمراہ آیا تہا مگر اس مقام سے علیحدہ ہو گیا جہان سے گجرات کو راستہ مڑا ہے "

ملک نائب " ہون - اچہا تم جا کر آرام کرو (اپنے دلمین) وقعی بادشاہ سلامت کو اسطرف خوب توجہ ہے (خواجہ حاجی سے مخاطب ہو کر) الغخان گورنر گجرات کے نام تو وہان شاہی بہیجا ہی گیا ہے بالعادہ اس معاملہ مین مجہسے مشورہ کرینگے بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ عین الملک ملتانی گورنر مالوہ اور الغخان گورنر گجرات دونون یہان بلالئے جائین اور باہم مشورہ ہو جانے کے بعد ایکدل اور یکجا ہو کر بالاتفاق حملہ کرنا چاہیئے - بغیر جنگ ہوئے یہ بیل منڈہے چڑہتی اور یہ مہم سر ہوتے نظر نہین آتی - تاہم بادشاہ سلامت کے حکم کے موافق اس شاہی فرمان کو اس طرف کی باجگذار ریاستون اور علی الخصوص راے کرن کو کانون تک تو ضرور ایکمرتبہ پہونچا دینا چاہیئے پہر انکو اختیار ہے - بہت سی عزیز جانونکا ناحق خون اگر ہو بہی تو انہین کے سر "

خواجہ حاجی " حضور بجا ارشاد فرماتے ہین - مگر معلوم یہ ہے بڑے بڑے فاتح

تاجدار خلجی ملک گیری کے متعلق نہ رکھنے والی حرص لکو کہا بندگان خدا کی جانون کی قربانیان جنگ و جدل بڑھا دیتی ہی۔ کل قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دینگے؟

ملک نائب :- ابھی ع رموز مملکت خویش خسروان دانند۔ اسوقت ہمیں اپنی دماغی قوتیں اس مشکل مسئلہ کے حل کرنے مین صرف کرنی چاہیے جو فرمان شاہی کی تعمیل کے بابت ہے“

خواجہ حاجی :- ظل اللہ نے اپنی فرمان واجب الاذعان مین خاص اس کام کے لئے پہلے رضامندی کا لفظ استعمال فرمایا ہی۔ اس اعتبار سے یہی مناسب ہوگا کہ پہلے رائے کرن کو شاہی فرمان کے مضمون سے اطلاع دیجاوے نیز دیگر ماتحت ریاستون کو تاکہ وہ رائے کرن کو اس شاہی حکم کی بجاآوری پر آمادہ اور راضی کرین اور جب طرف سے نکار رہا اور یقیناً ہوگا تو پھر جنگ و جدل اور جبر سے کام لیا جاوے“

ملک نائب :- ہان میری بھی یہی رائے ہی۔ بہرحال اب جلدی کرنی چاہیے۔ اسطرح سے جبتک کہ ہان ہین کی صدا آئے آئے اسوقت تک ہم اسطرف کے دونون گوشون سے جنگ کے بابت کوئی صحیح رائے قائم کر لینگے۔ بڑی مشکل کی یہ بات ہی کہ اسوقت ہمکو صحیح طور پر یہ نہین معلوم اور نہ اس سے بیشتر اسکے معلوم کرنیکی کوئی وجہ تھی کہ وہ لڑکی آجکل ہی کہان! سابقاً جاسوسونکی زبانی اسقدر تو خبر ملی تھی کہ رائے کرن آجکل بگلانہ مین مقیم ہے وہین سے فوجین سرحد کیطرف روانہ کرتا ہے اور عنقریب وہ خود بھی فوجی مقام کیطرف روانہ ہونیوالا ہے۔ بگلانہ میرا دیکھا ہوا مقام ہی کوہان راجپوتونکا ایک چھوٹا سا قلعہ بھی ہے اور کوہستانی مقام ہونیکی وجہ سے وہان کی چارونطرف کی پہاڑیان اسکو قدرتی طور پر ایک بہت محفوظ مقام بنا ہوئی ہین۔ تاہم میرا دل اس امر کو قبول نہیں کرسکتا کہ جب وہ بلا جنگ بچا لینیکا ارادہ کرتا ہی نیز جبکہ بھی سرحد

بہیج رہا ہو اور خود بھی اسطرف آنیوالا ہے تو ایسی حالت میں اسکی لڑکی بالفرض اگر اسکے ساتھ ہی ہوگی تو وہ بگلانہ سے اپنی عدم موجودگی کے زمانہ میں اپنی لڑکی ایسے کوہستانی مقام میں کسکے بہروسے اور اطمینان پر چھوڑ دیگا - ورنہ اس سے اچھا تو ہماری لئے کوئی اور دوسرا موقع ہی نہیں ہوسکتا کہ عین اسوقت میں جبکہ اسسی لڑائی ہورہی ہو ہماری فوج کا کچھ حصہ مخفی طور سے بگلانہ پر حملہ کردیتا اور اسکی لڑکی سہل طور پر گرفتار ہوجاتی لیکن اس شاہی فرمان سے مطلع ہونیکے بعد غفلت کا یہ موقع شاید ہاتھ سے نکل جائیگا - یہ ضروری بات ہے کہ وہ ہوشیار ہوجائیگا اور یہ رائے کرن بادشاہ سلامت کی اس خواہش سے باخبر ہونیکے بعد اپنی لڑکی کی حفاظت میں پوری کوشش بھی کریگا "

خواجہ حاجی نے حضور کا خیال بجا ہے - مگر رائے کرن حفاظت کریگا تو کہان تک اور بھیجیگا تو کہان ؟ یہ تو ظاہر ہے کہ رائے کرن کے حوصلے اب پست ہوگئے ہین - مالی اور فوجی قوت اسمین باقی نہین رہی - اسطرف کی ہمارا باجگذار ریاستین انکو علانیہ مدد دینے سے رہین - بس کچھ راجپوتی خون کا جوش باقی ہے جو بیچارہ دل کے بخارات نکال رہا ہے - کیا عجب ہے کہ وہ اس بیکسی کی حالت میں بادشاہ سلامت کے اس حکم تعمیل کو آیندہ کے لئے اپنے حق مین کچھ مناسب سمجھے اور بخوشی اپنی راجکماری کے حوالہ کر دینے پر راضی بھی ہو جائے "

ملک نائب نے تو آپکی بھی رائے ہے کہ اس شاہی فرمان سے عام طور پر اسکو اور نیز اسطرف کی ماتحت ریاستون کو اطلاع دیجائے - بہتر ہے مین بھی بعض مصلحتون سے یہی مناسب خیال کرتا ہون - اچھا تو اب اسی کا انتظام ہونا چاہیئے - شاہی فرمان کی متعدد کاپیان تیار کیجائین اور ہماری طرف سے ہر ایک کے نام ایک ایک خط بھی "

رات کے گو اب دس بجا چاہتے ہین عام طور پر سونے اور آرام کرنیکا وقت آگیا ہی مگر یہان ملک نائب اتبک نہایت کوشش اور بہت مستعدی کے ساتھ اپنے انتظامات مین مصروف ہی اسطرف کے کل رجواڑون کے نام علیحدہ علیحدہ خطوط لکھے جاتے ہین جنکے ساتھ شاہی فرمان کی ایک ایک نقل بھی ملفوف ہوتی ہی وہ لوگ بھی منتخب ہو رہے ہین جو یہ خطوط لیکر صبح روانہ ہونگے اور چند جاسوس بھی مقرر کیے جاتے ہین جو وقتاً فوقتاً اس امر کی خبر پہنچاتے رہینگے کہ ان خطوط کے پانے کے بعد ان لوگون کے دماغ مین کس قسم کے خیالات پیدا ہوئے -

چودہوان باب

کاہے او سنگ کا ہے مرے نیں لاگو ئیان

همه شهر پر ز خوبان منم و خیال ماهی
چکنم که چشم بد بین نکند بکس نگاهی

اف اف - یہ گنگنانے کی پر درد اور دلکش صدا نور کے تڑکے کچھ اس سے پہلے کہ مرغان سحر کی نوا سنجیان شروع ہون - رہی سہی رات کے سناٹے مین ایک بیتا انقلاب پیدا کرتی ہوئی دولت آباد (دیوگڈھ) کے قلعے کے ایک کمرے سے بہت مدہم سرون اور پست آواز مین نکل رہی ہی - نہ یہ آواز بیچ ہے، نہ ایسی کچھ بھلی صدا ہی - گلا بھی اچھا ہی اور نہ خبر سے گانے کا سلیقہ ہی مگر ہان یہ کیا ہی کہ اس گنگنانیوالے کے دل مین ذرا درد معلوم ہوتا ہی اور آواز مین کسقدر کھٹک ہی - افوہ کس غضب کی سم بھری - دل کھنچا جاتا ہی - یہ گنگنانیوالا کون ہی؟

ضرور اسکا دل چوٹ کھایا ہوا ہی ورنہ اسکی آواز مین اسقدر دل بیچین کرنیوالا اثر کبھی نہوتا۔ ہمارا بھی شوق۔ یہی حیرت دست گرفتہ ہمکو اس کمرہ کے اندر لیجاتی ہے اور ہماری آنکھیں دیکھتی ہین کہ ہمارا پرانا ملنے والا اسکندیو ایک پلنگ پر پڑا بڑی بیچینی کے ساتھ کروٹین بدل رہا ہے اور رہ رہکر بار بار نہایت ہی پُر درد لہجے مین اس ٹھمری کی تکرار کررہا ہی "کا ہوا درسنگ کا ہی مُرے نین لاگے اُن سے۔ مرے نین لاگے گوئیان۔ مُرے نین لاگے اُن سے۔ کا ہوا درسنگ کا ہی۔ مورے نین لاگے گوئیان۔ مُرے نین لاگے گوئیان۔ مُرے نین لاگے گوئیان۔ میرے تو بس کی بات نہین۔ مین کیا کرون۔ میرا دل ہی نہین مانتا اور کسی کے ساتھ تو مین کرتے ہی کا نہین۔ وہ کیسی ہی قاف کی پری ہو حسن کی دیوی بھی۔ ہمہ شہر پُرز خوبان منم وخیال ماہے۔ چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکس نگاہے۔ مُرے نین لاگے گوئیان جو تراب سا سجن ہو مرا دل اُسی کو چاہے۔ مُرا دل اُسیکو چاہے۔ مُرے نین لاگے گوئیان۔ مُرے نین لاگے گوئیان۔ کا ہوا درسنگ کا ہے"

اور پھر بے اختیار ؎

کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا
اثر چیخ اٹھا سُن کے شیون کسیکا

اس رونے کی آواز سُنکر مُرغان سحر چلا اُٹھے۔ سونیوالے جاگ پڑے۔ مینے صبح نے اپنا گریبان چاک کرڈالا۔ اسکے آنسوؤن کی روانی دیکھکر رات بھر اس کے حال زار پر آٹھ آٹھ آنسو رونیوالی شبنم کی آنکھوں مین آنسو خشک ہوگئے اور وہ جلی ہوئی شمع بھی جس نے بہت دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ رات بھر اس کا ساتھ دیا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی لانبی سانسین اسکو بھرتے دیکھکر اب خاموش ہوگئی تھی نیچرل ہمدردیان دیکھ دیکھکر خیال تھا کہ یہ کسی کے رونے کی پُر درد آواز سُنیوالون کو

بے اختیار بیان کھینچ لائیگی۔ مگر ابنائے زمانہ کی ہمدردی اور غمگساری تو درکنار کسی کے کانون پر جون تک نہ رینگی۔ چارہ کاری تو درکنار کسی نے اگر چہ یون اتنا بھی پوچھا کہ کیا ہی؟ ہماری حیرت زدہ آنکھین بہت تعجب کی نگاہ سے اس لاپروائی کے سین کو دیکھ رہی تھین کہ تھوڑی دیر مین اسکا چھوٹا بھائی بھیم دیو اسطرف آتا نظر آیا مگر یہ بھی بہت اطمینان کے ساتھ آہستہ آہستہ آرہا تھا جس سے اس امر کا پتہ چلتا تھا کہ کوئی دلی اضطراب اسوقت اس کے یہان آنے کا باعث نہین ہوا ہی۔ اس نے اس کمرہ کے اندر پہونچکر اپنے اس بڑے بھائی کو جو بیچینی کے ساتھ پڑا کروٹین بدل رہا تھا سلام کیا۔ مزاج پوچھا اور اسکے پاس بیٹھکر پھر اسطرح کہنے لگا "بھائی صاحب یہ سچ ہی کہ آپ کے دل کو صدمہ ہے اور صدمہ بھی بہت۔ مگر رنج اور غم کی ایک حد بھی تو ہونی چاہیئے"

سنگلدیو (چین بابرو ہو کر) تمکو کیا خبر۔ تم کیا جانو! آہ اب صدمہ کی کوئی بھی انتہا نہین اور نہ میرے رنج کی کوئی انتہا"

بھیم دیو" یہ سچ ہے۔ کہ آپ کے مقابلہ مین میرا تجربہ بہت کم ہی اور جسپر گذرتی ہے وہی کچھ خوب جانتا ہے۔ مگر مین تو پھر یہی کہونگا کہ خواہ مخواہ کے لیئے آپ یہ رنج و غم کیون اُٹھا رہے ہین۔ بالکل فضول۔ کوئی بات بھی تو ہو"

سنگلدیو (طنزیہ لہجے مین) یعنی اب بھی کوئی امید خیر سے آپکو باقی ہی!"

بھیم دیو" اس معاملہ کے متعلق جیسی میری امید پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہی۔ اور ابتک مجھکو اسکی کوئی وجہ بھی نہین معلوم ہوتی کہ مین اپنی امید مین کسی قسم کی تخفیف ہی سمجھون"

سنگلدیو" تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمکو اس خط کی اطلاع نہین جو ملکشون کے بادشاہ علاء الدین کیطرف سے ابھی حال مین ہمارے مہاراج کے نام آیا ہی ورنہ تمھاری امید کا بھی میری امید اور تمناؤن کے ساتھ خاتمہ ہو جاتا"

بھیم دیو (لاپروائی کے لہجے مین) اُنھ! کچھ نہین - میرا وہ خط دیکھا ہوا ہی - ایسی تحریرون سے ہو کیا سکتا ہے!! ننگ اور ناموس کا سب پر غالب آنیوالا خیال اور مذہب کا بڑھا ہوا جوش اسوقت تک تو علاءالدین کی ان خواہشون کو پورا ہونے نہین دیتا جبتک کہ رائے کرن کی رگون مین راجپوتی خون موجزن ہی اور تن مین جان اور شاید ہمارے مہاراج بھی رائے کرن کو اسکے خلاف کرنے پر مجبور نہین کر سکتے ہین اور نہ وہ ایسا کرینگے"

سنگل دیو "مین جانتا ہون کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو صرف میری دلدہی اور تسلی کے لیئے کہہ رہے ہو مگر تم خوب خیال کر لو کہ سنگلدیو کے دل کے تسکین دینے کے لیئے یہ باتین کافی نہین ہو سکتین جن باتونکو تم غیر ممکن خیال کر رہے ہو وہ تو اسیوقت انہونی ہو سکتی ہین جب اس سے پہلے نہوئی ہوتین - رائے کرن کے راج کے ساتھ جب انکی رانی ہی کو ملکش چھین لیگیے تھے اسوقت انھون نے کیا کر لیا تھا جو اب کرینگے"

بھیم دیو اب خاموش تھا مگر اسکے چہرہ کا اُتار چڑھاؤ قیافہ شناس نظرون کو بتا رہا تھا کہ یہ دفعتًہ اسپر پیدا ہو جانیوالا سکوت کسی ناامیدی کی وجہ سے نہین ہے بلکہ وہ اپنے دماغی قوتون سے دباؤ ڈالکر اپنے پریشان خیالات کو جمع کر رہا ہے - اس نے دم بھر کے بعد اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا کر اپنے بھائی سے اسطرح کہا "ہان آپ یہ سچ فرماتے ہین مگر جو کچھ پہلے ہوگیا وہ اتفاقات اور مجبوری سے تھا اور جو کچھ اب ہوگیا وہ احتیاط اور ارادہ سے - موجودہ حالت کو پہلی حالت پر قیاس کر لینا شاید یہ آپ کی اس بدگمانی کا نتیجہ ہوگا جو آپ کی بڑھی ہوئی محبت خواہ مخواہ کے لیئے ہر شخص کی طرف سے پیدا کر رہی ہے"

سنگلدیو (بگڑکر) تمھاری باتین بالکل بچون کیطرح ہین - مجھپر اب تم کرم کرو ایسی باتون سے تو میرے دلکی تسکین ہونے سے رہی - مین سچ کہتا ہون اس وقت

میری طبیعت بگڑ رہی ہے آہ دلپر شعلے اُٹھ رہے ہین۔ دنیا کی ساری چیزین میری نظرون مین اب بُری معلوم ہوتی ہین یہانتک کہ اپنی زندگی بھی۔ آہ میری تمناؤن کا خاتمہ ہوگیا اور انہین کے ساتھ تم دیکھ لوگے کہ کوئی دم مین اب میرا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے" اور یہ کہتے ہی کہتے دیکھا گیا کہ اسکی پلکون کے روکے نہ رکنے والے آنسو اسکی آنکھون سے نکل نکل کر اسکے کمھلائے ہوئے رخسارون پر بہنے لگے۔ اس بیچینی کو بھیم دیو اپنی آنکھون سے نہ دیکھ سکا مجبوراً یہانسے اُٹھکر باہر چلا گیا اور اسکے جانے کے بعد سنگلدیو کی دلی بیچینی اس کمرہ کو خالی پاکر اچھی طرح سے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے لگی۔ خوب دل کھول کر رویا اور اسقدر رویا کہ سسکیون نے رحم کھا کر اس رونے کے تار کو توڑا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی آہون نے بیچ مین پڑکر اسکے خیالات کو دوسریطرف متوجہ کردیا مگر آہ جس کمبخت کے دلپر چوٹ لگی ہو جسکی ساری امیدین خاک مین مل گئی ہون جسکی آنکھون کے سامنے ناامیدی کی بھیانک صورت کے سوا اب اور کچھ نظر ہی نہ آتا ہو وہ بدنصیب اگر روئے بھی نہین تو وہ کیا کرے۔ مگر کوئی روئے بھی تو کہانتک! لخت دل آنسو بنتے بنتے۔ آنکھین آنسو بناتے بناتے اور یہ روتے روتے جب تھک گیا تو پھر اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا "سنگلدیو! اسطرح خالی رونے سے تو اب کام نہین نکلتا کرم کا لکھا تو اس سے مٹ نہین سکتا۔ آسمان ترس کھانے سے رہا اور یہ میٹھی کو رحم آنے سے رہا۔ بڑے مہاراج اتفاق سے آجکل باہر ہین اور راے کرن بھی غالباً ملکشون کے مقابلہ مین صف آرا ہون گے۔ اسوقت بس موقع ہے تو اس امر کا کہ کچھ تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر نکلا نہ پر چڑھ دوڑون اور جس طرح ممکن ہو اس حسن کی دیوی کو اسیطرح جسطرح اس نے میرے پہلو سے میرا دل زبردستی نکالا ہی ہین اسکو بھی نکالکر دیان سے چلتا ہون"

یہ ایک ایسا دل خوش کن خیال تھا کہ جس کے آتے ہی اسکے چہرہ پر ایک قسم کی رونق سی آگئی۔ پلنگ سے اٹھکر بیٹھ گیا اسیکے ساتھ اسکی وہ آرزوئین بھی جو ابھی سکرات کے عالم مین دم توڑ رہی تھیں زرا اپنی اپنی گردنین اٹھا اٹھا کر اسکے منھ کیطرف دیکھنے لگین اور یہ اپنا بیقابو دماغ سے دوبارہ مشورہ لینے کے بعد اسطرح کہنے لگا "ہان ہان بس اس سے اچھی اور کوئی ترکیب ہی نہین۔ یا جان اپنے تن میں اور دل پہلو مین نہین یا پھر وہی میرے پہلو مین۔ ہان ہان تو بس آج ہی اور ابھی ابھی اسمین اب کچھ سوچنا بھی نہین چاہیئے۔ دیر نہو" یہ ایک ایسا پُرجوش خیال تھا کہ اسکے آتے ہی یہ اس کمرہ سے نکلکر باہر ٹہلنے لگا۔

موسم بہار کے وہ دلآویز جھونکے جو اپنے تفریح بخش اثر کے ساتھ جوشش جنون کا سامان بھی لیکر چلتے ہین اسوقت کچھ بلند ہو جانیوالے آفتاب سے گرم ہوکر اس سودائے جوش کو چھیڑتے ہوئے چل رہے تھے اور سودائے جنون کا ہیجان مین آجانیوالا مادّہ اسکے دماغ مین گرمی اور خیالات مین وسعت پیدا کر رہا تھا جسطرح ٹہلنے مین اسوقت اسکے قدمون کو حرکت ہو رہی تھی اسیطرح اسکے دماغی گذرگاہون میں رہنے والے خیالات کو بھی حرکت تھی۔ ایک خیال آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ کبھی کوئی آنے والا خیال آکر اسکے چہرہ کو اگر افسردگی بنا دیتا تھا تو فوراً کوئی دوسرا آنیوالا خیال اسکی تلافی بھی کر دیتا تھا۔ اس نے ٹہلتے ٹہلتے پھر اسطرح اپنے دل سے گفتگو شروع کی "وہ میری ان کوششون مین جو مجھ کو کرنی چاہیے شاید یہ آخری کوشش ہوگی۔ آخری کوشش ہی نہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس معاملہ مین کوشش کرنے کا یہ آخری موقع ہے جو خوش نصیبی یا اتفاق سے مجھکو ملگیا ہے اور اس اعتبار سے جو میری جان کے زرا بھی خیر طلب ہین اسموقع پر مجھکو شاید میرے ارادہ سے روکین گے بھی نہین۔ بھیم دیو اور واسدیو کو میرے ساتھ ایک خاص

الفت اور دلی ہمدردی ضرور ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس تہیّہ سے مین جانا
چاہتا ہون اسکے لیئے ایک فوجی طاقت کے ہمراہ ہونے کی بھی ضرورت ہے
بہرحال یہان سے میری اس روانگی کا ایک راز کی حیثیت مین چھپا رہنا بالکل
ایک غیر ممکن بات ہے" اس خیال کے آتے ہی اسنے بھیم دیو اور واسدیو کو طلب
کیا - اب بھی اسکا خیال بیکاری کی حالت مین نہ تھا - دل سے دماغ تک خیالات کا تانتا
لگا ہوا تھا اور آپ ہی آپ یہ باتین ہو رہی تھین "وہ اٹھ آجانیوالے کو کس نے
روکا ہی - وہ اگر نہ آئین گے - نہ آئین - میرا بڑھا ہوا شوق میرے وحشت زدہ دل
کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لیئے کافی ہے - ہمارے دلی حالات کے ترجمان ہمارے
ملکی کبیتسر اور ہندی کوّے اپنے دلچسپ اسلوکون مین ناری کو عاشق اور مرد کو
معشوق باندھتے ہین اور اس اصول پر یہ یقینی بات ہی کہ وہ حُسن کی دیوی مجھ سے
زیادہ میری دالہ و شیدائی ہوگی - ممکن نہین کہ میری اسوقت جانبازانہ کوششین
اسکی نظرون مین قابل قدر ثابت ہون اور میرے ساتھ وہ چلے آنے پر راضی نہو
جائے" اسکے یہ سودائیانہ خیالات ابھی یہین تک پہونچے تھے کہ سامنے سے
واسدیو اور بھیم دیو اسطرف آتے نظر آئے - مگر یہ دونو آنیوالے اس وقت
کچھ اُداس تھے - غیرت اور مایوسی کی زردی نے اپنا منھ لگا کر ان دونون کے
چہرون کا خون چوس لیا تھا - انکی گردنیں نیچے جھکی ہوئی تھین اور انکی آنکھون سے
نکلنے والی مایوس نگاہیں عرق کے مارے زمین مین دھنسی جاتی تھیں - ان دونون
نے قریب آکر غیر معمولی جھجک کے ساتھ سلام کیا اور پیکر تصویر کیطرح چپ کھڑے
رہگئے - انکی یہ حالت دیکھ کر سنگلدیو نے کہا "کہیئے اب وہ آپ کے دعوے کہان
گئے جو بڑھ بڑھ کر باتیں مارتے تھے - یہ کرین گے - وہ کرین گے اور یوں کرینگے
اب کچھ نہیں ہوسکتا!!" یہ دونوں چپ کھڑے تھے اور سنگلدیو اِن سے

اسیطرح طنزیہ لہجے مین کہہ رہا تھا "کیون وہ زبان جو پہلے نصیحت اور میری فہمایش کے لیئے بہت تیزی سے ساتھ دہن مبارک مین چلتی تھی کیا اب جواب دینے کے لیئے اس منھ مین نہین رہی - یا وہ منھ ہی نہین رہا - یا کہنے کے لیئے اب کوئی بات ہی نہین رہی ؟ آہ دوستی کے پردے مین میرے ساتھ دشمنی کی تنہا میرے ساتھ نہین بلکہ میرے ارمان زدہ دل کے ساتھ - میری شوق بھری تمناؤن کے ساتھ اور میری اس بیجا زندگی کے ساتھ"

واسدیو (بہت پست لہجے مین) حضور! اسکی کیا خبر تھی! یہ کون جانتا تھا کہ ایسی دور از وہم وخیال باتین اس معاملہ مین الجھاوے ڈالنے کے لیئے پیدا ہو جائین گی"

سنگلدیو "غرض کہ اب کچھ نہین ہو سکتا - بس اس معاملہ مین اب کوئی امید ہی نہ رکھنی چاہیئے (بہت ہی کرخت لہجے مین) تو آپ تمکو میری اور میرے ساتھ میری زندگی کی بھی کوئی امید نہ رکھنی چاہیئے - اچھا اب آپ لوگونسے رخصت"

واسدیو "گو ہم لوگون کی بدقسمتی نے ہملوگون کو اس قابل نہین رکھا کہ اب اس معاملہ مین آپ سے کچھ بھی کہہ سکین مگر جس پرمیشر کے قبضہ مین ہماری آتما ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ہم ہر طرح آپ کے رنج وراحت کے شریک ہین اور وفاداری کے ساتھ ہمیشہ آپ کا ساتھ دینے والے - ہماری ہمدردی اور جانبازی سے کچھ ہو یا نہو - اسمین تو ہم معذور اور مجبور ہین - مگر یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہین کہ ہم آپکا ساتھ چھوڑ دین - جہاں کا ارادہ ہو ہم ساتھ چلنے کے لیئے تیار ہین"

سنگلدیو "اچھا اگر تمھارا ایسا ہی ارادہ ہے تو سنیئے - مین نے اب دل مین یہ ٹھانی ہے کہ اتفاق سے اسوقت بکلانہ کا میدان خالی ہے ہمارے مہاراج کہین باہر تشریف لے گئے ہین اور راے کرن لڑائی پر بس ایک حملہ بکلانہ کے میدان پر بولدیا جائے اور کسی طرح وہ کوہ قاف کی پری وہان سے اڑا لیجائے"

واسدیو- (کسیقدر خوش ہوکر) ہان ہی تو بات اچھی- خوب ہی سوچے "
سنگلدیو- سنگلدیو کے ارادے تمھارے ارادون کی طرح نہین ہین اگر آپ اسکو اسکے کوششون مین عاجز اور بے دست و پا دیکھین گے بھی تو چتا پر- مگر مین دیکھتا ہون کہ بھیم دیو ابتک چُپ ہین- شاید انکو میری اس رائے سے اتفاق نہین "
بھیم دیو- نہین نہین- ضرور ترکیب اچھی ہے اور یقیناً کامیابی کی امید بھی مگر فقط اتنا خیال ہی کہ جسکو ہمارے بڑے مہاراج نے اپنے ملک مین پناہ دی ہی انھین پر ہماری فوجکشی کرنا ہماری قوم کی نیکنامی پر بہت ہی بدنما دھبہ لگانیوالی بات ہے اور بڑے مہاراج کو بے انتہا ناخوش کرنیوالی "
سنگلدیو- (چین بابرو ہوکر) ہان- ہان یہ تو مین جانتا ہی تھا تمھاری مصلحتین کیا اسوقت تک کسیطرح ختم ہونیوالی ہین کہ میرا خانہ نہو جائے- سب کچھ بُرا- بس اگر ایک اچھا ہے تو میرا اپرارمان مرجانا "
بھیم دیو- بھائی صاحب! یہ کیا آپ فرماتے ہین- ہم اور آپ کے بدخواہ! افسوس یہ ہے کہ ایک غالب آجانے والی محبت نے بڑھتے بڑھتے اس قدر آپ کے دلپر قبضہ کرلیا ہے کہ دوسرے کی محبت کی اب اسمین گنجایش ہی نہین- ہر شخص عام اس سے کہ وہ کتنا ہی آپ کا طرفدار کیون نہو آپ کو مخالف ہی معلوم ہوتا ہے- مین نہین جانتا کہ رائے کرن کی بکلانہ مین نہونے کی خبر کہان سے آپ کو ملی- وہ سرحد کیطرف فوج کی درستی اور جنگ کے لیے اکثر آتے جاتے ضرور رہین مگر کل تک جو خبر بکلانہ سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل وہ بکلانہ ہی مین ہین "
سنگلدیو- (بگڑکر) اچھا- بکلانہ مین موجود ہی سہی- مگر ہم لڑنے کے لیے کبھی

جائین گے نہین "

بھیم دیو "یہ کون کہتا ہی کہ جائین گے نہین - ضرور جائین گے مگر اسطرح نہین جائینگے کہ اپنی راجکماری کی حفاظت کا کامل انتظام کرکے نہ جائین - یون چاہیے وہ حفاظت کا زیادہ انتظام نہ کرتے لیکن ملکشون کے بادشاہ کا جو خط یہان آیا ہی غالباً وہان بھی گیا ہوگا اور ایسی حالت مین یہ ممکن نہین کہ وہ ایسی جھگڑے کی چیز کو جسکے چھیننے کے لیئے ہزار دن جائین قربانی چڑھنے کے لیئے اندرپت سے یہان تک آئی ہین ذرا بھی بے اطمینانی کی حالت مین چھوڑ کر کہین جائین - اور میرا تو قوی خیال یہ ہی کہ جب وہ لڑائی پر جائین گے تو عجب نہین کہ اپنی راجکماری کو ہمارے مہاراج ہی کے پاس اور انھین کی حفاظت مین چھوڑ جائین "

واسدیو "بیشک آپ کا خیال بہت اچھا پہنچا اور غالباً ایسا ہوگا "

سنگل دیو "تو مطلب یہ ہی کہ مین ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہون - کچھ بھی نہ کرون "

واسدیو "نہین یہ مطلب ہرگز نہین ہی - جو کچھ کیجیے اسکے ہر پہلو پر خیال فرمائیے مین ہر طرح پر آپ کا ساتھ دینے کے لیئے تیار ہون "

بھیم دیو "اور آپ سے پہلے مین - ہر ایک بات میرے ذہن مین آتی ہی مگر وہ ایک سربستہ راز ہی جسکو دل سے زبان تک لانا بھی مین مناسب نہین سمجھتا ہون "

اور اسقدر کہنے کے بعد بھیم دیو اپنے عاشق مزاج بھائی کے بالکل قریب جا کر اسکے کان مین کچھ کہنے لگا - واسدیو احتیاط کے خیال سے مصلحتاً یہان سے پچھلے پاؤن چلنا چاہتا تھا کہ بھیم دیو نے اسکو بھی قریب آجانے کا اشارہ کیا اور پھر ان تینون مین کچھ اس سرگوشی سے باتین ہونے لگین کہ ہر جگہ اور گھر گھر پھرنیوالی ہوا کو بھی عام طور پر بیجا یا یہان آنے کی گویا اجازت نہ تھی اسلیئے کہ کوئی صدا کسیطرف سے اب تک نہ نکلتی تھی یا شاید ناطقہ ہی کا دم بند تھا لیکن بعض اوقات اینمین سے کسی کسیکے لب حرکت کرتے

ہوئے بھی معلوم ہوتے تھے مگر ان سے کوئی صدا پیدا ہو۔ کیا مجال دم بھر کے بعد
ان حرکت کرتے ہوئے لبون پر بھی مُہر سکوت لگ گئی۔ اب یہان ایک سناٹے
کا عالم تھا اور تینون شخص پتھر کے بت بنے کھڑے تھے۔ مگر اب یہ بات ضرور تھی
کہ سنگلدیو کے اس اُداس چہرہ پر جس پر اس سے پہلے تحویر نفکر رنج غم او امید و
بیم کی نشانیان نمایان تھین اب اسپر ایک رونق سی آگئی تھی انتشار کی جگہہ اطمینان
کے آثار تھے اور یہ جملے اسکی زبان سے نکل رہے تھے" اس محبت کے کوچہ مین
پر پیشتر جانے کیا غضب ہے کہ بدنصیب عشاق کو قدم قدم پر نا امیدی سے سامنا ہوتا ہو مگر
اسکی دم توڑنیوالی امید کی کسی طرح جان نہین نکلتی کسی نے زرا آسرا دیدیا اور یہان
بھروسا ہو گیا یقین آگیا۔ نمایشی تسلی جھوٹون زرا سی کر دی اور انکو پوری تشفی ہو گئی ع

توقع یہان کس قدر ہو گئی		وہان جھوٹے وعدہ پہ لب ہل گیا

اچھا اگر تمھاری یہی رائے ہی تو جو کچھ مناسب سمجھو کرو۔ مگر جو کچھ ہونا ہے ہو جائے
اور جو کچھ آج کرنا ہے وہ کل پر نہ اٹھا رکھا جائے"

بھیم دیو" ہان ہان بہت جلد۔ اس سے آپ اطمینان رکھین "

اب پھر دن آگیا ہی اور قرص آفتاب سے آنیوالی کرنین سنگلدیو کی بیچین طبیعت
کا خاکہ اُڑائے ہوئے" تڑپ تڑپ کر اسیطرح زمین پر گر رہی ہین جسطرح سنگلدیو کے
دل مین رہنیوالے ارمان اور تمنا شوق اور انتظار کا راستہ کھینچتے کھینچتے دم واپسین
بنکر اب آنکھون کی راہ نکلتے ہین اور خاک مین ملنے کے لئے زمین پر پڑے
لوٹ رہے ہین۔ لیکن یہ نہین معلوم کہ بھیم دیو نے ایسا کونسا افسون اسکے کانو مین
پھونک دیا ہے کہ جس قسم کا جوش جنون اور مجنونانہ باتین ابھی چند منٹ
پہلے اسمین دیکھی جاتی تھین اب اسمین ایک قسم کا سکون پایا جاتا ہی۔ اس کے
چہرہ کا وہ ساعت بساعت بدلتا ہوا رنگ جو دمبدم اس کے بدلتے ہوتے

خیالات کیوجہ سے حسینون کی تلون مزاجی یا زمانہ کے انقلابات سے ایک
قسم کی مناسبت رکھتا تھا اب سپید رہ ایک نک پر ٹھیر گیا تھا مگر اب بھی وہی
رنگ تھا جسکو ازل سے عشاق کے چہرہ کے ساتھ ایک طرح کی الفت
سی ہو گئی ہے - زبان سے وہ اب کچھ کہتا تو نہ تھا مگر دمبدم اسکے ہونٹ
تک آنیوالی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بتا رہی تھین کہ اب بھی اسکے افسردہ دل کے
رہنے والے گھر مین ان کے سوا اور کوئی چیز نہین -

اس سکوت اور سناٹے مین دیر تک کھڑے رہنے کے بعد ایک مرتبہ
اس نے بہت لمبی چوڑی ٹھنڈی سانس لی اور اسطرح کہنے لگا "مین خوب جانتا
ہون کہ تم اپنی سچی محبت سے میرے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتا ہو مگر مین سچ
کہتا ہون کہ ہو کچھ بھی نہیں سکتا - اور نہ تم کچھ کر سکتے ہو - اور تم کیا کرو میرا کمبخت
مقدر ہی ایسا ہے - لیکن خیال ہو تو بس اسقدر کہ اس آخری کوشش کے نہونیکی
اس دل میں حسرت رہجائے گی -

کیسیم ڈیو "مین آپکو آپکی کوششوں سے روکنا نہین چاہتا اور مین یہ چاہتا ہون
کہ آپ کے ان روح فرسا صدموں مین خدانخواستہ میری وجہ سے ایک اور حسرت
کا اضافہ ہو جائے - میری دلی تمنا تو یہی ہے کہ مین ہمیشہ عیش و نشاط اور کامرانی
ہی مین آپ کو دیکھون اور جو کچھ مین نے عرض کیا تھا وہ اسی مصلحت سے عرض کیا تھا
کہ آپ خود اس امر کا اچھی طرح فیصلہ کر لیں کہ ان دونون مین سے کون سی
تدبیر اچھی ہے اور کس کا اختیار کرنا چاہیئے - یہ سب آپ کی مرضی پر منحصر ہے - ہم
ہر طرح پر آپ کا ساتھ دینے اور جان نثار کرنے کے لئے خوشی سے تیار ہین"

شنگلیپو (تھوڑے سکوت کے بعد) "میرا تو دماغ مصیبتون کیطرح میرے قابو
مین نہیں مجھکو اب اچھے برے مین ذرا تمیز ہی نہین - بس مین تو یہ جانتا ہون

اور چاہتا ہون ؏

کوئی صورت ایسی ہو تی انکی صورت دیکھنا

وہ مجھے ملتین اور مین انکو (بہت ہی پر حسرت لہجے مین) پرمیشر کوئی دن ایسا ہوگا!
اب تم جو اچھا سمجھو کرو - مگر جو کچھ کرو جلدی کرو - اُف - اُف - میرے قلب سے اسوقت
شعلے اُٹھ رہے ہین اور ایسی ایسی بدگمانیان میرے دل مین خود بخود عجیب چلی آتی
ہین کہ روح کانپ رہی ہی - واسدیو تمھین پرمیشر کی قسم تم میرے کلیجہ پر ذرا ہاتھ رکھکر
دیکھنا تو سہی کسطرح دھڑک رہا ہے"

واسدیو (اسکے دل پر ہاتھ رکھکر) رام رام - جیسے مالا کے دانے - کھٹ کھٹ
لیکن اب اسقدر اضطراب کیون! پرمیشر مین ہر طرح کی طاقت ہے اور تدبیرین تو
ہو رہی ہین"

سنگلدیو "اچھا اچھا تو پھر جاکر جلد انتظام کرو" اسقدر باتون کے بعد واسدیو
اور بھیم دیو دونون یہان سے چلے جاتے ہین اور سنگلدیو اپنے کمرہ مین جاکر
پلنگ پر لیٹ رہتا ہی - تھوڑی دیر تک تو یہ کچھ کھویا ہوا سا چپ سناٹے مین پڑا رہا
اور پھر اسطرح اپنے دل سے باتین کرنے لگین " اس معاملہ مین جو ترکیب مین نے
سوچی تھی اُس سے تو یہ تدبیر ضرور اچھی ہی - عجب نہین جو چل جائے اور راجے کرن
مصلحت وقت سمجھ کر میرے ارمان، وہ دل پر ترس کھا جائین - گو مجھکو اپنے بخت
کی برگشتگی سے اسکی امید نہین پڑتی پہلے بھی تو بڑے مہاراج کے بڑے موٹے
احسانات کے اعتبار سے یہی خیال کیا جاتا تھا کہ راجے کرن انکے حکم مین کبھی
چون و چرا نہ کرین گے - لیکن پھر دیکھ لیا کہ کسطرح ٹال دیا - صاف لفظون مین انکار
نہ سہی لیکن انکا مطلب تو یہی تھا - ہائے کھیرت کھمبہ مین وہ اسکا جھجک کر اپنی سہیلیون
کے جھرمٹ مین چلا جانا - وہ اسکی گھبرائی ہوئی نظر - شرما شرما کر میری طرف دیکھنا اور

وہ اسکی پیاری پیاری صورت کیسطرح اس مرمٹنے والے دل سے نہین بھولتی نہین بھولتی - مین اپنی ان آنکھون کو جنھون نے وہ جادو بھری بڑی بڑی آنکھین ایک بار دیکھی ہین بہت ہی خوش قسمت کہتا تھا - مگر اب مین کہتا ہون کہ ان آنکھون سے بڑھکر دنیا مین کوئی اور بدنصیب آنکھین ہی نہون گی - پھر کبھی دیکھنا ہی نصیب نہوا ہائے وہ موہنی صورت باربار آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے اور کسی طرح بھولتی ہی نہین - ہزار مین کہدون لاکھ مین کہدون کہ اس حسن وجمال اور صورت شکل کی عورت دنیا کے پردہ پر نہوگی - اور اگر سنگلدیو! اس ترکیب سے بھی بالفرض کام نہ نکلا - رائے کرن نے نہ مانا یا ملکش لوگ لے اُڑے تو پھر!" اور اس خیال کے آتے ہی اسکا خون رگون کے اندر دفعتہً خشک ہوجاتا ہی - اسکے چہرہ پر چھاجانیوالی اُداسی کے ساتھ غیر معمولی سپیدی پیدا ہوجاتی ہی اور ٹھنڈی ٹھنڈی آہین اسکی مزاج پرسی کے لیئے بہت ہمدردی کے ساتھ اسکے خشک ہوجانیوالے ہونٹھون کے پاس آتی ہین اور یہ اپنے پہلو سے نکلے جانیوالے دل کو دونون ہاتھون سے پکڑکر اسطرح کہتا ہے "وہ بیشک جس کے حصہ مین وہ آجاہین وہ اچھا - اچھا اور ایک بہت ہی اچھا - وہ اچھا - اُسکے نصیب اچھے اور اُسکی قسمت کا کیا کہنا!! پرمیشر! وہ خوش قسمت اگر سنگلدیو نہین ہی! تو پھر سنگلدیو بھی نہین ہی - پہاڑ سے گر پڑون گا - پانی مین ڈوب مرون گا - کچھ کھالون گا - غرض کہ زندہ نہین رہون گا نہین رہون گا - کیسطرح نہین - ایسی زندگی پر لعنت - ایسے جینے پر لعنت" انکی یہ جھنجھلاہٹ تو اب جلد ختم ہونے سے رہی اس لیئے انکو ہم اسی حال مین چھوڑ کر اس حسن کی دیوی کی خبر لیتے ہین جسکے دلفریب حسن نے اسکو اس حالت پر پہونچادیا ہی -

پندرھوان باب

آخری کوشش

کچھ دور نہیں بتکدہ و کعبہ سمجھ لیں
کافر تری آنکھوں کو مسلمان مرے دلکو

وہ حسن کی دیوی جسکے خداداد حسن کا شہرہ راجپوتانہ کے حدود سے نکلکر آفتابی شعاعوں
کیطرح چاروں طرف دور دور تک پھیل رہا ہے جس کے تیر نظر کے بسمل ذروں کیطرح
راجپوتانہ کے ریگستان میں تڑپ رہے ہیں جسکی جادو بھری کٹیلی پلکوں والی بڑی
بڑی آنکھوں نے ایک طرف تو اسلامی فوج کے ایک افسر کے پہلو میں رہنے
والے بیچارے سادے مسلمان دل کو خود رفتہ کر دیا دوسری طرف سنگدل بیچارہ کے
جگر کو ہر ایک سماں سے برباد اٹھا۔ اسوقت اپنی چیدہ بے تکلف سہیلیوں کے
جھرمٹ میں بیٹھی ہے گو [illegible] تیر تیز آفتاب کی آتشانی کرنوں کی روک تھام کا
کافی انتظام یہاں تھا پردے بھی پڑے ہوئے ہیں اور [illegible] چھنتے والی کرنوں کا بھی یہاں
گذر نہ تھا تاہم اسوقت موسمی گرمی انتہائی حد پر پہنچی ہوئی تھی۔ گر یہاں کی پھیلی ہوئی
تاریکی کی صحن سے قدم رکھتے ہی پہلے ہماری آنکھوں کو کچھ نظر نہ آتا تھا مگر چند سکنڈ کے
بعد یہاں کی ہر چیز اچھی طرح نظر آنے لگی۔ اس حسن کی دیوی کا چہرہ اداس اداس ہے
اور وہ چپ چپ سی رہتی ہے جو پہلے گلاب کے پھول کے رنگ نہ پا والے تھے
اب اس وقت گل مہوبی مانگی جا [illegible] کی سے لال ہرگئی مار رہے تھے۔ گویا کہ
ہم نشیں سہیلیاں، اسکا دل بہلانے کے لیے ادھر ادھر کی [illegible] مداں کی باتیں
کرتی تھیں مگر آہ وہ اس [illegible] حق کرنے میں [illegible] ہی بے اثر تھیں
جسطرح نسیم سحری کے دلآویز جھونکے اس دلتنگ غنچہ کو نہیں کھلا سکتے جسمیں

گلچین کے ظالم ہاتھوں نے شاخ گل سے جدا کر دیا ہو - وہ انتہائی درجہ کے سکوت
مین بیٹھی تھی طبیعت کے مکدر کرنیوالے پریشان خیالات کے جولانگاہ بننے والے
سر کو سناٹے کے عالم مین اپنے نازک ہاتھ پر رکھے ہوئی تھی - سینہ
مین اُودبچھ اُودجھکر آنیوالے خیالات کو ٹھنڈی ٹھنڈی آہون کے ذریعہ سے بعض
اوقات وہ نکال بھی دیتی ہے - اور پھر آپ ہی آپ اپنے دل سے اسطرح کہتی
ہی وہ ہائے رام مین کیون پیدا ہوئی تھی - راجہ کے محل مین کوئی پیدا ہوکر ناز و نعم
مین پرورش پاتا ہی - مگر ہائے مین ایسی بدنصیب نکلی کہ بچپنے ہی سے پرورش
پائی تو انھیں رنج اور مصیبتون مین اور چھوٹی سے بڑی ہوئی تو انھین درد دکھ
اور غمون مین - انندا کے گم ہوجانے پر مین رات دن اسکے ملنے کی دعائین
مانگتی تھی اور جب یہ ملی ہے تو مین یہ سمجھی تھی کہ ایک سلطنت ملی مگر اس کمبخت نے
تو آکر مجکو کسی دین ہی کا نہین رکھا - اس فوجی افسر کا حال اس نے کچھ اسطرح
سے بیان کیا کہ دل پر کچھ چوٹ سی لگی اور اس چوٹ مین میٹھا میٹھا درد بھی پیدا ہو گیا
اور بات کیا ہے فقط اتنی کہ صرف میرے آنے کیسکا یہ حال کیون ہوا! (ٹھنڈی سانس
لیکر) ایک آفت ہو تو کہون ایک طرف تو ملکشون کا بادشاہ میرے خون کا اسقدر
پیاسا ہو گیا ہی کہ فوجون کے دل کے دل ریگستان راجپوتانہ کی طرح میرا میرے
ہمقومون اور اہل وطن کا خون بہانے کے لیے اندرپت سے چلے آتے
ہین - ہمارے مہاراج بھلا کہانتک ان موذیوں سے لڑینگے - پرمیشر ہی اب
آبرو بچائے تو بچے - دوسری طرف وہ مرہٹہ میری جان کے پیچھے پڑا ہے
(ایک ٹھنڈی سانس لیکر) بس جانتی ہون کہ یہ میری کمبخت جان انھین دونون مین
کے نذر ہوجائے گی انندا کے آنیکے بعد معلوم نہین کہ اس فوجی افسر پر کیا گذری
اسکی حالت اس انندا نے تو بہت ہی بری بیان کی تھی - پرمیشر [illegible]

آخر اس کمبخت نے ایسی حالت کیوں کر دی! اس سے حاصل!! - اسد اکا
برمیشر بُرا کرے کہ اس نے اسکا حال ناحق ناحق کے لیئے میرے سامنے بیان
کرکے میرے دل کو بھی ایک روگ سا لگا دیا۔ ہر وقت ایکطرح کی اُلجھن اور وحشت
سی دیکھو ہر پھر کر دہی خیال آتے ہیں اور یہ عجیب بات ہی کہ اگر کچھ دل بہلتا
بھی ہی تو بس اسی قسم کی باتوں سے - اسطرح کے خیالوں سے - یہ بدبھی اب
میری آنکھوں کے تلے ہیں ہی - گھنٹوں یوہیں مُنھ چھپائے پڑی رہی، دل
اور سینے میں بھی دیکھتی ہوں تو وہی کھیرت کھمبہ والا واقعہ ؟

یہ ایسے انہیں خیالات میں غلطاں اور پیچاں تھی کہ اسد نے اسکے پڑے ہوئے
سکوت کو دیکھ کر اس کے چھیڑنے کے لیئے کہا " راجکماری آپ تو اسوقت ایسی
چُپ چُپ بیٹھی ہیں جسطرح کھیرب کھمبہ کے اندر رکھی ہوئی لکھشمی ہماری سیتا
کی مورت "

حسن کی دیوی " ہاں ہاں ہماری سیتا کی مورت سہی - مگر انہیں کی طرح
تو ہیں بیٹھے بیٹھے دھرتی ماتا کی چھاتی پھٹے اور میں اسیں سما جاؤں "

ابھی یہ فقرہ ختم بھی ہوا تھا کہ راجہ راہدیو کے راجکمار بھیم دیو کے آنے کی اُڑتی ہوئی
خبر باہر سے اندر پہنچی اس حسن کی دیوی کے کانوں تک اس خبر کا پہونچنا تھا
اور ساتھ ایک نئی اُلجھن کا اس کے دل میں پیدا ہو جانا تھا یہ پیچ و تاب کھاتے ہوئے
شعلہ کی طرح اپنی جگہ سے اُٹھی اور اسد اچھیڑنے کے طور پر اس کو روکتی بھی رہی
مگر اس نے ایک بھی نہ سنی ع

چلی وہ تیر کی صورت کھچی کماں کسطرح

† یہ سیتا کی طرف اشارہ ہے زمین پھٹ گئی تھی وہ دھرتی میں سما گئی تھیں
دیکھو جامع التواریخ

گرتی پڑتی ایک علیحدہ کمرہ مین جاکر لیٹ رہی - اور کسی کی تو اب مجال نہ تھی کہ اس
خلوت پسند اور بگڑ کر چلی جانیوالی کا پیچھا کرتا مگر بے تکلف انندا نے ابتک سایہ
کیطرح اسکا ساتھ نچھوڑا تھا - جب یہ دونون اُس خالی کمرہ مین پہنچگئے اور آیا ہوا
طیش ذرا ذرا کم ہوا تو انندا نے ہنسکر کہا "کیون راجکماری - آپ وہان سے
اُٹھکر بھاگین کیون ؟ کیا یہ خبر کچھ خلاف مزاج گذری ! یا آتی ہوئی حیا نے چٹکیان
لے لیکر وہان ٹھیرنے ہی نہین دیا !!"

حسن کی دیوی "معلوم اندا تو نے کس قسم کی بیچین طبیعت پائی ہے کہ
کبھی تیری کوئی بات چھیڑ سے خالی نہین ہوتی - ہان یہ تو بتا - آخر اب یہ کیون آیا !!
مین کبھی نانون اسکا آنا ہرگز خالی از علت نہین - کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے -
جاکر ذرا خبر تو لینا" اس حکم کی تعمیل کے لیے مخفی طور پر یہان انتظام ہو رہے
ہین اور ہمارا آزاد خیال اس چار دیواری کے حدود سے باہر نکل کر بہت
حیرت اور شوق کے ساتھ آگے بڑھتا ہی

اب سہ پہر کا وقت آگیا ہی اور آفتاب کا آتشین کرہ غربی افق سے اب اس سے
بھی زیادہ قریب ہوگیا ہی جسقدر نصف النہار کے خط سے دور - تاہم اس کی
پہلو بدلتی ہوئی کرنون مین اسقدر طپش باقی ہے کہ ابتک ان مرغان ہوائی
کے پر جلتے ہین جن کی زندگی کا سب سے زیادہ دار مدار ہوا ہی پر ہی جسطرح ان
آفتابی کرنون مین تڑپ ہی اسیطرح زمین کا ہر ذرہ تڑپ رہا ہی اور ہوا کے اس
حصہ کو جو زمین سے ملا ہوا ہے اگر نظر جما کر دیکھئے تو بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ
زمین کا سارا طبقہ کوہ آتش فشان بنا ہوا ہے - آگ لگی ہوئی ہی اور ہر ذرہ کے
مُنھ سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شعلے اسی طرح نکل رہے ہین جس طرح
کسی غمزدہ کے مُنھ سے گرم گرم دھواندھار آہین - پریشان آہین چل رہی ہین

اور بن بنکر بگولے اسیطرح اُٹھ رہے ہین جسطرح اکثر کھیل بن بنکر بگڑ جاتے ہین لون کے چلنے والے جھونکون سے بچنے کے لیے بے خانمانی کی دُنیا کے رہنے والے خدا کی غریب مگر آزاد مخلوق پرندے جس طرح سایہ دار اور گنھرے درختون کے کُنج مین پر سمیٹے دبکے بیٹھے ہیں اسیطرح خدا کی اشرف المخلوقات کے ہر طبقے کے لوگ اپنی اپنی حیثیت کے موافق جھوپڑون سے لگا کر عالیشان محلون تک مین چھپے بیٹھے ہیں۔ ایسے وقت مین زمانہ کا ستایا ہوا اور مقدر کا شاکی راے کرن بگلانہ کے قلعہ کے اندر اسی دیوان عام مین بیٹھا ہے جس مین ناظرین نے اس سے پیشتر اسے بیٹھا دیکھا تھا۔ چہرہ پر گو انتشار بڑھا ہوا ہی مگر اسی کے ساتھ جا بجا غور و فکر کی نشانیان بھی پائی جاتی ہین۔ چُپ سناٹے مین تو ضرور ہی مگر چہرہ کا اُتار چڑھاؤ بتا رہا ہے کہ اس کے دل و دماغ مین اسوقت تک کوئی نہ کوئی بحث ضرور ہو رہی ہے۔ اور یہی حال اس کے ارکین دولت کا بھی ہے جو اس کے سامنے مؤدب سر جھکائے بیٹھے ہین۔

تھوڑی دیر کے بعد راے کرن نے جھکا ہوا سر اُٹھا کر اپنے ارکین دولت سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا۔ دو دکنی مرتبہ کو ہمارے راجپوت بہادرون نے خوب ہی داد شجاعت دی۔ سپہگری کے خوب جوہر دکھائے۔ الغ خان تو مان ہی گئے ہون گے زبان سے نہی مگر دل مین تو ضرور یہ کہتے ہون گے کہ راجپوت بڑے بہادر نکلے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ شمالی ملکش بھی بلا ہی کے لڑنے والے ہین۔ ابھی حال مین جو لڑائی ہوئی ہے اور جس مین مین بلباس بھی شریک تھا کئی مرتبہ ان ملکشیون کو سخت ہزیمت ہو گئی تھی لڑائی کا رنگ بالکل بدل ہی گیا تھا اور کئی مرتبہ انکی فوج کے قدم بھی اُکھڑ گئے تھے مگر پھر بھی کس خوبصورتی سے سنبھلے ہین اور بگڑی ہوئی فوج کو سنبھالا ہے

کہ واہ وا۔ اس چھڑی ہوئی لڑائی کو اب دو مہینے کے قریب گذرتے ہین اور ہنوز روز اوّل۔ آخر کہان تک!" اس کے جواب مین ارکین دولت مین سے ایک شخص نے کہا "ایک ہو تو اُس سے کوئی لڑے چارون طرف سے تو ظالمون نے گھیر لیا ہے۔ ایک طرف الغخان دوسری طرف ملک نصرت اور تیسری طرف وہ کافور چھوکرا جس نے کہ یہین کی آب و ہوا مین پرورش پائی ہے۔ غلام بنکر یہان سے گیا تھا اور اب وہان سے ملک نائب کا خطاب پاکر ظالمانہ خونریزیان کرنے کے لیئے یہان آیا ہے اور خیر وہ تو وہ اس جالور والے کا تردبو کو دیکھئے کہ خیر سے وہ بھی انھین ملکشون کی طرف سے ہمارا خون بہانے کے لیئے تیاریان کر رہا ہے۔ کس مشکل مین جان پڑی ہے۔ ہر طرف سے بیت ہی بیت۔ پہلے جب ملکشون کی فوج اسطرف کو بڑھی ہے تو میرا خیال تھا کہ خراج نہ بھیجنے کیوجہ سے رامدیو پر یہ چڑھائی کیگئی ہے۔ مگر علاء الدین کی چٹھی دیکھنے سے یہ راز کھلا کہ یہ ساری فوجکشی میرے ہی لئے ہے اور وہ بھی راجکماری کے لیئے بھلا تمھین لوگ بتاؤ۔ تمھین اپنے دھرم کی قسم ہو کہ ہندو دھرم کی اور وہ بھی ایک راجپوت کی کنیان کیا اس قابل ہے کہ وہ ان ملکشوں کے حوالے کر دیجائے؟ ۔ مجھ سے یہ تو خود یہ خطا ہوئی کہ مین نے اُسوقت جوش مین آکر صاف لفظون مین انکار کر دیا۔ اگر اسمین مین تمھارا یا اپنے پاک دھرم کا خطاوار ہون تو اُسکی تلافی کرنے کے لیئے مین اب بھی موجود ہون۔"

یہ فقرہ ابھی ختم بھی نہین ہوا تھا کہ اس ایوان کے ہر گوشہ سے صدا آئی "نہین نہین مہاراج نے بہت اچھا کیا۔ ہم اپنے دھرم کی حفاظت کرنے۔ اپنے ننگ و ناموس کے بچانے اور مرنے مارنے کے لیئے تیار ہین۔ جب ایک

راجکماری کے لئے ایسے ناجائز دباؤ ڈالے جاتے ہین تو پھر بھلا ہماری ہو بیٹیاں کس شمار قطار مین ہین - ہم ملکشون کا خون پی لین گے کچا چبا جائینگے - ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے" اور اپنی اپنی آستینین چڑھاتے ہوئے سب یکبارگی اُٹھ کھڑے ہوئے - اسوقت انکی طبیعتون مین ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا تھا غصہ سے سبکے چہرے تمتما گئے تھے اور آنکھین لال لال ہو گئی تھین اور ان سب نے اپنی اپنی تلوارین میانون سے کھینچ لی تھین -

راے کرن نے انکا یہ بڑھا ہوا جوش دیکھکر انسے کہا "ہان ہان ایسا غضب بھی نکرنا - اتنا بیموقع جوش اچھا نہین - یہان اسوقت کون غیر بیٹھا ہی جسکی جان لینے کے لئے یہ خون کی پیاسی تلوارین ہاتھ ہاتھ بھرکی زبانین نکالے ہوئے میان سے نکلی ہین - کیا راے کرن ہی پر تو ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ نہین ہو؟ جب ایسا وقت آئے - ایسا موقع ملے اُسوقت اس جوش سے کام لینا"

وہی لوگ "وہ نہین نہین - ہم ابھی جاکر اپنے ننگ و ناموس کے دشمنون کی گردنون سے سر اُتارلین گے - وہ بھی کیا یاد کرینگے کہ کسی کے آبرو لینے کا ارادہ کیا تھا"

راے کرن "ٹھہرو ٹھہرو - ایسے جنون سے کام نہین نکلتا - سمجھو تو ان دو چار تلوارون سے کہین فوجین کٹ سکتی ہین! ہان اگر تمھاری فوج کا ہر ایک جوان تمھاری ہی طرح جوشیلا بنجائے - تمھارے غیور دلون کیطرح اسکو بھی غیرت آجائے تو شاید یہ آتی ہوئی بلا ٹلے تو ٹلے"

وہی لوگ "ہان ہان آپ ہماری فوج کے ایک ایک بچہ کے بھی دل مین سر میدان یہی جوش دیکھ لین گے اور حضور مرنیوالے مارنیوالے تو وہ بھی بہت ہوتے ہین"

یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پہرے والے نے آکر عرض کیا "راجہ رامدیو کے چھوٹے راجکنور بھیم دیو دیوگڈھ سے تشریف لائے ہین اور باریابی کی اجازت چاہتے ہین" اس سے پیشتر کہ بھیم دیو کو اندر آنے کی اجازت دی جاسے اس امر معین رائے زنی ہونے لگی کہ یہ آئے کیسے! کسی نے مقتضائے وقت کے اعتبار سے کہا کہ ملکشون کی لڑائی کے متعلق راجہ رامدیو نے کوئی ضروری اور خاص بات کہلا بھیجی ہوگی - کسی کا خیال صلح کی تحریک کی طرف اس طور پر گیا کہ شاہی فرمان پر عملدرآمد کرنے کی رائے دیگئی ہوگی - کسی کا خیال سنگدیو کے معاملہ کی طرف گیا اور کسی نے کہا کہ شاید بھیم دیو کو فوجی امداد کے طور پر بھیجا ہوگا - خیر - کوئی بات ہو مگر اس خبر کے سنتے ہی رائے کرن کے چہرہ پر اطمینان کے آثار انتشار کی نشانیون سے اب زیادہ ہی پائے جاتے تھے - موجودہ ارکین دولت مین سے چند معزز لوگ بھیم دیو کے استقبال کے لئے بھیجے گئے - اور بہت عزّت اور احترام کے ساتھ ایک مناسب موقع پر وہ بٹھایا گیا -

اب شام ہوگئی تھی اور کائنات کی ہر شے پر قبضہ کرنیوالی سیاہی کے دفعیہ کے لیے شیشہ آلات کے اندر سے روشنی کی بڑھتی ہوئی شعاعین نکل نکل کر باہر پھیل رہی تھین -

رام رام اور استفسار مزاج کی معمولی باتون کے بعد بھیم دیو کی طرف سے چند کشتیان رائے کرن کے سامنے پیش کیگئین جنمین بیش بہا جواہرات اور اعلیٰ درجہ کی خوشبودار اشیاء اور نفیس نفیس قسم کے اونی اور ریشمی پارچے تھے - اور انھین تحائف کے ساتھ رامدیو کی ایک سربمہر چٹھی بھی - رائے کرن لفافہ چاک کرنے کے بعد اسکو سرسری نظر سے دیکھنے لگا -

معلوم اسمین کیا لکھا تھا کہ اسکی وہ نگاہین جو بڑے ذوق شوق کے ساتھ اس کے پڑھنے کے لیئے بڑھی تھین چند ہی سطر پڑھنے کے بعد کچھ ٹھٹکین اور پھر رُک رُک کر آگے بڑھنے لگین۔ اور بڑھتے بڑھتے جب اسکی نظر اس چٹھی کے خاتمہ پر پہونچی تو پھر یہ دیکھا گیا کہ اس کی نظر مین ایک قسم کی بیخودی سی پیدا ہو کر اسکو چُپ سی لگ گئی۔

اس کے اُلٹے ہاتھ مین اگر یہ خط تھا تو اس کا سیدھا ہاتھ اسکے سر کو سنبھالے ہوئے اس امر کو ثابت کر رہا تھا کہ اسوقت اس کا چکّر کھاتا ہوا دماغ اس کے قابو مین نہین ہی۔ چند گذرنیوالے لمحون کے بعد جو انسانی طبیعت کے انقلابات کو تبدیل کر دینے مین بہت دخل رکھتے ہین اسکے دلی انبساط اور خود رفتگی مین جب کچھ کچھ کمی ہوئی تو اسطرح یہ اپنے دل ہی دل مین کہنے لگا ؎ واہ۔ چہ خوش! زمانہ بھی کتنا خود مطلب ہی۔ کوئی کیسی ہی مصیبت مین مبتلا کیون نہو مگر دوسرے کو بس اپنے مطلب سے مطلب ہی۔ یہان ان ملکشون کے مارے کھانا۔ پینا۔ سونا تک حرام اور اُن کو گوتے کی پڑی ہے "

رائے کرن کا یہ بڑھا ہوا سکوت اور اسکی آنکھون کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر اراکین دولت بہت دبی زبان سے اسطرح پوچھنے لگے "خیر ہی! مہاراج نے کیا تحریر فرمایا ہی؟"

رائے کرن اب بھی خاموش تھا۔ اس حال پر جب دو ایک منٹ گذر گئے تو اس نے اسی چٹھی کو جو ابتک اس کے ہاتھ مین تھی اراکین دولت کیطرف بڑھا دیا۔ مگر یہ عجیب بات تھی کہ ان دیکھنے والون مین سے جو کوئی اس چٹھی کو دیکھتا جاتا تھا اسکی حالت سکوت اور سناٹے مین رائے کرن کی حالت سے مشابہ ہوتی جاتی تھی۔

یہان کے اس پھیلے ہوئے سناٹے کو جس شخص کی گفتگو نے درمیان مین پڑکر برطرف کیا وہ بھیم دیو ہی تھا۔ اسطرح کہنے لگا "میری آنکھین دیکھ رہی ہین کہ چٹھی سب موجودہ حاضرین کی نظر سے گذر چکی ہے اور اس اعتبار سے مجکو اس امر کے باور کر لینے کی کافی وجہ ہے کہ اس جلسہ مین کوئی غیر نہین ہے اس لیئے اسموقع پر میرا اُن باتون کا عرض کر دینا شاید بیموقع نہوگا کہ جن کے زبانی عرض کر دینے کی مجکو سری مہاراج کیطرف سے ہدایت ہوئی ہے"

رائے کرن "ہان ہان آپ شوق سے فرمائیے"

بھیم دیو "مہاراج نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ گو آپکے اس انتشار اور پریشانی کے عالم مین جبکہ ملکشون کے بادشاہ اور آپ سے لڑائی چھڑی ہوئی ہو آپکو ایسے کام کی بیموقع ہرگز تکلیف نہ دیجاتی جو بہت اطمینان کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن ملکشون کی اس لڑائی کا چونکہ اصل سبب بھی یہی ہو اس لیئے اس کام کے لیئے اس سے اچھا اور کوئی دوسرا موقع ہو بھی نہین سکتا ہے"

رائے کرن "ہان یہ اُنکا فرمانا غالباً زیادہ تر اسی مصلحت سے ہوگا اور مین بھی آپ کے مہاراج کے تعمیل ارشاد مین ذرا بھی پس و پیش کرتا اگر ہمارے دھرم کے احکامات اور برادری کے مراسم اور جھگڑے اس امر کے پابند کرنے کے لیئے پابندی کی زنجیرین ہمارے اور اُنکے پاؤن مین نڈال دیتے"

بھیم دیو "ہان مین ان باتون کو خوب سمجھتا ہون حضور کا ارشاد بجا ہی لیکن مین بہت ادب کے ساتھ اس امر کے عرض کرنے کی بھی عزت حاصل کرنا چاہتا ہون کہ ع

	ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد	

جب ہم دیکھ رہے ہین کہ ملکشون کے بادشاہ کی ایک زبردست فوج

اپنی آستینیں چڑھا کر اندر ریت سے اسی لئے چلی ہو کہ زبردستی ایک راجپوتی
سلطنت کی راجکماری کو لے جائیں۔ تو ان بیدھرم۔ شدھ ملکشوں سے جو ہمارے
تخت و تاج۔ ہمارے ہندو دھرم اور ہمارے جانی دشمن ہیں ایک ہندو
راج کا راجکمار گو وہ مرہٹہ ہی کیوں نہو آپ کے مراحم اور بزرگانہ عنایتوں کا
زیادہ تر مستحق ہے"

رائے کرن "ہاں ایک حد تک آپکا یہ خیال ضرور صحیح ہے لیکن راے کرن
کے تن بدن میں جبتک جان ہے اسوقت تک کیا یہ ممکن ہے کہ ملکش
لوگ میری راجکماری کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں"

اراکین دولت "کس کی مجال! انکی آنکھیں نکال لیجائیں۔ انکا خون
پی لیا جائے"

بھیم دیو (اپنے دل میں) جی ہاں بجا ہے! جب وہ خود راج کو نکال لے گئے
تھے کچھ اسوقت انکا آپنے کر لیا تھا کچھ اب کر لیجئے گا!! زبانی جمع خرچ۔ زبان
سے جو چاہئیے کہہ لیجئے اور ہونا تو معلوم (رائے کرن سے مخاطب ہوکر) مہاراج
کا ارشاد بجا ہے مگر یقینی طور پر جب ہم جانتے ہیں کہ چڑھائی صرف
راجکماری ہی کے لئے ہوئی ہے تو اس لڑائی کا خاتمہ کر دینے کے لئے
شاید اس سے اچھی اور کوئی ترکیب ہی نہیں ہوسکتی کہ راجکماری کا گونا کر دیا
جائے۔ یقیناً اس خبر کے سنتے ہی ملکشوں کے حوصلے سست۔ ہمتیں پست
اور امید منقطع ہو جائے گی۔ اور اسی کے ساتھ جنگ و جدل کی بھڑکی ہوئی
آگ بھی فرو ہو جائے گی"

اب رائے کرن خاموش تھا اور انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھیم دیو کی
اس تقریر نے رائے کرن کے دلپر کوئی خاص اثر بھی ڈالا ہے مگر بجائے طیش و غصہ کے

یہ عجیب بات ہی کہ اسکے چہرہ پر غور و فکر کے آثار پائے جاتے ہین۔ گویا وہ اپنے دماغ سے اس امر مین مشورہ لے رہا ہی کہ اسکو اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس تھوڑے سکوت کے بعد رائے کرن نے کہا "اس مخمصہ سے تو نجات اب مجھکو اس جنم مین نہین ہو سکتی۔ آپ کے پتا کے ارشاد اور آپ کے کہنے کے موافق بالفرض مین اگر ایسا کر بھی دون تاہم ان جھگڑالو ملکشون سے نجات ملنی مشکل ہے یہ صحیح ہے کہ اس گونا ہو جانے سے ان ملکشون کی حرص و طمع کے وہ ناپاک ہاتھ جو ہماری راجکاری کے لیے دراز ہو رہے ہین کسیقدر کوتاہ ہو جائین گے۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرے اس فعل سے انکے طیش و غضب کی بھڑکی ہوئی آگ اور بھی شعلے مارنے لگی گی"

بھیم دیو "ہان وہ جھنجھلائین گے ضرور۔ بہت غصہ بھی آئے گا مگر آیا کرے۔ اس سے ہوتا کیا ہے۔ جب وہ مایہ نزاع ہی آپ کے پاس نہو گی تو بجز اسکے کہ وہ اپنا گوشت آپ ہی نوچ نوچ کر کھائیں اور کیا کر سکتے ہین"

رائے کرن اب پھر غور و فکر مین آ گیا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ مصلحت وقت کے اعتبار سے اب اس کے دل مین اسقدر گنجائش ہو گئی تھی کہ راجدیو کی خواہش کے موافق وہ سنگدیو کے ساتھ اپنی راجکاری کا گونا کر دے مگر راجپوتی خون کی بڑھی ہوئی صدا اب بھی علانیہ اقبال کر دینے سے اس کو روک رہی تھی اسیوجہ سے بھیم دیو کے لائے ہوئے تحفون کو بھی اب اس نے قبول کر لیا تھا چپکے چپکے ارکین دولت سے کچھ مشورہ بھی کرتا جاتا تھا اور بھیم دیو بھی اب اپنے دل ہی دل مین اس خیال سے خوش ہو رہا تھا کہ شاید اسکا افسون رائے کرن پر چل گیا اور سنگدیو کی قسمت یاوری کر گئی۔

گھڑی دو گھڑی چونکہ رات اب آ گئی تھی اور آئے ہوئے معزز مہمان کی

مہمانداری کا خیال راسے کرن کے اس قلب پر بیطرح اثر ڈال رہا تھا جسمین مخالفت کا جوش غصہ کا عالم اب کم کم تھا۔ اس لیئے اب تھوڑی دیر کے لیئے اسکو ان انتظامات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ بھیم دیو کی خاطر مدارات اور دعوت کا حکم دیا گیا اور پھر خود یہان سے اٹھکر اپنے محل کیطرف چلدیا۔

سولھوان باب

راز کھل گیا

پھر حسرت و ارمان و تمنا ہی نہون گے
ای یاس نکر بیسر و سامان میرے دل کو

نورے ترشکے کو ستگ لکھ ل سے پورب اور دکس جانب جمنا کے کنارے وسیع میدان مین ایک مختصر مگر نہایت ہی خوش قطع کوٹھی اپنی عالی درجہ کی صناعیون کے نمونے اور بہار دکھا رہی ہی۔ یہ کوٹھی بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہی اسکو تین طرف سے تو ایک پائین باغ نے اپنے آغوش مین لے لیا ہے اور مغربی سمت کی حد بندی جمنا کے اس بہتے ہوئے پانی نے کر دی ہی جس مین اس کوٹھی کے عکس نے گرگر ایک اسیطرح کی دوسری اور عمارت جمنا کے اندر بنا کر کھڑی کر دی ہی۔ اس پائین باغ کا دوسرا حصہ جو اس کوٹھی سے ملا ہوا قریب کو ہی بالکل ایک چمن کی حیثیت مین ہے۔ جس مین خوشنما طرح طرح کے پھولون کے چھوٹے چھوٹے درخت اور ہرا ہرا سبزہ لہلہا رہا ہے اور پھر اس کے بعد مختلف قسم کے پھلدار درختون کا سلسلہ کچھ اس خوش اسلوبی سے شروع

ہوتا ہو کہ یکے بعد دیگرے نہایت ترتیب کے ساتھ پہلے چھوٹے چھوٹے قد کے پھلدار درختوں کو جگہ دیگئی ہے۔ پھر ان سے بڑے اور پھر ان سے بڑے جو ایک عجیب تماشا دلفریب مین ہے اور آنکھوں کو ایسا بھلا معلوم ہوتا ہو کہ نظر اسطرف سے ہٹنے کا نام ہی نہین لیتی۔ اس کوٹھی مین کھڑے ہوے انسان شخص کی سبز پوشی والی نظر کو اس ہری ہری زمین سے زنگاری زنگاری آسمان تک چڑھنے کے لیئے کسی سیڑھی کی ضرورت نہین ہو بلکہ یہی درختوں کی مسلسل قطارین جو درجہ بدرجہ بڑھتی اور بلند ہوتی گئی ہین نیچے سے اوپر تک جانے کے لیئے کافی ہین چمن کی تختہ بندی اسوقت کے مذاق اور باغبانی کے اصول کے مطابق نہایت عمدہ طریقہ سے کی گئی ہو۔ روشین بیچے مسلمانون کے پاک دل کی طرح صاف اور سیدھی ہین جنپر کُٹی ہوئی سرخی حسرت نصیب عشاق کے خون شدہ دل کی ایک اچھا نمونہ بنگئی ہو یا پھر حسینون کی سیندور بھری مانگ ہی سے کچھ کچھ مشابہ ہو۔ ہرے ہرے سبزہ سے چھپی ہوئی پٹریون کے درمیان مین خوش اسلوبی کے ساتھ رنگ رنگ کے ہوتج بچھائے گئے ہین جنپر ادھر ادھر کے سبزہ کا سبز سبز عکس گر گر کر ان مین کچھ عجیب رنگ آمیزیان کر رہا ہو اور مشرق کی طرف سے آنیوالی آفتابی سنہری کرنین مختلف پہلوؤن سے ان پر تڑپ تڑپ کر عجیب عجیب طرح کے نئے نئے رنگ انکو عطا کر رہی ہین۔ گویا حسرت نصیب عشاق کی آنکھون سے بے اختیار ٹپکے ہوئے آنسوؤن کی طرح جابجا اوچھل رہے ہین اور سبزہ پر رات کی پڑی ہوئی شبنم کے سپید سپید چمکتے ہوئے قطرے دیکھ دیکھ کر بعینہ یہ دھوکا ہوتا ہے کہ بال بال موتی پروئے گئے ہین۔ جابجا فوجی لوگ بھی یہان ٹہلتے نظر آتے ہین۔ باڈی گارڈ کا رسالہ بھی تیار کھڑا ہے۔ خدام بھی دست بستہ حاضر ہین اور یہان کی اس فضا پر گیا

شان و شوکت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ عجب نہین یہ شاہی باغ ہو جو سیر و تفریح کے لیے یہان بنایا گیا ہو۔ یہ کوٹھی سہ منزلی ہو۔ ہر طرف دروازے ہین اور دروازے بھی مشتاق آنکھون کی طرح کھُلے ہوئے۔ شاہانہ مشرقی تکلفات سے یہ کوٹھی نیچے سے اوپر تک آراستہ ہے اور اسکے وسط کے درجہ مین ہمارا وہ پُرانا دوست جس کو ہم نے چتور کی پہاڑیون سے رخصت ہوتے ہوئے چھوڑا تھا ایک زرنگار کرسی پر بیٹھا ہے مگر یکہ و تنہا۔ گو اسکے پاس کے کمرے مین جا بجا لوگ بیٹھے ہین۔ مگر یہ کمرہ اسیطرح غیر سے خالی ہی جسطرح اسکا دل اور دماغ بس ایک دلستان کی یاد کے علاوہ اور ساری دُنیا و مافیہا کے خیالات سے۔ یہ چپ چپ بیٹھا ہی نہایت ہی غمگین۔ بہت ہی اُداس۔ آنکھ مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین اور آپ ہی آپ اسطرح کہہ رہا ہے "مجھسے زیادہ بھی دُنیا مین کوئی بدنصیب نہوگا۔ کمبخت دل آیا بھی تو کسپر۔ جس کا نہ نام ہے نہ نشان۔ بھلا جستجو کیجائے تو کسطرح تلاش ہو تو کہان اور کسی سے کہین تو کیا کہین ایسے بے اٹکل دل کو کیا کیجئے اور ایسے بے سر و پا عشق کا کیا چارہ! عشق اور محبت کے ہزارون ہی واقعے ہون گے مگر ایسا بے ڈھنگا عشق دُنیا مین شاید کسی نے سُنا ہو گا اور اُس پر یہ اور غضب کہ اس سرزمین سے بھی اُٹھا کر اب مین یہان پھینکا گیا۔ وہان اور کچھ نسہی ایک موہوم امید تو تھی کہ شاید پھر کبھی اسطرف اُنکا گذر ہو جائے یا کچھ پتا ہی چلجائے۔ خیر سے وہ امید بھی اب گئی کہیئے اب کرون تو کیا کرون۔ کدھر جاؤن کس طرف ڈھونڈون اور اب زندہ بھی رہون تو کس امید پر۔ آہ وہ مجھسے اور مین ان سے چھوٹا ہمیشہ کے لیئے چھوٹا۔ اور شاید اس زندگی کے عذاب سے بھی چھوٹا۔ بادشاہ سلامت کو کیا کہین مگر یہ تو ضرور کہون گا کہ دہان سے میرا چلا آنا میرے حق مین ستم ہو گیا"

یہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ یہ کوٹھی بالکل لب ساحل واقع ہے اب اسقدر بتا دینا اور
ضروری ہو کہ دوسرے درجہ پر جس دروازہ کے سامنے اسوقت ہمارا دوست بیٹھا
ہی یہ غربی سمت کو واقع ہے جس کے داہنے بائین اور دروازون کی بھی مسلسل
قطار ہی انہین سے جمنا کیطرف جسقدر کھلے ہوئے ہین انہین حفاظت کے خیال سے
لوہے کے سیخچے جڑے ہوئے ہین۔ کھلے ہوئے چارون طرف کے دروازون
سے نسیم سحر کے آنیوالے جھونکے اس غمگین دل کے ساتھ وہی چھیڑ کر رہے
تھے جو پہلوئے گل مین بیٹھنے والے اس دلتنگ ناشگفتہ غنچہ کے ساتھ جو کسی کھلنے
والے پھول کا تبسم اور کھلکھلا کر ہنس دینا بُرے سلوک کر رہا ہو۔ جو اپنی بہار ہی
دکھانے کے لیئے نہین بلکہ اپنی زندگی سے بھی بالکل روٹھا ہوا بیٹھا ہو۔ ہوا کے آنیوالے
جھونکون کی گستاخانہ دست درازیون سے اسکے سر پریشان بال بار بار بگڑ بگڑ کر اس کے چہرہ کے سامنے
آتے ہین اور یہ جھنجھلا کر ہر بار اپنے ہاتھ سے ہٹاتا بھی جاتا ہی مگر ہوا ہی کہ کسیطرح اپنی
چھیڑ سے باز ہی نہین آتی۔ ان کھلے ہوئے دروازون سے دلّی کی عالیشان
عالیشان عمارتین۔ اونچے اونچے درختون کی چوٹیان۔ نیلا نیلا آسمان اور جمنا کا بہتا ہوا
پانی صاف صاف نظر آرہا تھا۔ وہی نسیم سحری کے جھونکے جو ابھی چمن مین کھلے
ہوئے پھولون کے پھول سے رخسارون پر بہت پھیریان کر رہے تھے۔ ناشگفتہ
غنچون کو گدگدا گدگدا کر ہنسانا اور سبزہ خوابیدہ کو ہلا ہلا کر جگانا چاہتے تھے۔ جو ابھی
ہمارے عاشق مزاج دوست کے سر کے بالون کے ساتھ چھیڑ خانیان کر رہے تھے
انہین کی شوخیان اب ذرا جمنا کے بہتے ہوئے پانی کے ساتھ دیکھیئے۔ یہ جھونکے
ایک طرف آتے ہین اور جمنا کے بہتے ہوئے پانی کے مستوی سطح پر
جس مین بال برابر بھی کہین ذرا بالکل فرق نہ تھا اور جو آئینہ کیطرح صاف تھی
اسکو اب جہانتک آپ کی نظر جائے دیکھ جائیے کہ اسپر برابر ایک قسم کی لہر دار جدول

کشتی کرتی ہو۔ پانی بگڑ بگڑ کر اچھلتا ہے۔ لہرین بنکر بگڑتی ہین اور بگڑ بگڑ کر ٹوٹ جاتی ہین مگر ہوا کی چھیڑ ہی کسیطرح کم نہین ہوتی۔ وہ شکن جو آپنے شاید کسی حسین کے زلف پرخم مین دیکھی ہوگی یا وہ بل جو کسی بدمزاج حسین کی تیوری چڑھی ہوئی پیشانی پر کسی نے دیکھے ہون وہ آکر اسوقت اس دریا کے پانی مین دیکھے۔ ہوا کے جھونکون سے ہچکولے کھاتا ہوا پانی اس کوٹھی کے سنگی پشتہ کو تھپیڑے دے رہا ہے اور ہمارا دوست ہی کہ ایک دروازہ سے سر نکالے ہوئے اس قدرتی سین کو بہت دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔

یہ اسیطرح ان قدرتی سینریون کا ذوق شوق کی حالت مین دیکھ رہا تھا کہ کسی نے گھبرائے ہوئے لہجے مین کہا "حضور عالی بادشاہ سلامت کی سواری آگئی" اور یہ سنتے ہی ہمارا دوست گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دیکھا تو سامنے سے دلی کے تخت و تاج کا مالک علاءالدین سکندر ثانی خرامان خرامان اپنے چند مصاحبون کے ہمراہ اس طرف آرہا ہے اسنے آگے بڑھکر بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ نہایت ادب سے آداب عرض کیا اور علاءالدین نے اسکو اپنے سینہ سے لگا کر کہا "کہو بیٹا مزاج کیسا ہے؟ تم بیابان کے قیام اور بحری آب و ہوا نے تمھارے غمگین دل کے ساتھ اچھا اثر کیا ہوگا" جسکو سنکر ہمارے دوست نے نہایت شرمندگی کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا تھا۔ غیرت سے اس کے رخسارون پر پسینہ جھلک آیا تھا اور وہ اپنی آنکھین نیچے کئے اسطرح کہہ رہا تھا ظل اللہ کو خدا سلامت رکھے۔ بدگان عالی کے اقبال اور دعا سے بہ نسبت سابق کے اب میری طبیعت بہت سنبھلی ہوئی ہے۔ غالباً دور دراز سفر کے تکان اور کیلی کیوجہ سے وہ طبیعت مین بدمزگی پیدا ہو گئی تھی"

علاءالدین "ایک فاتح ملک کا شاہزادہ اسقدر نازک مزاج نہین ہو سکتا

کہ اتنا سا سفر اسکو اسقدر مضمحل بنا دے اس اضمحلال کی اصلی وجہ مجھکو معلوم ہو اور میں
تمھاری تمنا کے پورا کرنے میں شاید کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا بھی نرکھتا مگر تم خود جانتے ہوگے
کہ کوشش کا قدم اس دشوار گذار منزل میں کہانتک سہل اور کہانتک مشکل ہے اور اگر تم
اب بھی کوئی پتہ مجھکو دے سکتے ہو تو سب سے پہلے میری کوشش جو اس میں صرف
ہوگی وہ یہی کام ہوگا" ہمارا دوست کا سر اسیطرح جھکا ہوا تھا۔ کوئی جواب اس کے
منھ سے نکلتا نہ تھا مگر ہاں اب آنسو بے اختیار اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے جنکو
دیکھکر علاء الدین نے بہت ہی محبت کے لہجے میں کہا "جان پدر یہ کیا حالت ہے۔
طبیعت کو سنبھالو۔ یہ رونا عورتوں ہی کی آنکھوں سے کچھ اچھا معلوم ہوتا ہے تمھاری
یہ بزدلی مجھ کو میری آیندہ کی کامیابیوں اور امیدوں کی طرف سے شاید مشکوک کر دیگی"
اب بادشاہ کے خوف سے آنسو تو اسکی آنکھوں میں خشک ہو گئے تھے مگر مہر سکوت
ابتک اسکے منھ پر لگی ہوئی تھی اور کچھ زبان سے کہتا نہ تھا۔ اور یہ راز سربستہ
آج کھلا کہ ہمارا یہ شوریدہ سر عاشق مزاج دوست علاء الدین کا بڑا بیٹا خضر خان
ہے اس لیے کہ علاء الدین نے پھر اس سے اسطرح مخاطب ہو کر کہا۔ خضر خان!
تمکو خدا کی بہت بڑی مخلوق اور اپنی رعایا کے لاکھوں کروروں دلوں کو سنبھالنا
اور انکی دلجوئی کرنا ہے اگر تم خود ایک اپنے ہی دل پر قادر نہو سکے تو تم خود خیال
کر سکتے ہو کہ میں۔ تمھارے اہل ملک اور خود تم اپنے دل پر کیا بھروسا کر سکو گے۔
ہزاروں حسینہ جمیلہ ماہ پیکر عالی عالی خاندان کی دوشیزہ لڑکیاں تمھاری کنیزی
کے لیے موجود ہیں۔ اس خیال کو اپنے دل سے نکال کر اب تمکو سلطنت کے
کاروبار دیکھنا چاہیے۔ اب خدا وہ دن جلد لائے کہ میں تمھارے سر سے شادی کا بندھا ہوا
سہرا دیکھوں" اور اسقدر کہنے کے بعد علاء الدین تو یہاں سے رخصت ہو جاتا
ہے اور ہمارا دوست علاء الدین کی سواری روانہ ہو جانے کے بعد پھر اپنی

جگہ پر آکر چپ سناٹے مین بیٹھ جاتا ہی - اپنے محبت کرنیوالے باپ کی خوف دلانیوالی
نصیحتون اپنی دلی جذبات - اور جنون کی شورشون مین ہونیوالی رد و قدح کو چند
منٹ تک سناٹے کے عالم مین دیکھ کر اسطرح کہنے لگا وہ کس مصیبت مین جان
پڑی ہی - بس بے اختیار یہ جی چاہتا ہی کہ ابھی اسی جمنا مین پھاند پڑون - ہمیشہ
کے لیئے یہ جھگڑا ہی طے ہو جائے - ایسی بے لطف اور بیمزا زندگی بھی کس کام کی"
یہ انھین خیالات مین تھا کہ اس کے دل بہلانیوالے مصاحبین نے اسکے بدلے
ہوئے تیور دیکھ کر کہا وہ دیکھئے حضور عالی اسوقت کی سپید سپید دھوپ نے جمنا کے
پاک و صاف بہتے ہوئے پانی کا کیا رنگ کر دیا ہے آہا ہا بس یہ معلوم ہوتا ہے
کہ پگھلی ہوئی چاندی یا پارہ کا سپید سپید دریا لہرین لے رہا ہی" اس کہنے والے نے یہ
جملہ کچھ اس تعجب کے لہجے مین کہا تھا کہ بے اختیار ان سب لوگون کی آنکھین دریا
کیطرف اٹھ گئین اور انھین کے ساتھ ہمارے دوست نصر خان کی بھی - واقعی بہا
کے بہتے ہوئے پانی پر اسوقت آفتاب کی سپید سپید کرنون نے روپہلا پانی چڑھا دیا
تھا - پانی کا جھلملاتا ہوا سپید سپید عکس پانی سے اٹھتا تھا اور پھر پانی ہی پر گرتا
لہرین موجین مارتی پھرتی تھین اور ہر لہر کے ساتھ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کا
چشمہ بہتا چلا جاتا ہے - یہین دیکھتے ہی دیکھتے ایک مرتبہ پھر اس نے اپنے
دل سے اسطرح کہا وہ اس جمنا کے بہتے ہوئے پانی مین ہو بہو اسیطرح کی لہرین
اٹھ رہی ہین جسطرح کسی بھولنے والے کے یاد کی لہرین میرے دل مین بس
فرق ہی تو اتنا کہ یہ پانی کی لہرین حرف غلط کی طرح بحر عدم مین بہتی ہوئی چلی جاتی
ہین اور انکے ملنے کے شوق کی اس دبی ہوئی جوالا آگ نے پھر کی لکیر بنکر آئی - وہ
بھلا کہان مٹتی ہے - ایک نہین - ہزار لہرین آئین - خواہ جان لینے کا تہیہ ہی
کرتی ہوئی آئین - ابا جان لاکھ لاکھ طرح سے خوف دلائین سمجھائین - مگر نہین

کہ اب میری شادی کی فکریں کیجاتی ہیں۔ اُسے اسکے ذریعہ سے میرے دل کی تو
شادی ہونیسے رہی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ میرے مرنیکی فکریں کرتے ہوں
یہ دل جسکی امانت ہے اگر ملیگا بھی تو اُسی کو اور جب خدا نخواستہ اسکو نہیں ملا
تو پھر یہ کسیکو ملتا ہے اسکو نہیں۔ میں ایسا بد وضع نہیں ایسا ہرجائی نہیں۔ میں ہرگز
عقد نہیں کرونگا۔ بس یہی نا کہ بادشاہ سلامت ناخوش ہو جائینگے؟ اچھا ہے، ناخوش
ہو جائیں۔ مگر میں اس بادشہ بحر کی بات کو ہرگز ناخوش نہیں کرونگا۔ "اگر میرا
خیال صحیح ہے کہ غائب ہو جانیوالی کو کلاہ سے کچھ نہ کچھ واقف تھی تو یقیناً بھاگ جانے
کے بعد جب کبھی وہ اس سے ملی ہوگی تو میرے دلی اضطراب اور بیچینی کا بھی تذکرہ
آہی گیا ہوگا مگر شاید کو کلاہ واقف نہ تھی اگر کچھ بھی علم ہوتا تو کنایۃً اشارۃً
کبھی تو اسکی زبان سے کچھ نکل جاتا۔ اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گیا۔ جنہیں
بنایا ہوا ہو اُنکا ایک ٹھنڈا ٹھنڈا جھونکا دریا کیطرف آتا ہے جو اسکی حرارت میں آئی
ہوئی طبیعت گرم ہو جانیوالے دماغ اور بگڑے ہوئے دلکو اپنی مروجہ جنبانی سے کسیقدر
ٹھنڈا کرتا ہے اور پھر یہ اسطرح کہتا ہے "آہ جنکے لئے میرا یہ خیال ہے کہ اُنکو میرا ذرا
خیال بھی نہوگا۔ اور نہ انہیں یہ خبر ہوگی کہ کسی کمبخت پر اونکے واسطے کیا گذر
رہا ہوگا۔ خیر یہ سب باتیں میرے اختیار کی باتیں ہیں کروں یا نکروں سب سے
زیادہ تو اسوقت مجکو اس معاملہ میں غور کرنا چاہیے کہ انکی جستجو اور
تلاش کسطرح کیجائے"
اس خیال کے آتے ہی اسکو چپ سی لگ جاتی ہے۔ سناٹے میں آجاتا ہے
اور اسکے چہرہ پر غیر معمولی اداسی آکر اپنا قبضہ کر لیتی ہے۔ اسکے دل میں عجیب
الجھن پیدا ہو جاتی ہے اور یہ پھر اسطرح اپنے دل سے کہتا ہے "اس بیہودہ
زندگی سے تو مرجانا ہی ہزار درجے اچھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ فراق کی

گھڑی ہی بری ہوتی ہے ہائے جس کمبخت کی ساری زندگی فراق ہی مین
گذری ہو اسکے بدنصیب دل سے پوچھیے کہ کمبخت تجھپر کیا گذری! ابا جان آج
تشریف لائے تھے نصیحت فرماتے تھے - واہ کیا اچھی محبت ہے - جوئندہ یابندہ
یہ ایک برا نامعقول ہے - کیا یہ ممکن ہی تھا کہ بادشاہ سلامت جستجو و تلاش مین
کوشش فرماتے اور انکی کوششین بیکار ہی جاتین - مگر بات کیا ہے جسکے
دلکو لگی ہوتی ہے وہی کچھ ہاتھ پاؤن بھی مارتا ہے - جو سے بگڑتے ہی تھے
دھمکاتے ہی تھے سمجھاتے ہی تھے - اونہہ مجکو سلطنت کی پروا نہین - انکے بگڑنے کا
اندیشہ نہیں - مجکو تو اپنی زندگی کی بھی پرواہ نہیں - بس اگر پروا ہے تو ایک انہین کی
وہ اگر ملگئیں تو سب کچھ ملگیا - بارالہا کیا میری زندگی مین کوئی ایسا دن مجکو نصیب
ہو سکتا ہے جس میں ایسا خوش قسمت ہو سکتا ہوں (ٹھنڈی سانس لیکر) آہ ایسے نصیب کہاں -
اپنے بگڑے ہوئے مقدر سے ایسی امید نا درمین آتا - اور شادی کا بھی اچھا فقرہ دیا
مان گیا میں اور کسی غیر کیطرف آنکھ اٹھاکر دیکھون - توبہ ان آنکھون کی
یہ طاقت نہیں دلمین اسقدر جگہ کہان کہ دوسرے کا خیال آکر اسمین رہے
ہان ہان وہی اسکی مالک ہے اور اسی کو مبارک - ہان ہان اسی کیلیے ہو والی کو
مبارک - آہ پیاری سونے کا الزام مین تمہارے سر لگاتا ہوں اور جسے
خود اسکی بھی خبر نہیں کہ تمہارا پیارا نام کیا ہے - لوگ چاہتے ہیں کہ زبردستی
میرا دل چھین کر دوسرے کے حوالے کردیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا - تیری امانت
مین خیانت ہو نہیں سکتی مگر ہان اندازے میں جانتا ہوں کہ تو مجکو مل نہیں
سکتی اور نہ یہ دل تجھکو مل سکتا ہے اور نہ اب تیرے پہلو میں رہ سکتا ہے
ارمان زدہ آیا - ارمان زدہ رہا اور ارمان زدہ ہی مرجائیگا - ای محبت
ہمیشہ کیلیے چھوڑ دے میری داستان خدا تجھکو ہمیشہ خوش رکھے ہمیشہ تو صحیح سلامت

رہے۔ تیری جان سے دور ہم تیرے صدقے ہوئے جاتے ہیں یہی
جمنا کی اوٹھتی ہوئی لہریں اس فراق کے طوفانی دریا میں مجھکو ڈبو دینگی مگر
آہ پیاری سب ہی یہ حسرت جاتا ہوں۔ نہایت ہی ارمان رہے۔ آئیں دروازہ
کے لگے ہوئے پیچھو! تم میرے لئے راستہ خالی کر دو۔ جمنا میں کودنے دو۔
جمنا کی لہرو! اس عمارت کے پیچھے پیاسے جھلملا جھلملا کر تم دو آ
عکس کیطرح کسی کی لو بسا ہی سکے میرے پاس یہی چاہو کسی طرح مجھکو جمنا
میں پہنچا دو [illegible] اے جمنا کیا تمہیں [illegible] رحم کرو کہ جہاں وہ میری حالت
سے وہیں عکس ہی ہو گیا۔ اور اگر [illegible] اس آسی دریا میں [illegible] دریا بھی
پیارے [illegible] آیا۔ موت کے مبارک فرشتہ چل میری [illegible] زندگی
کے عذاب سے نجات دلا دے۔ مگر [illegible] آنکھ [illegible] مجھپر رحم کر جا۔
ایسی زندگی سے تو مرنا ہزار درجے اچھا" اور جوش جنون میں بکتا ہوا۔ اس
اٹھی کی پیچھے والی چھت کیطرف چلا جہاں سے جمنا کی سمت کے دروازے کھلے ہوئے
تھے۔ اسکی مجنونانہ حالت دیکھکر اسکے محافظ اور مصاحب دوڑ پڑتے ہیں
کسی نے اسکے قدموں پر سر رکھ دیا ہے کوئی ہاتھ جوڑ رہا ہے جنکو اسکی صحبت
میں اختصاص اور تقرب کا درجہ حاصل ہے انہوں نے دوڑکر اسکو پکڑ لیا ہے
اور کچھ لوگ علاء الدین کو خبر کرنے کے لئے دوڑے چلے جاتے ہیں۔

ستر ہواں باب

رات کی پھیلی ہوئی قدرتی مگر ہلکی ہلکی تاریکی مین لکلانہ سے کچھ
تھوڑے فاصلہ پر شمالی اور مغربی گوشہ مین آج خلاف معمول
ایک فوجی کیمپ نظر آرہا ہے - جا بجا خیمے نصب ہو رہے
ہیں - راوٹیاں لگائی جاتی ہیں اور گھوڑے ٹہلا ٹہلا کر
قطار در قطار باندہے جا رہے ہیں ، گو شب وقت کی پھیلی ہوئی
تاریکی مین نظر کچھ اچھی طرح کام نہین کرتی مگر ان لوگون
کی آپس کی بات چیت اور بعض بعض اوقات جا بجا
سلگتی ہوئی آگ سے رہ رہ کر بلند ہونیوالے شعلون
کی روشنی مین ان فوجی جوانونکی نظر آجانیوالی صورتین دیکھنے
والی آنکھونکو کچھ اس امر کا شبہ سا دیجاتی ہین کہ شاید یہ اسلامی فوج
کے جوان ہیں -

تھوڑی دیر مین یہان کی پھیلی ہوئی ہلکی بدنظمی رفع ہوگئی ، شور و غل بھی
فرد ہوگیا - روشنی بھی ہونیلگی اور پہرہ والے نہایت ہوشیاری کے ساتھ کیمپ کے
گرد چکر لگانیلگے - چونکہ آجکل گجرات اور کچھ کی سرزمین علاء الدین خلجی کے
فوج کی جولانگاہ بنی ہوئی ہے اس اعتبار سے بھی خیال ہوتا ہے کہ غالباً یہ کیمپ بھی علاء الدین
ہی کی فوج کا ہوگا -

بہت سی چھوٹی بڑی راوٹیوں اور خیمون کے درمیان ایک عالیشان خیمہ ایستادہ ہے اور جسکے
گرد پہری کیلئے سنگی [illegible] ہاتھ مین ننگی ہوئی ہیں اسکے اندر [illegible] مکلف
فرش پر ایک جیب [illegible] اسکا جھکا ہوا سر اسکے بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہے
ہاتھ کی انگشت شہادت اسکے ستون کے نیچے دبی ہوئی ہے اور اسکی [illegible]
بے اعتبار ہو ہو تصور کی رہی خیال کر مجسم تصویر [illegible]

جبکے ہر پہلو اور ہر رخ سے غور و فکر اور حیرت ہی حیرت برس رہی ہو۔ یہ اسی
ہیئت کذائی سے بیٹھا ہوا تھا کہ ملک نائب کے آنیکی خبر اسکے کانوں تک
پہونچی جمیں اسکے تن بدن سے گھبرا گھبرا کر اٹھنے لگے بخارات بہرے ہوئے
تھے اور اس خبر کو سنکر ابھی یہ کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ ملک نائب اس خیمہ
کے اندر داخل ہوا اور الغخان گھبرا کر یہ کہتا ہوا استقبال کیلئے اٹھا۔"
"اہا۔ آداب عرض کرتا ہوں حضور اسوقت یہاں کہاں؟ خیر تو ہے؟"
ملک نائب "وہ رائے کرن کی جس راجکماری کیلئے ظل اللہ نے بقدر
تاکید فرمائی تھی اسکے نسبت ابھی میں نے سنا کہ اسکو مارا جہ رامدیو کے
راجکمار سنگلدیو کے ساتھ ہو گیا۔"
الغخان - ہاں آج ہی یہ خبر میرے کانوں تک بھی پہونچی جسکی وجہ سے مجکو
اسطرف اور بڑھنا پڑا اور اس مقام پر کیمپ قایم کیا۔ کیونکہ یہاں سے دس بارہ
کوس کے فاصلہ پر ہی ہے اور یہ شہر ہمارا سرحدی مقام بھی تھا۔ یہاں سے اب
آگے بڑھنے پر ہم رد کے بھی جائیں۔ اسوقت تک مجکو اس خبر کے بادر کرنے
میں شک و شبہ ہی تھا کہ ایک مرہٹہ کو ایک صدی راجپوت کسطرح اپنی
راجکماری دیدیگا۔ اسکی تفتیش اور تحقیقات کیلئے چند جاسوس بھی میں نے
روانہ کئے ہیں مگر حضور سے بھی اس امر کی تصدیق سنکر اپنے شک کو
یقین سے تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ یقیناً یہ خبر سچ ہے۔ مگر خدا کی قسم بڑا ستم
ہو گیا۔ میں تو اب منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔"
ملک نائب "جہانتک میرا خیال ہے یہ خبر بہت سچی ہے - جس نے
اسکی خوب تصدیق اور تحقیق کر لی ہے اور یہی ایک ایسی الجھن اور
دہشت تھی کہ از خود رفتہ بنا کر مجکو اسوقت یہاں لے آئی۔"

الغخان (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) سچ یہ ہے کہ مین بادشاہ سلامت کو منہ دکھانے
کے قابل نہیں رہا - اتنے ہزار دن فتوحات کیئے - جسطرف مین گیا اقبال ہمراہ
یاد رہتا - فتح و نصرت میرے ساتھ ساتھ ہمرکاب تھی اور جو چاہا وہ کیا - مگر
مین جانتا ہون کہ اس آخری عمر مین اب بادشاہ سلامت سے خفت اور ساری
دنیا مین یہ رسوائی اٹھانی میرے مقدر مین لکھی تھی " ابھی یہ جملہ ختم بھی نہین
ہوا تھا کہ ایک جاسوس نے حاضر ہوکر ملک نائب کے بیان کی حرف بحرف تصدیق
کی - اور ان دونون کے چہرون پر ایک بڑھی ہوئی اداسی نے
بیطرح قبضہ کر لیا تھا - یہ بڑھا ہوا سکوت اور پھیلا ہوا سناٹا دیر تک اس حجرے کے
اندر قائم رہا اور پھر چند منٹ کے بعد ملک نائب اسطرح کہنے لگا " اب اس غور و
فکر سے تو کام نہین نکلتا - جو کچھ ہونا ہے وہ جلد سے جلد ہو جانا چاہیے - راجکماری
اگر بکلانہ کے قلعہ سے باہر نکل گئی تو پھر اسکا ہاتھ آنا ہمارے اختیار سے بالکل
باہر ہے - ابھی اگر ایک کی حفاظت مین ہے تو پھر وہ دو کی حفاظت مین ہوگی
ابھی اگر ایک شکست خوردہ راجہ کی راجکماری ہے تو پھر ایک زبردست راجہ کی
بہو بنجائیگی - راجہ رامدیو کی حفاظت مین ہوکر اسکا ملنا اس سے کم
غیر ممکن نہوگا - جسقدر گزرے ہوئے وقت کا پھر آنا اس لئے اس وقت
کی بہت قدر کرنی چاہیے "

الغخان " ہان ہان یہ ارشاد آپکا بہت بجا ہے مگر مین اب
کیا کرون - میری عقل تو اب بجا نہین کوئی بات میرے ذہن مین نہین
آتی آہ - مین اپنے آپکو بہت بڑا مستقل مزاج خیال کرتا تھا مگر آج
مجکو معلوم ہوا کہ مجھسے زیادہ بزدل دنیا مین کوئی انسان نہوگا - آخر اب کیا کیا جائے؟"

ملک نائب " کچھ نہین - آج ہی رات مین ہماری کل فوجین چارون طرف

سے سمٹ سمٹا کر یہیں مرکز پر جمع ہو جائیں اور صبح ہوتے ہی ہم سب ملکر بگلانہ
کے قلعہ پر دھاوا بول دیں جان جائے یا رہے مگر ہم آگے بڑھ کر محل کے اندر ہم
گھس جائینگے اور راجکماری اگر ابھی تک بگلانہ میں ہیں تو یقیناً ہم اپنی کوشش
میں انشاء اللہ کامیاب ہونگے ورنہ بدنامی تو ہماری مقدر میں لکھی ہوئی ہے۔

الغ خان (کسیقدر خوش ہوکر) ہاں ہاں بہت اچھی تدبیر ہے بہت اچھی
رائے - ایسی نازک حالت میں اس سے اچھی اور کوئی تدبیر ہو ہی نہیں سکتی۔

ملک نائب - ہاں یہی ایک اور مجبوری کی حالتوں میں اسی
قسم کی کارروائیوں کے اور چارہ کار ہی کیا ہو سکتا ہے مگر اسکی خبر کسی کو نہیں ہونا
چاہیئے اور اسی کے ساتھ ہمارے کل فوج کو کیل کانٹے سے بالکل درست ہو
رہنا چاہیئے عین الملک حاکم مالوہ کو بھی اسوقت خبر دیدینی چاہیئے
کہ صبح ہونے سے پیشتر وہ معہ اپنی کل فوج کے یہاں پہنچ جائیں۔

الغ خان - مگر یہ کل کارروائیاں بہت احتیاط اور خفیہ طور پر
اسطرح ہونی چاہیئے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو۔

یہ کل باتیں ان دونوں میں کچھ اسطرح آہستہ آہستہ ہو رہی تھیں کہ تاتار کا
کو دور سے سمجھنا تو در کنار انکی باتوں کے باہر ہیں ہونے کی جگہ سے
انکی خبر بھی رسائی نہ تھی۔ اسقدر باتوں کے بعد فوج کا سپہ سالار یہاں
سے آیا بہت سرگوشی کی باتیں ہو رہی ہیں اسکی تھوڑی دیر کے
بعد ہی کیمپ میں کچھ غیر معمولی سرگوشیاں ہوتی ہوئی پائی جاتی
ہیں اسکی تیاری کے سامان بھی نظر آتے ہیں جنگی تیاریاں کیا کیا
کیلئے مخصوص نہیں بلکہ تقریباً ساری رات ہی انتظامات کرتے
ہوئے انکو گذری - سارے کیمپ میں جو فوج کی کثرت تھی اسکے علاوہ بھی

رات سے کسقدر مناسبت سی رکھتا تھا۔ رات بھر کچھ عجیب چہل پہل اور ہلچل
پڑی رہتی تھی۔ ہاں تو سچ ہی یہ ہیں مگر کسی کو اسکی خبر نہ تھی کہ کس طرف کا
رخ ہے کس پر چڑھائی ہے اور کس کس کی آفت آئی ہے۔ سارے کیمپ میں
جس طرف دیکھئے یہی چرچے تھے کہیں گذشتہ لڑائیوں کے تذکرے سنا سنا کر فوجی
جوانوں کے حوصلے بڑھائے جاتے ہیں کہیں اسلحہ کی دیکھ بھال اور
صفائی ہو رہی ہے کہیں تلواریں میانوں سے کھینچ کھینچ کر انگلیوں کے ذریعہ سے
ان کی باڑھ اور کاٹ آزمائی جاتی ہے۔ کہیں بڑے لاف و گزاف کے
ساتھ بڑھ بڑھ کر باتیں ماری جا رہی ہیں۔ اپنی اپنی بہادری کے دعوے ہو رہے ہیں اور
کوئی پچھلے کارناموں کے بیان میں رطب اللسان ہے۔ غرضکہ ساری رات
سوتے جاگتے اور انہیں انتظامات میں آخر ہوئی۔ جن کے پہلو میں بہادر
دل تھے۔ جنگ گوں میں جو جوش ہوتا تھا انکی طبیعتوں کے بڑھے ہوئے ولولوں اور
کل ہونے والی لڑائی کے بڑھے ہوئے اشتیاق نے دم بھر انکو سونے نہیں
دیا اور بزدلوں کی آنکھوں سے نیند ڈر کے مارے اس اندیشے
سے اڑ گئی تھی کہ دیکھئے صبح ہوتے کوئی دم میں کیا ہوتا ہے۔ اب وہ
وقت قریب آیا چاہتا ہے۔ کہ دنیا کی اسٹیج سے رات کا سیاہ پردہ
اٹھے اور کائنات کے وہ کل کارخانے جو اب تک آنکھوں سے چھپے ہوئے
تھے صاف صاف نظر آئیں۔ بزم فلک کے زیب زینت دینے والے انجم رات
بھر ان فوجی لوگوں کی جنگی تیاریاں دیکھتے دیکھتے بالآخر جھلا جھلا کر
آسمان کی نیلی نیلی سطح سے اٹھ گئے۔ ادھر یہاں کے کل فوجی جوان آلات حرب
سے مسلح ہو کر مرنے اور مارنے کیلئے اپنی اپنی کمریں کسنے لگے۔ انکے
بڑھے ہوئے حوصلے دیکھ دیکھ کر مرغان سحر چلا اٹھے۔ سحر نے

ایسا گریبان دامن تک چاک کیا اور ابھی شرقی افق سے سیاہی کی جگہ سرخی
دوڑنے بھی نہیں پائی تھی کہ کل پیدل اور سوار دونکی فوج فوجی قاعدے
سے صفین باندھکر اپنے کمانیر کے حکم کا انتظار کرنے لگین - ابھی آفتاب نکلا بھی نہ تھا
کہ کوچ کا حکم ہو گیا اور کل فوج ریگستان کے ٹڈی دل کیطرح بگلانہ
کیطرف بڑھتی نظر آئی - یہ فوج النعمان کی ماتحتی مین تھی جسکی تعداد تخمیناً
دس ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی اس فوج کی روانگی کے آدھ گھنٹے بعد ملک نائب بھی اپنی فوج
جو تخمیناً پندرہ ہزار سے کم نہ ہوگی اپنے ہمراہ لیکر دوسرے راستہ سے [illegible] کیطرف متوجہ ہوا
مگر حاکم مالوہ کی فوج کا ابتک کہین پتہ نہ تھا - جسقدر روانہ ہوئی اسلامی فوجین
تعداد مین کچھ کم نہ تھین مگر کوہستانی سلسلہ اور پہاڑی [illegible] ان بڑھنے والی
فوجون کو اپنی آغوش مین چھپائے ہوئے تھے اور یہ انھین کی آڑ مین چھپے
ہوئے برابر بڑھتے چلے جاتے تھے - النعمان کی فوج نے ابھی تھوڑی ہی
مسافت طے کی تھی کہ سامنے سے ایک اونچی پہاڑی کا جنوباً شمالاً پھیلتا
چلا ہوا سلسلہ نظر آیا - ان پہاڑیون پر راجپوتون کا قبضہ تھا اور سرخ
رنگ کا ایک جھنڈا جسپر سورج کا مرکہ بنا تھا ہوا مین لہرا رہا تھا - اس پہاڑی
کے جنوبی سمت کیطرف ایک جھیل بہ رہی تھی اور شمالی سمت کیطرف
پہاڑی سلسلے نے مغرب کیطرف مڑ کر اس [illegible] موقع کو بہت کچھ محفوظ سا
کر دیا تھا - النعمان کی فوج جاتے جاتے اس پہاڑی سے جسپر راجپوتی جھنڈا
لہرا رہا تھا ایک تیر کے فاصلہ پر رک گئی اور [illegible] اور قرنا کے بجنے
کی آواز مشرقی پہاڑی سے دفعۃً ہوا پر سوار ہو کر چار اطراف گونجنے
لگی ان آوازون کے گونجتے ہی اسلامی فوج مین بھی ہلچل ہوا -
ساری فوج باقاعدہ صفون مین تقسیم ہو کر متعدد حصے بن گئی سلاح جنگ کو

ایک سمت حرکت ہوئی اور بیرودہ کل صفین زمین دوہ دوڑتی ہوئی آگے
بڑھین تھوڑی ہی دور آگے بڑھے ہونگے کہ یکبارگی سامنے سے آنیوالے
تیرون کی بوچھار نے اِن جانیوالون کی باقاعدہ رفتار مین ایک قسم
کی بدنظمی پیدا کردی جھجھک کوئی پیچھے ہٹا۔ کوئی داہنے اور کوئی بائین
مگر اس فوج کے کمانیر کے منہ سے نکلنے والی ایک آواز نے معاً ساری فوج
کی صف صدائیں ہی قائم کردی اور یہ پھر سنبھل کر انہین آنیوالے تیرون کی
طرف اور اسی کی طرح چلے۔ اب ان سامنے والی پہاڑیون پر آدمی ہی
آدمی نظر آتے تھے اور ہزارہا چلیون سے ایکدم چھوٹنے والے تیر ٹڈی دل
کیطرح سطور پر آتے تھے کہ چمکنے والے آفتاب کی آنکھ ہمدم جھپک جاتی تھی
اور ان دیکھنے والونکی آنکھون کے نیچے رہ رہکر اندھیرا آجاتا تھا۔ اب
یہ آنیوالے ہوائی حربے جو بیک قضا کی طرح پرافشان آتے تھے اِن صف
جان پر کھیلنے والے آنیوالون کی جان کا فیصلہ ہی کرتے آتے تھے۔ مگر
ابتک ان اسلامی بہادرون کے بڑھے ہوئے ارادون کے لئے یہ تیر
روکنے والے ثابت نہین ہوتے تھے۔ ڈھالین انکے ہاتھوں میں
تھین جنکو انہون نے ان آنیوالے تیرون کیلئے سپر بنا لیا تھا اور
بہت تیزی کے ساتھ یہ آگے بڑھتے ہی چلے جاتے تھے۔ یہانتک
کہ جاتے جاتے یہ ان پہاڑیون کے نیچے پہونچ گئے مگر انکی جان لینے
کیلئے پہلے تو فقط تیر ہی پرافشان آتے تھے مگر اب ان پہاڑیون کے
اوپر سے بڑے بڑے پتھر بھی ان گردن کشون کے سر کچلنے کے لئے ڈہلکتے
ہوئے نیچے چلے آتے تھے۔ اسلامی فوج کے بڑھے ہوئے حوصلے
دیکھ کر راجپوتی فوج کے کمانیر نے اپنی فوج سے کہا "ہان ہندو دہرم

کے حمایت کریو بہادرو ان ملکشوں کے قدم آگے نہ بڑھنے نہ پائیں۔ بس ان سب کو یہیں گھیر کر مار ڈالو جانے نہ پائیں۔ یہ ہمارے پاک دہرم کے دشمن ہیں۔ ہماری جان کے دشمن ہمارے ننگ و ناموس کے دشمن اور ہمارے خون کے پیاسے۔ ان سب کی ہمت ایسی پہاڑیوں پر چڑھ لو۔ ان دروں سے اگر یہ آگے بڑھ گئے تو پھر تمہارے ملک کی۔ تمہاری عزت و آبرو تمہارے ننگ و ناموس کی خیر نہیں ستم ہی ہو جائیگا۔ تم پر یہ حکومت کرینگے تمہارے گھروں کو یہ لوٹ لینگے تمکو غلام اور تمہاری بہو بیٹیوں کو لونڈیاں بنائینگے۔ تمہاری رگوں میں راجپوتی خون کا جوش ہے اس ذلت اور بدنامی کو شاید تم کبھی روا نہ رکھو گے اسوقت تم اگر ایک ایک پتھر بھی اوپر ڈھلکا دوگے تو انمیں سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا دیکھو دیکھو وہ بڑھے چلے آتے ہیں خبردار اب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے پائیں۔ مارو مارو۔ انکا اسوقت مار لینا کوئی بڑا مشکل کام نہیں یہ اونچی اونچی پہاڑیاں ہمارے قدموں کے نیچے ہیں پانی کی جھیل ہمارے قبضہ میں ہے وہ تھکے ماندے بھی ہیں اور انکی جماعت بھی ہمارے فوج سے بہت کم۔ اور بڑھی چڑھی یہ بات ہے کہ جو ہماری ہمارے مقدس دیوتوں نے ہمکو عطا کی ہے وہ انکو نصیب بھی نہیں ہاں میرے بہادرو" اور پھر یکبارگی تیروں پتھروں کی بوچھار اوپر سے ہونے لگی۔ ان راجپوتی فوج کا جوش بڑھا ہوا تھا۔ ٹڈی دل کی طرح تیر سنسناتے ہوئے برستے آ رہے تھے اور پتھروں کا تو یہ بارش تھی کہ معاذ اللہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پھٹ پڑا ہے۔ دار و گیر کا وہ عمل تھا کہ کان پڑے آواز سنائی نہیں پڑتی تھی ۔۔۔ پتھر کھا کھا کر ہاتھی بھاگنے لگے اور سوار گر گر کر پاؤں کے نیچے پس گئے

بالآخر الغخان کی فوج کی ہمتیں بالکل پست اور حوصلے پست ہو
گئے اور قریب ہی تھا کہ انکے قدم اکھڑ جائیں کہ الغخان قلب فوج سے
ایسا گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلکر اسپے ہمت ہار دینے والی فوج سے
سب ہی پرجوش لہجے میں اس طرح کہنے لگا " تاتاریوں بہادرو شاباش
کیا خوب شجاعت دے رہے ہو۔ گھبراؤ نہیں۔ اسلامی فوج اندر داخل ہو گئی
دیکھو ملک نائب کا جھنڈا نظر آرہا ہے اسنے کیا ہی مار لیا ہے۔ جانے نہ پائیں
لینا لینا " الغخان کا یہ کہنا تھا کہ راجپوت مڑ مڑ کر اسی طرف کو دیکھنے لگے
اور جوش میں آجانے والی الغخان کی فوج سینہ سپر ہو کر درّوں میں گھس پڑی
پہاڑیوں پر اکثر چڑھ گئے اور میدان حشر برپا ہو گیا۔ دونوں فوجیں آپس میں دست
گریباں ہو گئیں تیر کمان بالکل بیکار ہو گئے تھے اور انکی جگہ تلواریں
ہاتھوں میں تھیں جو نہایت صفائی کے ساتھ تڑپ تڑپ کر اپنا کاٹ
دکھا رہی تھیں گو ملک نائب کی فوج کا یہاں کہیں نام نشان بھی نہ تھا مگر الغخان
کے اس چلتے ہوئے فقرہ نے گھبرا جانے والے راجپوتوں کی نظر میں یہاں
کے ریگستان کے اڑتے ہوئے بگولوں اور پہاڑیوں میں قوت متفکرہ
کے ہاتھوں بیشمار فوج پیدا کر دی تھی اور چونکہ پہلے سے انکی کان میں
ملک نائب کے جرار لشکر کی خبریں گونج رہی تھیں جسکی وجہ سے راجپوتوں کو الغخان
کے اس کہنے کا قطعی یقین ہی آگیا اور اسلامی فوج کے بھی حوصلے بڑھ گئے
اور بڑی سرفروشی کیساتھ دور دور سے آئے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ دنیا میں
استقلال بھی عجیب چیز ہے ہمت اور حوصلے کے زبردست ہاتھوں مشکل سے مشکل
کام بھی سہل ہو جاتا ہے جب ہی تھوڑے سے راجپوتوں کی اس سرحدی فوج
کے قدم اکھڑ گئے اور یہاں الغخان کی فتح کا قصہ ہو گیا اور جس پہاڑ پر دن

ابھی چند منٹ پہلے۔ راجپوتی جھنڈا نصب تھا۔ جہاں پر اب اسلامی پھریرا بڑے
آن بان کے ساتھ ہوا میں لہرانے لگا۔
یہ ایک بہت زبردست پہاڑی تھی جس پر راجپوتوں کو بہت کچھ بھروسا اور اطمینان
تھا اور اس کا اس سہولت کے ساتھ فتح ہو جانا کچھ آسان ہی نہ تھا۔ اس نمایاں
فتح نے اسلامی فوج والوں کے دل بڑھا دئیے اور یہ اپنے بڑھے ہوئے
حوصلوں کی طرح آگے بڑھے۔ جسقدر نگلانہ کی طرف بڑھتے جاتے تھے اسیقدر
راجپوتوں کو ہزیمت ہوتی جاتی تھی۔ جابجا راجپوتی فوج کے پریشان دستے
نظر آتے تھے مگر سب دل شکستہ۔ ہمت ہارے ہوئے۔ اور اپنی جمعیت
فوج کی طرح پریشان۔
جاتے جاتے اب یہ اسلامی فوج نگلانہ کے قریب پہنچ گئی ہے مگر یہاں فوج کا
بہت بڑا بھاری انتظام ہے۔ دو پہاڑیاں جو نگلانہ کے بیچ راہ ملنے کا ذریعہ حاصل
ہے بالکل مسلح فوجوں سے بھری ہوئی۔ جہاں تک نظر جاتی ہے آدمی ہی آدمی
نظر آتے ہیں اور وہ بھی بہت جوش میں بھرے۔ مرہٹے اگرچہ بالکل تیار
رہا کریں بہت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ اپنی فوج کی درستی اور صفوں کے
انتظام میں یہاں مصروف ہیں۔ یہ ایک سوار تھا گھوڑے پر سوار ہے اور قلب لشکر
سے نکلکر گھوڑا دوڑاتا ہوا کبھی میمنہ لشکر پر دوڑ جاتا ہے اور کبھی میسرہ پر۔ اسکی فوجی
جماعت بھی اسوقت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور ایسا خیال کیا جاتا ہے
کہ یہ کی بھاگی ہوئی فوج بھی چاروں طرف سے سمٹ سمٹ کر اسی جگہ یہ
جمع ہو گئی ہیں۔ دور دور جابجا جھنڈیاں نصب ہیں اور وہ اشارہ بھی اسلامی
میں اسلامی فوج کے نقل حرکت سے لحظہ بلحظہ اپنے ہموطنوں کو باخبر اور ہوشیار
کر رہی ہیں۔ تخمیناً پندرہ ہزار فوج راے کرن کے جھنڈے کے نیچے اسوقت

جمع ہوگی راے کرن کے پاس سیقدر اسوقت فوجی قوت نہ تھی بلکہ اسکے علاوہ اسکے پاس اور اسکی فوج مین اپنا عوض لینے کا مادہ بڑہا ہوا جوش بھی تھا جسکی طاقت فوجی قوت سے بدرجہا بڑہتی ہی ہر قریب پہونچتے ہی دونون طرف سے آتے ہوئے تیر لڑنیوالون کے تن بدن سے جان نکالنے مین موت کے چلتے ہوئے جادو معلوم ہوتے میدان حشر گرم تھا اور تیر سن سن کرتے ہوئے برابر چل رہے تھے التمان کی فوج والے بڑی بہادری سے اسوقت بہادر راجپوتون کا مقابلہ کر رہے اور آگے بڑہتے چلے جاتے تھے۔ راے کرن کیطرف سے تیرون کی بوچھار کے علاوہ منجنیقون کے ذریعہ سے پتھرون کی چٹانین بھی التمان کے لشکر مین اسی طرح گرنے لگین جسطرح کسی پر آسمان ٹوٹ پڑتا ہے اسلامی فوج مین ایک ہلچل پڑگئی ہی۔ اصل بات یہ تھی کہ راجپوت بہادرونکی تعداد بھی اسموقع پر زیادہ تھی اور تازہ دم بھی تھے! التمان کی فوج اولاً تو تعداد مین کل دس ہزار تھی اور اسپر اسکی ماندگی بھی بہت تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک تو اسی رنگ پر لڑائی ہوتی رہی! التمان نے اپنی پر اثر تقریر اور جوشیلی باتون سے اپنی فوج کے حوصلے بھی بڑہاے مگر بالآخر اسکی فوج کے قدم پیچھے ہٹنے لگے۔ انکے قدم ذرا ہٹتے ہی راجپوت بہادر پہاڑیون سے نیچے اوتر کر انپر ٹوٹ پڑے۔ دونوں طرف کی صفین باہم ملگئین تیر و کمان اب پھینکدئے گئے تھے اور چمکدار تلوارین اسوقت دوپہر کی دہوپ مین پیاس کے مارے اپنی باہر کو حتک زبانین نکالے ہوے اس خون کو چاٹ رہی تھین۔ جو انسانی حیات کا اصلی مادہ تھا اور جسکو صانع قدرت نے بہت احتیاط کے ساتھ رگون کے اندر چھپا چھپا کر رکھا تھا۔ پہاڑیون پر سے پتھر اور تیرونکی

دوچار ہو رہی تھی اور قریب ہی تھا کہ الشمس کی فوج بھاگ نکلے کہ شمالی
پہاڑیوں کی طرف زمین سے کچھ بلند ہوتا ہوا غبار نظر آیا اور اُسکے آتے
قریب ہو کر وہ غبار کسیقدر کچھ ہٹا تو اسمیں سے ملکہ [illegible] کا ہراول لشکر ہوا
ہوا اور اس غیبی مدد کے دیکھتے ہی ادہر تو الشمس کی پریاں فوج لے
پریاں حواس جمع ہو گئے۔ تو میں جان آگئی اور ادہر راجہ تو بکی رنگ
گویا تن سے نکل گئی۔ حواس چھوٹ گئے۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے اور جسم زرد
میں لڑائی کا سا ہوا کھیل بگڑا گیا راجہ کو یکلخت [illegible] یہ وقت عجب ہی نازک
تھا چھوٹنے والی ہوی کا غم ہاتھ سے جاتے ہوئے تخت و تاج کا الم فتح
کی شکست ہو جانیوالی ہمتیں اور لڑائی کا بگڑا ہوا رنگ کچھ یکبارگی اسکی
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا جاتا تھا۔ میں اسکے پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی
تھی اسکی رگوں کے اندر بھرے ہوئے [illegible] جوش میں آ [illegible]
مد و جزر کا عالم تھا۔ اسکے [illegible] کی ایکبار گھبرا کر اٹھتی تھی جو
اسکے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دیتی [illegible] اسکے چہرہ کی صفائی کے نیچے [illegible] طرح
کی سرخی پیدا کر دیتی تھی جو کسی کی قہر آلود آنکھوں میں کسیلی لکا [illegible] گی
اور پھر دم بھر کے بعد زمانہ کی سرد مہری۔ مقدر کی بیکسی اور اپنی فوج کی بیدلی
دیکھ دیکھکر وہ ابھرے ہوئے خیالات بے بسی اور بیکسی کی حالت پیدا کر اسطرح اسکی
نظر سے گر جاتے جسطرح اسکی آنکھوں سے آنسو۔ اسکا غمزدہ افسردہ دل اسکے
بائیں پہلو میں شرمندگی سے اسکی گریبان کے اندر سر ڈالے بیٹھا تھا۔ جگر کٹا ہوا
سیقا [illegible] سر نیچے گرا پڑتا تھا۔ حق تو یہ ہے کہ ایسے نازک اور انتشار کے موقع
پر وہ ایسے [illegible] دل و دماغ سے کیا مشورہ لیتا اور وہ کیا رائے دیتے۔ کیا وہ خود
لڑتا اور کیا وہ اپنی ہمت ہار دینے والی فوج کو لڑاتا۔ تاہم اس وقت اسنے بڑی

بہادری سے کام لیا - وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر
اسطرح کہنے لگا - واہ واہ شریف راجپوتو! اپنی قوم اپنے ننگ ناموس اور دہرم پر جان فدا
کرنیوالے بہادرو! اسیکا نام تو بہادری ہے جو تم دکھا رہے ہو - جاؤ جاؤ - بھاگ جاؤ
کسیطرح جانیں تو بچ جائے - جاؤ جاؤ تمہاری گھروالیاں - پردہ کی بیٹھنے والی استریاں تمکو
اپنے دوپٹہ کے آنچل اور ساریوں کے پردہ میں چھپا لینگی - پرمیشر کیلئے جلدی بھاگ
ہی جاؤ مگر دیکھو بھاگتے کوئی دیکھ نہ لے - منہ چھپا لینا - ہے رام ہے پرمیشر -
بہادری اسی کا نام ہے - راجپوت ایسے ہی تو ہوتے ہیں کیوں یارو یہی دعوے
تھے یہی دعوے تھے - شرم تو نہ آتی ہوگی - جلد یہاں سے منہ کالا ہی
کرو - دیکھنے والونکی آنکھیں تمہاری صورت سے نفرت کئے جاتی ہیں یہاں
اور اس زمین کو بھی اب تمہارے ناپاک قدموں سے عار ہے - لرزہ ہے اور جیتے جی
رانے کمار کے یہ غیرت دلانیوالے فقرے ہمت ہار دینے والی طبیعتوں میں
ایک فوری جوش پیدا کرنیوالے تھے اور ایک حد تک اسنے اپنی تقریر
کا اثر دیکھ بھی لیا - انکی غیرت کو کچھ غیرت آئی - انکی ہمت کا کچھ حوصلہ بڑھا
پیچھے پھرنیوالے پاؤں کچھ آگے بڑھے اور انکی ہاری ہوئی فوج اس
چاروں طرف سے سمٹ کر اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں پھر صف آرا ہوئی اس
پیدا ہونیوالے جوش کو جس چیز نے زیادہ اور بھڑکایا وہ رانا کمار کا خود
تیغ بکف ہو کر صف اعدا میں گھسا جاتا تھا - اسکی غیرت دار فوج بڑی جوش و خروش
کے ساتھ اپنے دشمنوں سے گرم پیکار ہو گئی - جانیں بہت آزادی کے ساتھ
قالب خاکی سے چھوٹ رہی تھیں اور خونوں سی قابل قدر چیز جسکو حکیم مطلق نے
بہت حفاظت کے ساتھ رگوں کے اندر چھپا کے رکھا تھا رگوں سے نکل نکل کر
بڑی بیقدری کے ساتھ خاک پر مارا مارا پھر رہا تھا - ٹھیک دوپہر کے وقت

مین تیز آفتاب کی سیدھی آئی ہوئی کرنون کی طرح جو چکان تلوارین بھی اسوقت بجلی بنکر
تڑپ رہی تھین اور موت کا بازار گرم تھا - سچ یہ ہے کہ راجپوتون کی پیٹھ
دکھا جانیوالی شجاعت کو اسوقت بیطرح غیرت آگئی تھی اور وہ سلیٹی جانون
پر کھیل کر اپنے دشمنون پر بڑے جوش کے ساتھ جھک پڑے تھے - منجھے ہوئے
ہاتھ اپنی صفائی تلوارین ایسا کاٹ اور وہ آخری اور انتہائی جوش جو محض
ناامیدی کے عالم مین موت کے آنے سے کچھ پہلے ہر شخص ہوگئے انسانون مین پیدا
ہو جاتا ہے اپنا غیر معمولی اثر دکھا رہا تھا -
اس آخری حملہ کا روک لینا اسلامی فوج کیلئے کچھ آسان نہ تھا تاہم مسلمانون نے
بہت ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنے پر جوش دشمنون کا مقابلہ کیا -
الغخان ملک نائب کو لشکر مین چھوڑکر دلیرانہ راجپوتون کے اس بڑھتے
ہوئے حملہ کو روکنے کیلئے آگے بڑھا دلیرانہ اقدام نے رگون مین جاری
ہوئے شریف خون مین تلاطم پیدا کر دینے کیلئے یہ واقعہ کچھ کم نہ تھا کہ انکا
سردار انکی موجودگی مین بنفس نفیس خود دشمن کے مقابلہ کے لیے جائے
یہ سب کے سب ایک جگہ ہوئے غیر معمولی جوش کے ساتھ بلائے بے درمان
کی طرح اپنے دشمنون پر ٹوٹ پڑے -
آفتاب عالمتاب نصف النہار کے خط سے اب اسی طرح ڈھل چلا تھا جسطرح
کسی برگشتہ تخت کا نیر اقبال - اور آفتاب کی کرنین ماہیٔ بے آب کیطرح چمکیلی
سرخ تلوارون پر تڑپ تڑپکر اس امر کا ثبوت دے رہی تھین کہ اسوقت
کی تیز دھوپ مین تو تلوارین جو آفتابی کرنین بھی کسقدر خون کی پیاسی ہین
رائے کرن نے موقع پر اپنی فوج کو بہت کچھ [illegible] لگا [illegible] فوج [illegible] سنبھلنے
اس حملہ کو نہ روک سکی اور [illegible] آخر [illegible] مقابلہ [illegible] نکلے

راجپوتوں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے اور پہلے پاؤں بکلانہ کے قلعہ کیطرف ہٹ رہے تاہم انہوں نے اپنی پیٹھ نہ دکھائی تھی - لڑتے بھی جاتے تھے اور ہٹتے بھی جاتے تھے - تلواریں تو انکے ہاتھ میں تھیں مگر اب وہ چلنے اور اپنا کاٹ دکھانے کیلئے نہیں تھیں - دکھانے کیلئے تھیں یا پھر انکے منہ کے سامنے سپر کا کام دینے کے لئے -

یہاں تو اس لڑائی کا یہ رنگ تھا ادھر مسلمانوں کی ایک دوسری فوج نے بکلانہ کے قلعہ پر دھاوا بول دیا تھا - اس افسوسناک خبر کے سنتے ہی اسکے ہوش حواس جاتے رہے - اسکی فوج پریشان ہوکر اسکا ساتھ چھوڑ دینے پر تیار ہوگئے - فوج میں بھگدڑ پڑ گئی - یہ حال دیکھکر رای کرن کو نہایت افسوس کے ساتھ اب اپنی موت کا یقین کرلینا پڑا اور اپنے آپکو بے یار و مددگار پاکر مجبوراً انہوں نے بھی اپنی بھاگی ہوئی فوج میں شامل ہو جانا پڑا -

اٹھارہواں باب

نیرنگی فلک

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل میں ہے

یہی دن تھے - یہی وقت جبکہ بدنصیب رای کرن فاش ہزیمت کھاکر میدان کارزار سے بھاگا تھا اور فتح نصیب الغخاں خوش خوش بکلانہ کے قلعہ کا جائزہ لیتے جاتا تھا [illegible] شہزادہ البتہ [illegible] اسکو دلہن تھی اور یہ عالم اسکی زبان سے بار بار ایسا کہا کہ اسکی [illegible] اور بادشاہ سلامت کے سامنے

مجھکو خفت نہ اوٹھانی پڑے۔" اس توقع اور امید پر وہ چلا۔ اگر نیز کی لنک
کی اسکو خبر نہ تھی۔ ابھی چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ یکایک ایک طرف سے ہر لحظہ ہر دم کی نئی نئی
خبروں کے ساتھ نہایت افسوس کے ساتھ اسکے کانوں نے یہ اندوہناک خبر سنی کہ
جس راجکماری کے لیے یہ سارے انتظامات ہوئے تھے اس حسن کی
دیوی کا قلعہ میں پتہ بھی نہ تھا" اور اسکے ساتھ یہ خبر بھی اسکو ملی کہ" راجکرن
کی راجکماری کا گونا راجہ رامدیو کے بیٹے سنگلدیو کے ساتھ ہو گیا تھا آج
صبح ہوتے ہی وہ دیوگڈھ دولت آباد بھیجدی گئی" افسوسناک خبر کو سنتے ہی
الغخان کا تڑپتا ہوا دل بیطرح افسردہ ہو گیا اور افسردہ ہو کر اسی طرح ٹوٹ گیا جسطرح پانی کا
بلبلہ اٹھتا ہے اور پھوٹ جاتا ہے۔ اسوقت شاہی فرمان کے خیال نے بیطرح اسکے دلکو جھنجھوڑا
اور علاءالدین کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکی شرمندگی نے اسکی غیرتدار خون کو اسکی رگوں میں
خشک کر دیا۔ اس پر بھی ہوئی خجالت اور اسکے غیور دل کو جذبات نے اسکے
رگ و پے میں تشنج پیدا کر دیا۔ اسکی دو ہاتھ بھی کھچ گئے جس میں گھوڑے کی باگ تھی
اسکا چلتا ہوا گھوڑا بھی ٹھٹک کر وہیں رک گیا اور اسکے ساتھ ایک بڑی ہوئی حیرت نے
اسکی فوج کے قدم بھی اسی جگہ پر گاڑ دیے تھے۔ دم بھر تو بیخودی کے عالم میں یہ
خانہ زین کے اندر بیٹھا رہا اور پھر یہ افسوسناک باتیں بہت ہی پُر درد لہجے
میں اسطرح اپنے دل سے کرنے لگا "آہ میری ساری کوششیں بیکار ہو گئیں ساری
محنتیں رائیگان گئیں فتح ہوئی بھی تو کس کام کی۔ بادشاہ سلامت نے راجکماری کے
بابت کسقدر تاکید فرمائی تھی۔ کوشش بھی کسقدر کیگئی اور بالآخر نتیجہ ہوا!
افسوس کہ میرے اس آخری سعی میں میرے مقدر نے مجھکو ظل اللہ کے سامنے منہ
دکھانے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اب گو میں ہزار طرح سے کہوں
لاکھ باتیں بناؤں مگر وہ یہی سمجھینگے کہ میں نے اعلیٰحضرت کے ارشاد کی پوری کوشش نہ کی۔

اسطرح جان بچا لیا راے کرن کو سطرح شکست ہوئی مگر انکو کسی طرح باور ہی نہین
آسکتا نہیں آسکتا - اور بڑی غلطی مجھسے یہ ہوئی کہ راے کرن کو زندہ نکلجانے
اور بھاگ جانیکا موقع دیا اگر وہ یا اُسکا سر ہی مین اپنی کوشش کر حضرت
مین ظل اللہ کے روبرو پیش کرتا تو کیا عجب تہا کہ میری کہے کو وہ باور بھی لیتے
اور میری معذوری ایز ظاہر ہی ہو جاتی ۔

ان خیالات کے آتے ہی ایک فخری سی پیدا ہونیوالے جوش نے اسکے خون مین عجیب
قسم کا تلاطم پیدا کر دیا جو اسکی دلی افسردگی کی وجہ سے اسکی رگون کے اندر بالکل
بیحس و حرکت جم کر دبا ہوا تہا - اسکا وہ زرد زرد چہرہ جسکا رنگ اڑا ہی ہوئی
خجالت نے منہ لگا کر خون کی طرح ڈالیا تہا اب حصہ سرخ ہوگیا تہا اور اسنے اپنے
گھوڑے کو ایڑ دی - باگ ڈہیلی کر دی اور رعد مین بھرا ہوا گھوڑا ایڑ کی تاب
نہ لا کر ہوا سے باتین کر نیلگا - اور اسکے قدم بقدم اسکی فوج بھی اسکے پیچھے جلدی سے
اور یہ اب اسی طرف چلے جا رہے تہے جسطرف ابھی چند ساعت پیشتر میدان کارزار سے
بھاگا ہوا راے کرن گیا تہا - اسوقت اسکی رفتار کمان سے چھوٹے ہوئے تیر
کی طرح تہی ہوا کی طرح گھوڑے جا رہے تہے اور نظر سے تیر جانیوالی نظر کو بھی اسقدر
قدرت نہ تہی کہ اس جانیوالی فوج کو دیکھ سکتی ہان پیچھے رہجانیوالا اعنا
کچھ کچھ اس امر کی خبر دے رہا تہا کہ خاک اڑاتی اسطرف کوئی فوج گئی ہے
مگر ہوا سے بھی زیادہ تیز گئی ہے -

تین گہنٹے کے عرصہ مین انہوں نے تقریباً خورد ہ میل کی مسافت طے کر ڈالی
ہر طرف ڈہونڈہا ہر جگہ سراغ لگایا مگر راے کرن کا کسی طرح پتہ نہ چلا معلوم
نہیں یہان کے پہاڑی درّے انکو کہان نگل گئے ہیں - راے کرن کا کسی طرح بھی پتہ
نہ چلا اور اب انکی بیزبان گہوڑون کی بھی [illegible]

ثبوت دینے کیلئے اپنے منہ سے نکالکر باہر ڈالدیں کہ پیاس کے مارے زنکا دم اب لبوں پر آگیا تھا سو جسے پانی کی بہتی ہوئی ایک جھیل کو دیکھکر بدرجہ مجبوری اپنی تھکی ماندی فوج کو تھوڑی دیر دم لینے کیلئے الغخان وہیں بے تکلف فرش زمین پر بیٹھ گیا اور سوار اپنے گھوڑونکی پیٹھ سے اتر کر سینہ میں نہاتے ہوئے گھوڑونکو ٹہلانے اور پانی پلانے میں مشغول ہوئے۔

یہ مقام بہت ہی دلفریب تھا پہاڑیوں کیطرح رنگ کے اونچے اونچے ٹیلے مغرب کیطرف سے آنیوالی آفتابی کرنوں کو روک روک کر ان تھکے ماندے بہادروں کو دم لینے کیلئے سایہ کا قدرتی فرش بچھا رہے تھے۔ پورب کیطرف سے پانی کی ایک بہتی ہوئی جھیل آرہی تھی جس پر آکے ہوکے تھا نہ اگر موجہ جسمانی کرنیکے لئے ان تھکے ماندوں کے پاس آتے تھے۔ جنوب کی طرف وہی کھلا ہوا وسیع میدان تھا جسکو طے کرتے ہوئے ابھی یہ لوگ آرہے تھے اور مغرب کی طرف کوہ ایلورہ کی بلند بلند چوٹیاں نظر آرہی تھیں۔ اس دن تھوڑا باقی رہگیا تھا تخمیناً چار بجا چاہتے ہونگے۔ دھوپ میں پہلی سی تیزی نہ تھی اور آفتاب سے آنیوالی آڑی ترچھی کرنوں میں وہ اگلی سی تڑپ باقی تھی تھوڑی دیر آرام اور دم لینے کے بعد جب ان لوگوں کا کچھ کسل و تکان رفع ہوا تو انمیں سے چند طبیعت دار جوانوں کو کوہ ایلورہ کی سیر و تفریح کا شوق پیدا ہوا اور وہ الغ خان کی اجازت کے بعد اس پہاڑ کی طرف بڑھے۔

کوہ ایلورہ یہاں سے تخمیناً دو میل کے فاصلہ پر ہوگا دم بھر میں یہ شوقین طبیعت والے جنکی تعداد تخمیناً تین سو کے قریب ہوگی ایلورہ کے دامن میں سیر کرتے ہوئے نظر آئے یہ پہاڑ کچھ زیادہ بلند نہ تھا مگر اسکی ناقابل دسترس بلندی کم ہوتی ہوئی چڑھائی نے اسکو بہت ہی خوشنما سا دیا تھا۔ وہاں جا کے سیر میں

ہرے درخت بھی نظر آتے تھے جنکا خود بخود بڑھتا ہوا سایہ پہاڑ کی چوٹیوں سے نیچے
اُتر کر دور تک زمین پر پھیلتا چلا گیا تھا۔ ایک طرف کو پانی کا ایک قدرتی چشمہ بھی
بڑی سیرچشمی کے ساتھ اپنا خزانہ خالی کر رہا تھا۔ پہاڑی چڑیوں کی بلند اور سریلی
آوازوں میں اس پانی کے گرنے کی صدائیں مل ملکر کچھ عجیب دلکشی کے
سامان پیدا کر رہی تھیں۔

یہ سب ہمہ تن شوق سے بہت دلچسپیوں کے ساتھ اُن دلفریب جلووں کا لطف
نظارہ اوٹھا رہے تھے کہ اس پہاڑ کی مغربی سمت سے زمین سے کچھ اوٹھتے ہوے
غیر معمولی غبار نے انکی آنکھوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یہ غبار بہت تیزی
اور کثرت کے ساتھ اسی جانب کو اٹھتا چلا آتا تھا اور جسقدر قریب آتا جاتا تھا اسیقدر
انکے گھبرائے ہوے قلب سے اٹھتے ہوئے بخارات انکی آنکھوں کے سامنے
ایک اور دوسرا غبار پیدا کر رہے تھے۔ آتے آتے جب یہ غبار کسی قدر ہٹتا
ہے تو اسمیں سے کسی فوج کے مسلح جوان پیدا ہوتے ہیں جو تعداد میں چار سو سے
کم نہوں گی۔

اسلامی فوج میں بعض کو یہ شبہ ہوا کہ یہ راجہ آدیو کے فوجی جوان ہیں بعض کا
خیال راے کرن کی فوج کیطرف گیا۔ اور کسی کا کسی کی طرف۔ خیر کوئی ہوں مگر انکو
اسلامی وضع سے کوئی تعلق نہ تھا اور اس امر کے باور کرنیکی قوی وجہ موجود تھی
کہ یہ کفار کی فوج ضرور ہے۔ دلیران اسلام کی طبیعت میں جوش پیدا کرنیکے لئے
یہ خیال کافی تھا۔ نہایت پھرتی کے ساتھ فوجی اصول پر انہوں نے اپنی صفیں
آراستہ کیں میمنہ میسرہ درست کیا کسی نے قلب لشکر میں آکر جگہ لی تو کسی نے فوج کی
کمان ڈینے کی خدمت اپنے سر لی۔ دیکھا دیکھی غنیم کا لشکر بھی اب انکے
مقابلہ میں صف آرا ہو رہا تھا۔ دونوں طرف سے کمانیں دوش سے

اتر کر ہاتھوں میں آگئی تھیں اور تیروں کا مینہ تو سہ زور سے برسنا شروع ہو گیا تھا دونوں دن کا جوش بڑھا ہوا تھا کمانیں چرچرا رہی تھیں تیر سن سن کرتے ہوئے چل رہے تھے - اور ترکش تیروں سے خالی ہو رہے تھے - اس آن بولی روح کا جوش ہر وقت بے انتہا بڑھا ہوا تھا - حوصلے ہر وقت بڑھے چڑھے ہوئے تھے اور ہمت شجاعت کے ساتھ یہ لڑ بھی رہے تھے - یہ غیر معمولی جوش دیکھکر بہادران اسلام کی رگوں میں جوشیلا خون بہت تیزی کے ساتھ لہریں لینے لگا اور جسطرح وہ اپنے حریفوں کو مرنے اور مارنے کا شائق پاتے تھے اسی قدر یہ خود بھی تیز ہوتے جاتے تھے اور یہ عجیب بات تھی کہ دونوں فوجیں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی طرف بڑھتی جاتی تھیں -

اس لڑائی نے اسقدر طول کھینچا اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے والا آسمان اور پیر فلک کی آنکھوں کے بڑے تارہ یعنی آفتاب کی دیکھتے دیکھتے آنکھیں تھک گئیں تھک ہی نہیں گئیں بلکہ یہ کشت و خون اس سے دیکھا ہی نہ گیا تو اسنے پہلے پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں سے اپنا سر مارا جب طرح بھی اسکو دل کو ٹھہرا آیا - اس سے ضبط نہ ہو سکا تو مغربی افق کا گریبان پھاڑ کر مجنونوں کی طرح کسی دوسری دنیا کو نکل گیا - یہ سبب ہوا اور دو خونخوار فوجوں کے علیحدہ کر سکنے کے لئے رات کا سیاہ پردہ بھی چھوڑ دیا گیا مگر یہ اب بھی کسی طرح ماتے رہتے وہی جوش تھا وہی خروش گو اشام کی پھیلتی ہوئی تاریکی میں کچھ نظر تو آتا تھا مگر لڑتے ہوئے دلیروں کی کٹا کٹ - چلتی ہوئی تلواروں کے عجیب عجیب صدائیں زخمیوں کی کراہ اور جوش زدہ گھوڑوں کا رہ رہکر غیر معمولی طور پر ہنہنانا بتا رہا تھا کہ ملک الموت کا چلتا ہوا لڑائی کا پرانا عمل تبک بہت تیزی کے ساتھ چل رہا ہے - دونوں طرف کے بہادر لڑائی سے تھکا ہوا بھی تھکے تو نہ تھے -

اور نہ انکا جوش ہنوز کم ہوا تھا مگر ہاں ایک طول کھینچنے والے سلسلہ قصہ کے کو
اب یہ کوتاہ کرنا ضرور چاہتے تھے -
الغ خان جھیل کے کنارے پہنچ گئی ہونگی اس فوج کا انتظار کرتے کرتے اب
تنگ گیا تھا جو اس سے اجازت لیکر کوہ ایلورہ کی سیر کیلئے گئی مگر وہاں پھنس گئی
مصیبت میں تھی - انکو بلانے اور خبر لینے کیلئے فوج کا ایک دستہ اور یہاں سے
اسطرف کو بھیجا گیا جو عین اسوقت ایلورہ کے پاس پہونچا جبکہ دکھنی فوج نے
اپنے پرجوش حملوں سے اسلامی فوج کو پسپا کر دیا تھا اور اسلامی فوج پیچھے
ہٹتے ہٹتے دامن کوہ تک پہونچ گئی تھی کہ اس نئے آنیوالی فوج کے دستے نے اپنے
ساتھیوں کی آواز پہچان لی انکی طبیعتوں میں ایک قسم کا جوش پیدا ہوتے ہوئے
دیکھا گیا اور وہ بیتاب ہوکر اپنے حریفوں پر ٹوٹ پڑے -
اسلامی فوج کا یہ جیتا ہی پرجوش حملہ تھا جسکی تاب دکھنی فوج کسی طرح نہ لا سکی انکے
آگے بڑھتے ہوئے قدم پیچھے ہٹے اور مسلمانوں نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا اور
بالآخر دکھنیوں کے قدم میدان کارزار سے اوکھڑ گئے - گیر و دار کا شور برپا ہو گیا -
چلتی ہوئی تلواریں نامردوں کا خون بہا نکلیں - نیزوں کی چمکتی ہوئی انی چاندنی رات
میں پہلے دکھا یقوالوں کے سینہ سے نمودار ہونے لگی اور قابض ارواح بہت
مستعدی کے ساتھ اپنی منصبی خدمت ادا کرنے لگے - بالآخر دکھنی فوج میدان
کارزار سے اپنے اسلحہ یا اپنے پاؤں سر پر رکھے ہوئے بے تحاشا بھاگے اور فتح
نصیب بہادران اسلام نیزوں اور تیروں سے انکو مارتے بھگاتے چلے
جاتے ہیں غل ہے - ہنگامہ ہے اور کان دئے کوئی کسی کی بات سمجھ میں
نہیں آتی - لشکری لوگ لوٹ میں مصروف ہیں اور بھاگی ہوئی دکھنی
فوج کا مال غنیمت نہایت آزادی کے ساتھ لٹ رہا ہے -

اونیسواں باب

شادی و غم

اے فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہوا شادی ہے لیکن جاوداں کوئی ہو

دن ہوا۔ رات ہوئی۔ شام ہوئی۔ صبح ہوئی یہ آئے دن ہر گھڑی ہر ساعت
ہونیوالے زمانہ کے انقلابات اشارہ ہی اشاروں میں سب کو بتا رہے ہیں کہ
اس دنیا کی کسی چیز کا اعتبار نہیں۔ وہ لمبے لمبے گیسوؤں والی سانولی صورت والی
لیلی شب۔ وہ تاروں بھری رات اب بتاؤ تو کہاں گئی۔ وہ اسکی کہکشاں والی
سپید سپید مانگ۔ ذرا آنکھ اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھئے تو کہیں نظر آتی ہے۔ اسکے
عقد ثریا والے جھمکے جو رات اسکے کانوں میں لٹک رہے تھے۔ تمہیں
خدا کی قسم ذرا غور سے دیکھنا کہیں اب بھی نظر آتے ہیں! آخر بتاؤ تو کیا ہوگئے!!
رات کا وہ پچھلا پہر! قدرتی ستارا! ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دنکو وہ چلتے ہوئے
جھونکے جو شبنم میں نہا نہا کر آتے تھے۔ اور لوریاں دیدیکر میٹھی نیند دن
سلا رہے تھے۔ وہ تو بتاؤ! وہ جھکی ہوئی ہلکی روشنی ابھی کچھ رات رہی تھی
مشرقی افق پر تھی ماں دھندلی دھندلی روشنی پھیلا رہی تھی۔ کیا ہوا؟ وہ
جھلملاتے ہوئے تارے جو چھٹکے آسمان پر اپنے ڈٹے ہوئے جوبن کی بہار دکھا
رہے تھے کہاں گئے۔ اب آپ ذرا افق کیطرف دیکھئے۔ سیاہ سے
سپید ہوا۔ سپیدی سے سرخی۔ سرخ بادلوں کی دھاری پھر کچھ جھلملاتی ہوئی سنہری

کرنیں نکلیں۔ پہر ایک بہت ہی طلائی قرص کندن کی طرح پتپتا ہوا زر خالص کا ایک
گول تہال زمین سے اوپر کو بلند ہوتا ہوا نکلا۔ اسکے چاروں طرف آنکہوں کو خیرہ کرنیوالی
شعاعوں کا جگمگاتا تہا۔ کرنیں ٹوٹی ہوئی اور پہیلی ہوئی جاتی ہیں اور پہر وہی کرنیں
دہوپ کے قالب میں ڈہلی ہوئی ہیں۔ ایسے دلفریب سہانے وقت میں ہمارا پرانا
عاشق مزاج دوست سنگہ نواز نشست کے کمرہ کے سامنے ایک زرنگار کرسی
پر بیٹہا ہے اور اسکو دو... ہمکا شریک اسد لوہجا ہیں۔ یہ قریب ایک سرخ کرسی پر
نشست کی جگہ چونکہ بلڈنگ کے غربی سمت کو واقع ہوئی ہے جہان کچہ دور تک سایہ کا
قدرتی فرش کہا ہے نسیم سحری کے دو والے جہونکے جو دائیں بائیں باغ میں
گلگشت کرتے ہوئی طرح طرح کی بہینی بہینی خوشبوؤں کا ذخیرہ لئے اسکے پاس
آتے ہیں۔ ہمارے دوست کے دلمیں اپنا وہی تفریح بخش اثر پیدا کر جاتے ہیں
جو سحر نے روز ازل سے انکو عطا کر دیا ہے۔ آج حسب معمول اسکے چہرہ پر بے انتہا
رونق ہے اور اسکا وہ رنگ جو ہلدی کی طرح بالکل زرد رنگ سے ملا ہوا تہا اسوقت
اسپر ایک قسم کی سرخی پائی جاتی ہے۔ جسپر بعض اوقات بے اختیار مسکراہٹ
اسکے ہونٹوں پر آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بیلا چنبیلی اور موتیا کے
پہول اسوقت کہلے ہوئے ہیں اسی طرح اسکے دل کا وہ کنول بہی کہلا ہوا ہے جو ہمیشہ
دریائے غم میں پڑا غوطے کہایا کرتا تہا۔ یہ خوش خوش بیٹہا ہے اور دل ہی
دلمیں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ایشور نے مری دیا کی۔ مجہپر کرپا کی۔ جس بات کا
وہم وگمان بہی نہ تہا خواب و خیال میں بہی نہیں تہا سے دیکہتا ہوں کہ وہی چیز نظر آتا
ہے۔ اس سنسار کی پیدا کرنیوالے ایشور تجہ میں سب طرح کی طاقت ہے تو
چاہے تو رائی کو پربت کرے۔ گو ماہو جا بظاہر دل خوش کن چہرے سے خون
تک ہو جائی گئی ہے غالباً فقط وہ دم بہر دل خوش کر لینے کے لئے

ابھی بھیم دیو نے روانگی کا کوئی دن بھی تو نہین لکھا ہے! مگر ہمین کوئی شک نہین
کہ بھیم دیو نے میرے شوق بھرے دل اور میری ارمان زدہ تمناؤن کے ساتھ ایک ایسا
احسان کیا ہے کہ جسکی قدر کو شاید مین کبھی اپنے دل سے بھلا نہین سکتا (اپنے دل مین)
پرمیشر ایسا کرتا کہ جلد آجائین - دل مین اب تاب نہین - ارمان و تمنا
شوق اور انتظار نے آنکھون کی راہ باہر نکلے پڑتے ہین - ہائے انتظار بھی بری
بلا ہے - جب مجھے ناامیدی ہی ناامیدی تھی تب ہی صدمے پر صدمے گذرتے
تھے اور اب جو ذرا آسرا پڑا ہے تو بھی اس کمبخت دل کو صبر نہین چین نہین
اب دیکھنا یہ ہے کہ خوش قسمتی سے اگر وصل نصیب بھی ہوتا ہے تو ہمیں کیسی گذرتی
ہے (واسدیو سے مخاطب ہوکر) کیون یار پھر اب کبتک آئینگی؟ ابتو اس بے صبر
دل کو کسی طرح تاب نہین -

واسدیو - آپ گھبرائے ہین - آتی ہی ہونگی - اب بتائیے کس بات کی
وہ تو آپ کی ہو چکین - ہمین اب شک و شبہ ہی کیا - پرمیشر نے چاہا تو وہ آتی
ہی ہونگی - آج نہین کل سہی - اس لیے کہ وہان لڑائی چھڑی ہوئی ہے راجکرن
بہت ہی زیرک و عاقبت اندیش آدمی ہین غالبًا وہ ایسے نازک موقع پر جبکہ
ملکستان انکے ہی سہی ننگ و ناموس کو بالکل مٹانے ہی پر اڑے ہوئے ہین راجکماری کا
ایک دم بھی وہان ٹھہرنا مناسب سمجھینگے - بلکہ میرا تو خیال ہے کہ آپکی خوش قسمتی کے
علاوہ اس گھرنے کی ہو جانے کے اور بھی جس امر نے انکو مجبور کیا ہوگا وہ یہی ہوگا
کہ راجکماری ایکلانہ سے نکلکر کسی محفوظ جگہ پر پہونچ جائین اور یہان سے زیادہ
اور کون جگہ انکے لئے محفوظ اور قابل اطمینان ہوسکتی ہے؟

واسدیو کی تقریر ابھی خاتمہ پر پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ دو بدحواس فوجی لوگون نے
جنکا غبار آلود چہرہ اور انکا پسینہ مین نہایا ہونا بتا رہا تھا کہ یہ مسافرت کی راہ سے

حاک اڑاتے ابھی چلے آتے ہیں سنگلدیو کے سامنے مودب کھڑی ہوکر بہت گھبرائے ہوئے لہجے میں اسطرح کہنے لگے "حضور بڑا غضب ہوگیا ستم ہوگیا"

سنگلدیو (گھبراہٹ کے لہجے میں) خیر تو ہے کیا ہوا؟"

وہی آنیوالے "حضور گو آج کئی دن سے ہر روز جبکہ یہ خبرین برابر آرہی تھین کہ کلانہ کی سرحد پر ملکشوں اور جوش و خروش کیساتھ حملہ کرنیکی تیاریان کررہی ہین ہم صبح تڑکے راجکماری کو لیکر راجکنور بھیم دیو کی ہمراہی میں اسطرف کو چلے دشوار گذار راستوں اور پیچدار دروں میں ہوتے ہوئے ہم لوگ بہت تیزی کیساتھ چلے آرہے تھے کہ کل شام کو الیورہ پہاڑ کے قریب پہونچکر ملکشوں کی ایک فوج سے مقابلہ ہوگیا اور سخت لڑائی ہونے لگی۔ گو اسوقت ہماری طرف کی فوج نے ملکشوں کو بالکل زیر کرلیا تھا اور قریب ہی تھا کہ وہ بھاگ جائین کہ دفعتہً ایک طرف سے ملکشوں کو اور فوجی مدد پہونچ گئی۔ گو راجکنور بھیم دیو نے اسوقت بڑی بہادری سے کام لیا مگر ہماری فوجی تعداد انکے مقابلہ مین چونکہ اب بہت کم تھی اسوجہ سے ہماری کچھ نچلی ۔۔۔۔۔" اس کہنے والے کی تقریر ابھی ختم بھی نہین ہوئی تھی کہ بات کاٹکر سنگلدیو نے نہایت اضطرابی حالت میں اسطرح کہا "کمبخت جلدی کچھ کہے گا بھی۔ پھر ہوا کیا! راجکماری کہاں ہین؟"

وہی آنیوالا (کانپکر) "حضور انکی مجکو خبر نہین وہ فوج کے پیچھے باڈی گارڈ کے رسالے کے جھرمٹ مین تھین ہم دونوں فوج کے اسرا آگے والے حصہ میں تھے جو ملکشوں سے گرم پیکار تھا۔ اسوقت کی اضطرابی اور پریشانی کی حالت میں مجکو راجکماری کے تفتیش حالات کا موقع نہین ملا اور شدہ رات کی تاریکی بھی ہوگئی تھی میں میری نظر ہی نے کچھ کام کیا اور جب ملکشوں نے ہم لوگوں کو تلوار پر رکھ لیا تو بالآخر اسوقت مجکو بھی ضرور تھا۔ مناسب معلوم ہوا کہ راجدھانی میں حکم ہم

اس اقتاد کی اپنے مہاراج کو خبر کردیں"

سنگلدیو (پرتعجب لہجے میں) اتم شہ مرگئے۔ اور مارے بھی نہیں گئے۔ آیا اپنا منحوس منہ دکھانیکو۔ یا جی نمکحرام کہیں کا۔ اور اسکی خبر بھی۔ لی کر اکھلبار ی پر کیا گذری۔ کمبخت اپنی جان لیکر بھاگا۔ نامرد۔ بیحیا۔ اور بھیم دیو کہاں ہے؟

وہی (خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے) مہاراج انکی بھی خبر نہیں"

سنگلدیو (بہت ہی پرخشم لہجے میں) سب مارے گئے۔ کوئی نہیں بچا۔ ہائے ہائے۔ رام۔ رام" اور چیخ مار مار کر رونے لگا۔ اور واسدیو بہت تسلی اور دلدہی کے لہجے میں اسطرح کہنے لگا۔ یعنی خواہ مخواہ کیلئے۔ آخر کوئی بات بھی تو ہے۔ رات کا وقت تھا موقع پا کر تاریکی میں کہیں چھپ رہے ہونگے اب خواہ مخواہ کے لیئے یہ کسطرح فرض کر لیا گیا کہ ایسا ہی ہوگیا۔ اور اتبک راجکنور یہاں پہونچ بھی جاتے مگر راجکماری کی حفاظت اور احتیاط کے خیال سے ابھی انکو اسطرف آنیکا موقع۔ ملا ہوگا"

سنگلدیو (حسرت اور یاس کے عالم میں) ہاں! کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے! میری عالستان راجکماری زندہ ہوگی۔ دیکھنے کو ملیگی!"

واسدیو"ہاں ہاں۔ پرمیشر نے چاہا تو ضرور۔ مگر انکی جلد خبر لینا چاہیے (آنند سے! ذیمون سے) دیا دار ملازم اور جان نثار رعایا اپنے خداوند ولی نعمت پر جان نثار کرنیکے لئے ہوتے ہیں۔ بیحیائی کی زندگی جینے کیلئے نہیں ہوتے"

وہی"حضور کا ارشاد بجا ہے اور ہمکو کبھی اپنا منہ آپکو نہ دکھاتے اگر راجکماری یا راجکنور بھیم دیو کو دشمنوں کے پنجہ میں بیسا چھوڑ کر آتے۔ ہماری ڈھونڈنیوالی آنکھوں نے جب انکو وہاں کہیں نہیں پایا اور ہمکو اس جرگے یا دریکا موقع بھی ملا کہ وہ مصلحتاً ہٹ کسی طرف کو نکل گئے تو سب سے پہلے اسوقت ہمکو یہی ضروری معلوم ہوا کہ کسی

طرح ہمارے مہاراج کو اسکی خبر ہو جائے۔ عجب نہیں جو وہ اسی طرف کہیں چھپے ہوئے ہوں

واسدیو" ضرور کہیں چھپے ہوئے ہونگے۔ میرا دل کہہ رہا ہے"

سنگلدیو (گھبراہٹ کے لہجے مین) تو کیا بڑی مہاراج کو اسکی خبر ہوگئی؟"

وہی" ہان سرکار نے فوج کی تیاری اور فوراً روانگی کا بھی حکم دیا۔ کوئی دم مین فوج کا یہان سے کوچ ہوا چاہتا ہے"

سنگلدیو (اپنے دلمین) غضب ہوگیا۔ مہاراج اپنے دلمین کیا کہتے ہونگے بھیم دیو اگر بخیر و عافیت واپس نہ آیا تو بڑے مہاراج میری صورت سے بیزار ہو جائینگے منہ نہیں دیکھینگے اور میں منہ دکھانیکے قابل نہ رہونگا۔ بھیم دیو کو مین نے ہی بلا اجازت بھیجا تھا اور اب تک کے مفقود الخبر ہونیکا سارا الزام میرے ہی سر رکھا جائیگا۔ اور سچ پوچھئے تو یہ الزام ایک حد تک ہے بھی صحیح۔ گو وہ اپنی خوشی سے بخوشی گیا ہے مگر ہائے میرے لئے گئے سرد مہری (ایک ٹھنڈا سانس لیکر) آہ پیاری راجکماری کیا سچ مچ تو میرے لئے نہیں ہے۔ مین ایسا خوش قسمت نہیں ہون اور نہ میرا مقدر ایسا ہے تو بھی مین اپنی جان دیکر شاید اس پر صبر کر لیتا لیکن تیرے لئے۔ میری راہ مین اور میرے ہی دار السلطنت مین اگر تیرے نازک جسم کو کچھ بھی اذیت پہونچی تو پرمیشر کی قسم زندہ تو یون ہی بیٹھا رہونگا مگر آہ میری پیاری جان میرے تن سے نہایت ہی حسرت اور افسوس کے ساتھ اسلئے اور بھی بُری طرح سے نکلیگی کہ میرے ہی لئے اور میرے ہی گھر آنے مین تو نے یہ اذیت اور تکلیف اٹھائی۔ سچ ہے پرمیشر کہیں وہی تو نہیں ہوگیا جو خوامخواہ کیلئے میرے بُرے خیال اور میری بڑی ہوئی محبت سے پیدا ہونے والی بُری بدگمانی میرے دل کو مسل رہی ہے" ان خیالات کے آتے ہی کچھ ایسی اُلجھن ایسی بےچینی اسکے قلب میں پیدا ہوتی ہے کہ یہ اپنی کرسی

چھوڑ کر بے اختیار کھڑا ہو جاتا ہے اور دو چار ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لینے کے بعد اپنے
مونس اور ہمدرد واسدیو سے بہت گھبرائے ہوئے لہجے میں اسطرح کہنے لگتا ہے:۔

کیوں واسدیو! یہ کیا ہوا۔ کس قدر میری مقدر نے مجھکو دغا دی۔ کیسا بنا بنایا
کھیل بگڑ گیا۔ ہائے اب کیا ہوگا! (آنیوالے آدمی سے مخاطب ہوکر) اور یہ لڑائی ہوئی
کس جگہ پر تھی؟ (خود ہی) الورہ پہاڑ کے پاس۔ الورہ تو یہاں سے کچھ دور نہ تھا۔ یہاں
سے بھی چار پانچ کوس کا فاصلہ ہوگا۔ تو گویا گھر میں ہو گئی (پھر آنیوالے سے مخاطب ہوکر)
کل شام کا تو یہ واقعہ اور اتنی سی مسافت رات بھر طے کرنے کے بعد
اب آپ بیان ہو رہے ہیں!۔ اسے لعنت۔

وہی (ہاتھ جوڑ کر) حضور بات بھی کو چلتی گذری ہے اور معمولی رفتار سے بھی نہیں
بلکہ دوڑتے اور ہانپتے ہوئے۔ پر شری جی کو معلوم ہوگا کہ کن کن پیچدار درّوں اور
دشوار گذار راہوں میں ہمکو چلنا پڑا اور کسقدر پھیر کھا کر یہاں تک ہم زندہ پہنچے۔ ہمارے
پاؤں کی بھرے ہوئے آبلے پھوٹ پھوٹ کر ہمارے چلنے کا حال اظہار کرسکتے ہیں اور اگر
آپکو باور نہ آئے تو آپ خود بنفس نفیس چلکر ہمارے قدموں کے ان نقشوں سے
پوچھ لیجئے جو ریگستانی زمین پر ابھی تازے بنے ہونگے اور چلنے والی ہوا اور دھوپ
نے کسی کے نہ پوچھے والے قدموں نے ابھی انکو بگاڑا بھی نہوگا۔

سنگل دیو: ہاں ہاں ابھی چلتا ہوں۔ وہ جگہ جہاں پیاری راجکماری اور ہم دو
کو دشمنوں نے گھیرا ہے زیارت کے قابل ہے۔ وہیں پر میرا اور پیاری راجکماری
کا وصل ہوگا یا پردہ اٹھ ہی۔ ایسے درد کی موقع پر تو عموماً آنکھوں سے آنسو بہتے ہی ہیں مگر
دیکھ لینا ہماری ایک ایک رگ سے خون کے فوارے چھوٹینگے۔ صدہا جانباز سپاہیوں کا
تو وہاں خون بہیگا اور اب میری پیاری راجکماری جان کی قربانی بھی وہیں چڑھیگی اور
بالآخر وہ مقام ایک تیرتھ گاہ کا حکم رکھیگا اسلئے کہ حسن و عشق کی دیوی اور دیوتا

کے بت بنیں گے اور انکی پرستش ہوگی اسقدر کہنے کے بعد اسنے فوجی وردی
زیب تن کی ۔ آلات حرب سے اپنے تن کو آراستہ کیا ۔ اور گھوڑے پر سوار ہونیکا
قصد کیا ۔ واسدیو نے ہاتھ جوڑے اور کہا "پربہو تہوڑی دیر کیلئے ذرا صبر کیجیے
اگر آپکو جانا ہی ہے تو سرکاری فوج کے ہمراہ چلے جائیےگا ۔ ایسے نازک
موقع پر دشمنوں کے سامنے تنہا جانا عاقبت اندیشی سے بالکل بعید ہے"
سنگل دیو (برہم ہوکر) آپ اپنی ان عاقبت اندیشیوں کو رہنے دیجیے
انہیں عقلوں نے تو اسدن کو یہ سمجہایا ۔ اب کیا کرنا چاہیے جسکے تن بدن
میں آگ لگی ہو جسکی رگوں میں خون جگر کہا رہا ہو جسکا دل لٹ گیا ہو جسکی تمناؤں
کا خون ہوگیا ہو اسے صبر ۔ دم بہر قیام مشکل ہے ۔ فوج کا انتظار! فوج کی ضرورت
اسکے لئے ہے جو ہار جاتا ہے ۔ اور مرنے جاتا ہو اسکے لئے کسکی ضرورت ؟ کیسکی ہمت
موت کی موت کی" اسقدر کہنے کے بعد یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا جو پہلے
سے تیار کھڑا تہا ۔ اسکی یہ مجنونانہ حالت دیکہکر واسدیو بہی اسکا ساتھ دینے کے
لئے تیار ہوگیا ۔ انہیں کے ساتھ اس واقعہ کی خبر لانیوالے دونوں آدمی بہی
اور فوراً اس واقعہ کی راجہ رام دیو کو بہی اطلاع کردیگئی ۔ آگے گھوڑے بہی اسی طرح
زور میں بہرے ہوئے تہے جسطرح ہمارا شوریدہ سر دوست سنگل دیو میں اسوقت
جوش جنون کا زور تہا ۔ ایک ہی فراٹے میں کوہ ایلورہ کی بلند چوٹیاں انکی پیش
نظر تہیں اور پہر دم بہر میں وہی میدان انکے گہوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے تہا
جو کل شام کو میدان کارزار کا ایک ہولناک مقام بنا ہوا تہا ۔ کل کی پڑی
ہوئی خون بہری بیجان نعشوں کے نقشے بدل گئے تہے اور اکثر نعشوں کو صحرائی
درندوں نے اپنی بہوک کا لقمہ بنا لیا تہا ۔ ہو کا عالم تہا اور خوفناک سناٹا
چاروں طرف پہیلا ہوا تہا ۔ زندہ صورتیں اگر کوئی نظر بہی آتی تہیں تو یہی مہمان (گدہ)

تھے جو ایسے کشت و خون کے موقعوں کے ہمیشہ منتظر رہتے ہین اور کوئی آواز اگر کانون مین پہونچتی بہی تہی تو وہ انہین کاٹنے کو دوڑتی تہی جو ہمیشہ ان غنیمت اپنا اپنا قبضہ کرنے اور تصرف مین لانے کیلئے اہل دنیا کی طرح بیفائدہ لڑتے اور شور و غل کرتے ہین۔ شوریدہ سر سنگار دیو نے رو رو کر ہر طرف راجکماری کو پکارا اور بہیم دیو کو یاد کیا مگر وہان انکا اور انکی ہمراہی فوج کا اسی طرح کہین نام و نشان بہی نہ تہا جس طرح گونا ہو جانے کی مسرت کا وجود۔ اسوقت سنگار دیو کے لبون پر وہ چیخ چیخ کر رو بہی رہا تہا۔ خبر لیجانیوالے دونون ادمیون سے لڑائی کی ہر موقع اور راجکماری کے سواری ٹھہرنے کی جگہ کو دریافت بہی کیا کرتا تہا اور یہ پُردرد صدائین اسکے منہ سے نکل رہی تہین "پیاری راجکماری کہان ہو۔ کسطرف گئین۔ کہان جاؤن۔ کہان ڈہونڈون۔ ہائے کس مشکلون سے ملی تہین ہائے دیکہنا تک بہی نصیب نہین ہوا تہا کہ پہر آپ مجہے چاہنے والے کی صورت سے بیزار ہو کر اپنی پیاری پیاری صورت مجہسے چہپائی۔ اے ایلورہ کی چوٹیون پر اونچے درختو! تم بہت بلندی پر ہو تمنے ضرور دیکہا ہوگا۔ دیکہا ہو تو بتاؤ کہ میری پیاری کسطرف گئی۔ انہون۔ تمہاری زبان ہی نہین۔ ای ہر گہر اور ہر جگہ پہونچنے والی ہوا تو ہی بتادے میری موہنی صورت والی کہان گئی۔ اے بیجان نقشو کیا تم مجہکو ہر حسن کی دیوی کی خبر دیسکتے ہو ہائے تمتو سانس بہی نہین لیتے۔ پیاری تمہین بتاؤ کہان ہو!! اچہا اپنی صورت تو نہ دکہاؤ مگر اپنی پیاری آواز تو سنا دو"

اسکی یہی پُردرد باتین ایلورہ کی پہاڑیون سے ٹکرا رہی تہین کہ اسکی وہ فوج بہی آگئی جسکو راجہ ادیو نے اسکے پیچہے ہی روانہ کیا تہا اور پہر یہ سب چارون طرف پہیلکر اطراف و جوانب مین راجکماری اور بہیم دیو کی جستجو اور تلاش مین مصروف ہو گئے۔

بیسوان باب

خدا سا رات

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر
کیون تم وہی معشوق ہو یا مجھکو گمان ہے

رات ہے اور رات بھی سہانی سہانی تارے چھٹکے ہوئے ہین - چاندنی کھلی ہوئی ہے اور گو رات کچھ تو رنگ کے عکس سے ساری دنیا کی خوبصورتیون کے حسن کو اپنے قالب آجانے سے رنگت بالکل ماند کر دیا ہے تاہم ماہتابی کرنون اور تارون کی روشنی نے وہ دلفریبی اور صباحت پیدا کر دی ہے کہ سبحان اللہ

اے صل علیٰ انجم ہین کیا شان نکلتی ہے	سو بار ادا ملتے ہین سو ناز رہتے ہین

یون تو آسمان پر ٹمٹمانے والے تارون کی تعداد کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی انکو شمار ہی کر سکتا ہے مگر آج تو کچھ اس کثرت سے نکل پڑے ہین کہ آسمان پر کہین تل دھرنے کی جگہ نہیں بس ہر وقت آسمان پر یہ شبہ گزرتا ہے کہ آبی رنگ کا کسی کا دوپٹہ ہے جسپر ستارون سے زردوزی کا کام کیا گیا ہے اور وہ بھی فردی بوٹی کا اور کسی کا کیون کہون اسقدر لمبا چوڑا دوپٹہ اگر کچھ موزون بھی ہے تو اسی نیلی چھت کے لئے - مگر خدا نکرے کہ اسکا یہ بناؤ سنگار کسی ہجران نصیب غمگین دل کے تڑپانے کیلئے ہو - اور ایک آسمان ہی پر کیا موقوف ہے آپ دلی ہی کو دیکھ لیجئے - سارا شہر رشک ارم سا ہو رہا ہے - ہر طرف عالم چراغان ہے سارے بازار رونق پر ہیں ہر طرف سے طبلہ اور سارنگی کی دلکش آوازین گانے کی سریلی سریلی صداؤن مین ملی ہوئی ہین اور جسطرف آنکھ اٹھا کر دیکھئے ہر جگہ عیش و نشاط

ہی کے سامان نظر آرہے ہیں اور ہزار ستون کی عالیشان عمارت کے ساز و سامان کا تذکرہ ہی کیا بس معلوم ہوتا ہے کہ یہ ندرت ہیں پھر اچاند کا اکھاڑا ہے وسیع اور کھلے ہوئے میدان میں یہ خوشنما سنگی عمارت جو نیچے اوپر رنگ گلاسون کی روشنی سے اسطرح جگمگ کر رہی ہے جسطرح یہ دیوار آسمان چھوٹے بڑے ستارہ تاروں سے۔ خوش گلو حسینان دہلی کی سننے والوں کے سینہ سے دل کھینچنے والی بلند اور سریلی صدائیں ہوا میں گرہ لگا رہی ہیں اور در و دیوار اور ہر شجر حجر پر وجد کا عالم ہے شادی کی یہ تمام تیاریاں اور سلطانی بارگاہوں کے یہ انتظامات زبان حال سے بتا رہی ہیں کہ شاہی خاندان میں آج کوئی شادی ضرور ہے ہزار ستون کی عمارت شاہانہ تکلفات کے ساتھ بیش بہا فرنیچر سے آراستہ ہے وہ بیش بہا شیشہ آلات جو بجز شاہی ایوانوں کے اور کہیں نظر ہی نہ آتے تھے یہاں بکثرت رکھے ہوئے ہیں۔ مدبرین سلطنت اور ارکین دولت سب یہاں موجود ہیں اور وسط کے بڑے ہال میں شادی کی شاہی صحبت جمع ہے صدر مقام میں ہمارا قدیمی دوست خضر خان دولہا بنا ہوا مسند زرنگار پر بیٹھا ہے مبارک سلامت کے تہنیت آمیز غلغلے ہزار ستون کی سنگی عمارت میں گونج رہے ہیں۔ ہر ایک شادان و فرحان ہے اور ان سب قرائن سے یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ ہمارے عاشق مزاج دوست خضر خان کا شاید آج عقد تھا اور شاید ہو بھی گیا ہے۔

مگر شادی کی اسے نہ چھپنے والی نشانیو! تم کو کیا ہو گیا ہے۔ تمہارا دل خوش کن اثر کہاں گیا۔ تم اسوقت اس نوشہ کے چہرہ پر کیوں نہیں نظر آتی ہو جو تماشائیوں کو گو اسوقت اسکے سر پر جگہ ضرور دیگئی ہے مگر وہ اسکے پژمردہ چہرہ کو دیکھ دیکھکر کچھ کھسیائے سے جاتے ہیں۔ اسکا رہا سہا گلابی رنگ اُڑتے اُڑتے اب

بالکل سپید پڑگیا ہے - آہ جن آنکھون مین شوق اور انتظار کا اسوقت مجمع ہونا چاہیے
تھا انمین آنسو کیون ڈبڈبا رہے ہوئے ہین اور اس دل اور دماغ مین جسمین ارمان اور
تمناؤن کا ہجوم ہونا چاہیے تھا انمین اسوقت یہ باتین ہو رہی ہین فضول
حماقت بالکل فضول - اسکا کچھ بھی نتیجہ نہین - ان پابہ زنجیر رسمون نے اصل کیا مجھکو پابہ زنجیری
کیلئے میری بیاہی بیگم جو الپ خان کی بیٹی ہے کافی نہ تھی - مین کوئی آوارہ مزاج
ہرجائی اور بدوضع آدمی نہین ہون - ہان البتہ اس کمبخت دل کے ہاتھون سے مجبور ہون
مگر اسی کیلئے مجبور بھی ہون جسنے مجھکو مجبور رہنا کردیا ہے - جو کلیجہ مین بیٹھا میرے دلکو
چٹکیون سے مسل رہا ہے آہ جسکی پیاری صورت آنکھ سے ایک گھڑی ایک ساعت کو آنکھون
کے سامنے سے نہین ہٹتی - نہین ہٹتی اور کیسی ہے یہ خبر جان لئے نہین ہٹونگی (ایک
ٹھنڈی سانس لیکر) آہ جسکے نام تک سے واقف نہین - نہین معلوم کہ کون تھی اور یہ بھی
خبر کہ وہ رہنے والی کہان کی تھی "

ان اینواسے خیالات نے اسکے دلپر کچھ ایسا انقباضی اثر پیدا کیا کہ یہ جگہ سے اٹھا اور
غمگین دلکو اپنے پہلو مین دبا ہوا ایک دوسرے کمرے مین جاکر ایک پلنگ پر لیٹ
رہا اور اسیطرح اپنے دل سے باتین ہونے لگین " سب کہتے تو ہین کہ لڑکی بہت خوبصورت
اور عجیب ہی نہین جو دیکھا ہی ہو - کھولا رانی کے خداداد حسن کا اثر کہان تک انکی ہٹی
مین نہ آیا ہوگا - مگر وہ پری سہی - روضہ رضوان کی حور سہی وہ کیسی ہی کیون
نہون خضرخان کے دلمین آنکھون مین وہ حسن سما نہین سکتا - آہ ان آنکھون نے
جس حسن کا نمونہ دیکھا ہے اس دل کی جو حالت ہے آہ جس دلستان کا مین مارا ہوا ہون وہ تو اور
ہی ہے اسکا حیرت مین نکاح کی اگر اسکو خبر ہوگئی تو وہ بیچ دلمین کیا کہیگی دکھی ہی آہ میری
خبر ہی کیون ہونے لگی - مین تو جانتا ہون کہ میری مرنیکی خبر تک اسکو نہ پہونچیگی - تو اسکا یہ مطلب ہے
کہ اسکو خیال اور میری محبت کا خاتمہ ہوگیا - یہ تو ہرگز نہین ہوتا ہی صورت دیکھنی نصیب ہے

یا سو - جان جا کیا رہی - مگر اے میری بھولی بھالی بیجان پیاری میں ایسا نہیں ہوں
کہ تیری یاد میرے دل سے دھل جائے - میں ایسا ہرجائی اور بدوضع نہیں ہوں کہ تیرا سودا اسے عجب
میرے دماغ سے نکلے - ایک یہ کیا ایسی ہزاروں میری شادیاں ہو جائیں مگر یہ دل کسیکو
نہیں مل سکتا - نہیں مل سکتا - ہرگز نہیں مل سکتا "

ان خیالات کا سلسلہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ اسکے بے تکلف ملنے والوں کی یکے بعد دیگرے
یہاں آمد شروع ہو گئی - تھوڑی دیر تک تو یہ آنیوالے اسکا چہرہ دیکھا ہوا سکوت
دیکھکر خاموش بیٹھے رہے اور پھر بالآخر ان آنیوالوں میں سے ایک نے اسطرح اپنی گفتگو کا
سلسلہ شروع کیا " کیوں حضور اس وقت یہ سکوت کیسا شوق ہے خفا یا اور ارمان تمناؤں کا
جمگھٹا حضور عالی کے خیال کو اس وقت اسقدر فرصت ہی نہیں دیتا کہ دوسری طرف خدا تعالی کا خیال آئے

خضر خان " میں اسوقت اپنے حواسوں میں نہیں ہوں - میرا دل ٹھکانے نہیں ہے
دماغ قابو میں نہیں - میری اسوقت بالکل سکرات کی سی حالت ہے اور جنکو تم شوق
ارمان اور تمناؤں سے تعبیر کرتے ہو وہ میرے جان لیوا جگر کے آبلے صدمے ہیں - ظل اللہ کو خدا سلامت
رکھے انہوں نے تو اپنے خیال میں پوری محبت کا حق ادا فرمایا مگر سچ پوچھئے تو میرے
ساتھ انہوں نے وہ دشمنی کی ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ بڑی
دشمنی میرے ساتھ میرے اس لحاظ ادب نے کی اگر میں خاموش نہ رہتا صاف
انکار کر دیتا یا نکاح کا اقبال نہ کرتا تو یہ روز بد کیسا مجھکو کیوں نصیب ہوتا آہ
میرا منہ دکھانیکے قابل نہیں رکھا - سنے گی تو میرا منہ نہیں دیکھیگی "

بے تکلف احباب (ہمزبان ہوکر) حضور ایک بے سروپا خیال کا خیال کیا
جسکا نام و نشان تک نہیں اسکا اندیشہ ہی کیا - استحقاق ہی کیا اور اسکی محبت
ہی کیا - جس اتفاق سے ہماری رانی آج حضور کی کچہری میں داخل ہوئی ہیں انکو خدا داد
حسن کا شہرہ بھی بہت سنا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حسن و جمال کے کرشمے تو حضور کی آنکھ دیکھنا ہے

دیکھی ہوئی ہیں۔ اور کیا عجب ہے کہ انکا چکا چوند پیدا کر دینے والا حسن بالاخر حضور
کی نظر دشمن ہی اس بیچارے نام و نشان حسن پر غالب آ جانے والا ثابت ہو
ابھی یہ تقریر ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ شاہی حرمسرا سے ہمارے دوست کی طلبی ہوئی اور گو ہمارا
دوست اندر جانے میں بہت حیلے حوالے کرتا رہا مگر سب کی طرف سے ہوئی منت
سماجت مجبوراً اسکو یہاں سے اٹھا کر سراپردہ شاہی کے اندر لے گئی۔ یہ سراپردہ شاہی جو اسی
ہزار ستونکی عالیشان عمارت کے غربی سمت پر واقع ہے اور ہزار ستون کا ایک جزو ہی ہے
شاہی خاندان کی خاتونوں اور انکی ماؤں اور سہیلیوں سے بھرا ہوا ہے مبارک سلامت
کی صدائیں ہر ایک کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ رسوم ادا ہو رہے ہیں اور زر و جواہر کے طبق
ہمارے نوشہ کے سر سے نچھاور ہو رہے ہیں۔

ان رسمیات کے بعد بالآخر ہمارے دوست کو ایک کمرہ میں جانا پڑا جو غیر معمولی تکلفات سے
آراستہ کیا گیا تھا۔ صاف صاف قد آدم آئینوں پر یہاں کی لیمپونکی روشنی ترپ ترپ کر
ان تصویرونکی بہار دکھا رہی تھی جو بہت سلیقہ شعاری کے ساتھ جابجا دیوار پر لگی ہوئی
تھیں شیشہ دار دروازے چار طرف سے بند تھے مگر ہوا کی آمد و رفت کیلئے ادھر ادھر
ایک پاس دروازہ کھلا تھا جنپر کھلی ہوئی چلمونکو جگہ دیگئی تھی۔ موسمی اور مقامی گرمی
کے کم کرنیکے لئے پنکھا کھچ رہا تھا۔ بیچ زمین پر نہایت عمدہ قالین کا فرش تھا جسپر دو تین
آرام کرسیاں قرینہ قرینہ سے لگی ہوئی ہیں ایک طرف کو ایک بہت پرتکلف مسہری
بچھی ہے اور اس مسہری پر کوئی عروسی لباس پہنے حیا سے سر جھکائے چپ بیٹھا ہے مسہری
کے گرد و گرد نیچے بہت سی کنیزیں پرتکلف لباس پہنے تن کر بیٹھی ہیں اور آپسمیں
آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہی ہیں۔

حضرت کے اندر قدم رکھتے ہی ان سب کنیزوں نے سر قدرا جھکا کر تعظیم دی بہت
ادب کے ساتھ آداب تسلیمات عرض کی اور پھر دست بستہ صف باندھکر چپکے کھڑی ہو گئیں

ہمارے دوستوں کو چند بے تکلف عورتوں نے دست گرفتہ لیجا کر اس مسہری پر بٹھانا چاہا لیکن بہت
زبردستی اور کراہیت کے ساتھ یہ ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا جس کثرت کے ساتھ صاف اور شفاف
روشنی اس کمرہ میں پھیلی ہوئی تھی اسیقدر اسکے دل پر ایک اٹھتا ہوا اندھیرا اسکی آنکھوں کے نیچے
اسوقت چھایا ہوا تھا آسمان کے چکر اسوقت اسکے سر میں تھے اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا
سر پکڑ کر رہگیا تھا - اسکی آنکھیں بند تھیں - اور عالم خیال میں ایک بڑی ہی ہوئی
خموشی کے ساتھ اسطرح اسکے دل میں باتیں ہو رہی تھیں " خداوندا کس عذاب میں
جان پڑی ہے - ہا آج کسی امانت میں خیانت ہوئی جاتی ہے - وہ دل جو کسی کے نام نشانہ
کی ملک سے تھا - نہیں نہیں - ہے - ہاں ہاں ہے - اسی کو یہ کمبخت جو اسوقت سرجھکائے
مسہری پر بیٹھی ہے اپنے قبضہ میں لانا چاہتی ہے استغفراللہ - کیا مجال - کسکی طاقت - ہو نہیں
سکتا - ہرگز نہیں - کسی طرح نہیں ہو سکتا - یہ دل جسکا ہے اسی کا مبارک رہے تا مردم
تک اسی کا رہیگا - بیشک اسی کا - لیکن یہ سب کچھ صحیح مگر اس نازک بدن نازک
دلکو جب میرے اس دوسرے عقد کی خبر ہوگی تو وہ اپنے دل میں کیا کہیگی - شرم
غیرت مرجانیکا مقام ہے " ہمارا عاشق مزاج دوست ابھی انہیں خیالات میں
محو تھا اور دنیا بھر کی اداسی سمٹ سمٹ کر اسکے ایک اسی چہرہ پر جمع ہو گئی تھی جسپر
نوشہ ہونیکی وجہ سے آج قدرتی طور پر مسرت اور انبساط کا طرح جمگھٹ ہونا چاہئے
تھا اور پھر بے اختیار یہی دل کہنے کو چاہتا ہے کہ نا رضامندی کی شادی پر چار حرف - اسکا
اترا ہوا چہرہ - اسکی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے آنسو اور اسکی پیشانی کی پڑی ہوئی بل بتا رہے تھے
کہ وہ ابھی اس ہونیوالی شادی سے کچھ خوش نہیں ہے اور نہ اس شادی نے اسکے غمزدہ دل کے
بہلانے میں کچھ بھی حصہ لیا - بلکہ ایک پھر بجھے دل کو ساتھ اور اسیطرح چٹکی ہوئی ہے یہ ابھی
چپ سناٹے میں بیٹھا تھا کہ وہ کنیز جو ایک سجائی ہوئی دولہن کے پشت کی جانب
کھڑی مگس رانی کر رہی تھی کچھ غیر معمولی طور پر ہمارے نوشہ کیطرف دیکھنے لگی - اور پاس

بارہا اسکا سر اور سر کے ساتھ اسکی آنکھوں کو بھی نیچے جھکا دیتا تھا مگر خدا جانے ہلکے دلبر ایسی کیا الجھن
پیدا ہو گئی تھی کہ کنکھیوں سے دیکھنا بھی اسکے اس اضطراب کو فرو نہیں کر سکتا تھا اور بے اختیار مجبور کرکے بار
بار ہمارے دوست کی طرف بہت گہری نظر سے تکتی ہی تھی کہ دفعتاً اسکے وہ ہاتھ جو حنیذر کو جنبش دے
رہا تھا۔ اپنے کام سے رک گیا اور اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ اس امر کو بتانے لگے کہ کسی غالب آجانیوالی حیرت نے
اسکے قلب دماغ اور اسکے ساتھ اسکے کل اعضاء پر قبضہ کر لیا ہے کہ گو وہ ان سے پہلے اور کنیزوں کے
ہمراہ ہمارے دوست کی آمد کے وقت آداب تسلیمات سے فارغ ہو چکی ہے مگر اسنے دو ایک قدم بڑھکر
ہمارے روبرو بیٹھے نوشہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور کہا "حضور آداب عرض ہے"۔ اس کنیز
کی یہ حرکت گو اسوقت بہت تعجب کی آنکھوں اور کانوں سے دیکھی اور سنی گئی اور جسقدر کنیزیں حاضر
تھیں انہوں نے تعجب اور حیرت کی نظر سے اسکی طرف دیکھا۔ اور وہ لجائی اور شرمائی ہوئی بولی
دلہن جسکا سر بھی جھکا ہوا تھا وہ بھی متحیر ہو کر گھونگھٹ کے اندر سے کنکھیوں سے دیکھنے لگی مگر ہمارا عاشق
مزاج دوست اپنے خیالات میں کچھ ایسا محو تھا کہ ایک غلط انداز نظر سے ایک مرتبہ اسکی طرف
دیکھا تو بھی مگر پھر کچھ متوجہ نہیں ہوا۔ معلوم نہیں کنیز کے دل پر اسوقت ایسی کیا الجھن تھی کہ اسکو کسی طرح
قرار ہی نہ تھا اور نہ موقع محل بات کا لحاظ۔ اسنے جھک کر سر جھکائے ہوئے بیٹھی والی دلہن کے کان میں
کچھ کہا اور اس آہستگی سے کہا کہ کسیکو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی۔ اس گستاخ کنیز کی بے موقع حرکت جو کہ ادب
پہلو سے بالکل ہی گری ہوئی تھی اس وجہ سے ہمارے دوست کی سیدھی نظر بے اختیار اسطرف گئی اور جب کہ
یہ نگاہ اسکی آنکھوں کی طرف پلٹی ہے تو تعجب اور حیرت کا کچھ چہرہ ہی اپنے ہمراہ لئے ہوئے تھی جسکی وجہ سے
اسکو دو ایک مرتبہ پھر اس کنیز کی طرف دیکھنا پڑا۔ گو پہلی ہی نظر میں اسکی صورت ہمارے دوست کی نظر
میں کسیقدر آشنا معلوم ہوئی مگر اسوقت اسکی طبیعت پر چھائے ہوئے انقباض اور دل پر چھائی ہوئی
اداسی کی وجہ سے اسکے خیال کو زیادہ اسطرف توجہ کرنیکا موقع نہیں ملا کہ یکایک ایک سناٹا سا اسکی
طرح چھایا ہوا تھا کہ چلنے والے پنکھے کے ایک تیز جھونکے نے اس نئی نویلی شرمائی ہوئی دلہن کے
بڑھے ہوئے گھونگھٹ کو اسکے چہرہ سے کسیقدر اڑا دیا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک بجلی سی آنکھوں کے سامنے کوند

گئی اور خودی سے گذرا ہوا ہمارا دوست جو اپنے خیالات میں بالکل محو ہو رہا تھا اس حیرت خیز سماں کو
دیکھکر کچھ ایسا سٹپٹا گیا کہ اپنی کرسی سے اٹھکر اس مسہری کے پاس جا کھڑا ہوا جسپر سے ایک
معمولی پیدا ہونیوالی تجلی یا بجلی ابھی اسکو دیکھکر گری تھی اور پاس پہونچتے ہی اسنے اپنے ہاتھوں سے
سامنے پڑے ہوئے گھونگھٹ کو چہرہ سے سرکایا ہی تھا کہ بدلی سے ایک آفتاب نکل آیا اور پہلی ایک
چمکنے والی تجلی نے اسکی نظر کو خیرہ بناکر اسکا بھی بعینہٖ وہی حال کر دیا جو طور سینا پر حضرت
موسیٰ کا ہوا تھا ایک نظر دیکھنا تھا کہ ہمارا دوست غش کھاکر نیچے فرش پر گرا - اسموقع پر
اگر وہی گستاخ کنیز ہمت کی پہلے ہونیوالی شورش کو روک نہ دیتی تو شاید دم بھر میں اسکا حرج جان تک
پہنچ جاتا - کچھ سوچ سمجھکر ست کنیزیں دوڑ پڑیں اور بیہوش ہو جانیوالے کا ہاتھ پاؤں سہلانے لگیں
اسکا اسوقت بیہوش ہو جانے سے بھی زیادہ تر تعجب خیز امر تھا کہ وہ نئی نویلی دلہن بھی اب اپنی
جگہ سے کچھ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی جسکی شرمائی آنکھ سے اسکی پلک گری تھی - اٹھنا چاہیئے تھا - یہ
بھی وہیں پر بیٹھ گئی جہاں اسکے حسن کا متوالا بیہوش پڑا تھا جھکی ہوئی اپنی حسرت اور شوق بھری
آنکھوں سے اس چہرہ کو بغور دیکھ رہی تھی جسپر اگر مردنی نہیں تو بیہوشی تو ضرور ہی چھائی ہوئی تھی اسکا
ایک حنائی ہاتھ اس بیچارے دوست کے سینہ پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے بیقابو
ہوجانیوالے سر کو تھامے ہوئے تھی - اف کس قیامت کا سین تھا - ہائے خضر خان اسوقت اگر ہوش
میں ہوتا تو وہ اسکی قدر کرتا اور بے اختیار یہی اسکی زبان سے نکلتا تھا ـــــ ۵

قربان جاؤں درد جگر کردہ رہے ہیں	یہ پوچھتے ہیں مجھسے بتا تو کہاں ہے آپ

کمبخت آنکھ کھولدو - انہوں نے حسن خوش حرکت - بچہ نوعمر کی دین آگئے - اب اس حنائی آنکھوں
والی کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو اس بیہوش شخص کے چہرہ پر گلاب پاشی کر رہے تھے - اسکے تن بدن
اور لباس سے عطر سہاگ کی نکلنے والی لپٹیں لخلخہ کا کام دے رہی تھیں اور دیکھا جاتا تھا کہ اسمیں
کچھ کچھ جنبش حرکت پیدا ہو چلا تھا آنکھ کھولتے ہی جب اسکی نظر اس چاند سی صورت پر پڑی جو غمگین
بیٹھی زار قطار رو رہی تھی - حیرت بھری نظر سے ہمارے دوست کا اسکی طرف دیکھنا تھا وہ شرما کر مسکرانے

ہوئے اسکا پیچھے بیٹھا تھا۔ ہمارے دوست پر اب بھی ایک قسم کی بیخودی کا عالم باقی تھا۔ اسکے ہاتھ پاؤن
جس ہیئت سے تھے اسی طرح رکھے ہوئے تھے۔ مست اور بیخود کر دینے والے جام مئے کیطرح اسکی آنکھیں
کھلی رہگئی تھیں اور اُنسے لغزش کرتی ہوئی نظر باہر نکلی جاتی تھی۔ خدا جانے نہ بلا اس نظر
مین بھی ہی کیف نکلا آتا تھا جو کسی لبریز چھلکتے ہوئے جام کے منہ سے سر دریز ہو کر چھلکا پڑتا ہو۔ یا بھبک
بنکر نکل رہا ہو۔ اُن ٹکٹکی باندھکر دیکھنے والی آنکھون سے للچائی ہوئی نکلنے والی نظر اس چہرہ کی بلائیں
لے رہی تھی جسے بیخودی کے عالم مین گھونگھٹ کا ایک کنارہ سرکا دیا تھا اور جسکو حیا کے پسینے اور آنکھوں سے بہنے
والے آنسوؤن نے اسوقت اسی طرح دہو دیا تھا جیسے روشنی کی کرن شیشہ آلات سے نکل نکلکر اسی طرح
تڑپتی تھی جیسے جلتی ہوئی شمع کے گرد اسکی قدردانی عاشق پروانے۔ اُف اُف عجب بیچین کر دینے والا نظارہ
تھا کیسی آنکھیں جھکی ہوئی کسی کی للچائی ہوئی آنکھیں کھلی ہوئیں۔ حیرت کا عالم بیخودی کی کیفیت
خوشی کا بڑھا ہوا سناٹا۔ دم بھر بعد ہمارے حسن پرست دوست کی طبیعت کی خود رفتگی مین جب ذرا اور
کمی ہوئی تو آہستہ آہستہ اسکے دل و دماغ مین ان خیالات کی آمد و شد شروع ہوئی۔ کیا مین خواب
تو نہین دیکھ رہا ہون۔ مجھپر کچھ جادو تو نہین کیا گیا ہے۔ مجھکو کوئی نشے کی چیز تو نہین کھلا دی گئی ہے
میری آنکھیں میرے دلکو فریب تو نہین دے رہی ہین۔ میرا دل میری آنکھوں سے دغا بازی تو نہین
کرنا چاہتا ہے۔ ہو بہو وہی صورت وہی نقشہ بعینہٖ وہی آنکھیں جنہون نے مجھپر جادو ڈالا (دونون
ہاتھون سے آنکھیں ملکر) خدا گواہ ہے وہی موہنی صورت۔ وہی بوٹا سا قد۔ وہی حسن کے سانچے
مین ڈھلا ہوا چھریرا بدن۔ وہی خط و خال۔ وہی گھونگر والے لمبے لمبے بال۔ بس فرق ہے تو
اسقدر کہ آنیوالی اٹھتی جوانی نے انکو اب سے کچھ اور بھی بنا دیا ہے۔ ہان ہان۔ وہی ہین
ہین۔ یہ کہا جا کہ اسی طرح اپنے ملتی جلتی ہوئی صورت ورنہ وہ بیا کہاں اور ایسے
نصیب ہی کہاں لیکن ایسے بے مثال حسن کا دنیا مین جواب ہی نہیں تھا۔ اے میرے الجھے
ہوئے منتشر خیالات کیا تم میرے دلمین الجھن اور دماغ مین پریشانی ہی پیدا کرنے
کیلئے ہو۔ الفاظ کے قالب مین کیون نہین ڈھلتے۔ اے میری مشتاق آنکھو ان کا تم دیکھنا

بس آنسو ہی بہانیکے لئے ہو۔ پہچاننے کیلئے نہیں ہو کیسکو پہچانتی بھی ہو۔ آہ ردم نالہ و شیون
شکوہ و حکایت کرینوالی میری زبان کیا تو ہو گئی اسوقت کنج دہن مین خاموشی بیٹھنے کیلئے ہے چلنے کے
لئے نہیں آخر تو اس طرح ہے یہ سکوت کی مہر کیون نہیں توڑتی۔ آخر یہ حیرت خیز پردہ ہمارے اور تیرے
درمیان سے کیون نہیں اوٹھتا"

اسقدر جھکنے کے بعد اسکے خیالات کی گھبرائی ہوئی تیز رفتار کچھ سست ہوئی اور اسکا بجس و حرکت
ہاتھ اس گھونگھٹ کیطرف سرک رہا گو اسوقت قدرتی حیا کے تقاضہ سے بے اختیار ہو کر
اوٹھنے والے حنائی ہاتھون نے گھونگھٹ کو سنبھالا بھی پکڑا بھی۔ مگر چلنے والے اور جائز طور پر
چلنے والے ہاتھونکو ادھر بھی جو شوق مین بھرے ہوئے ہون بھلا کسنے روکا ہے۔ دونون
ہاتھون سے گھونگھٹ ہٹا دیا ہے۔ چودہوین رات کا چاند تھا جو نکل آیا خداداد حسن کی کرنین
دیکھنے والی نظرونکو خیرہ کرتی ہوئی نکلنے لگین اور خدا کی قدرت کا جلوہ نظر آئینگا حسن کی
مجسم صورت انکھون کے سامنے آگئی اور ہمارے حسن پرست کی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ نکلنے لگے "
اے قادر مطلق۔ آپکے قلبونکو دم بھر مین پھیر دینے والے خدا تجھ مین ہر طرح کی طاقت ہے اور اب بیان کا سہارا لینے
والا تو ہی ہے" حضرہا کی زبان سے یہ جملے نکل رہی تھی اور انکھین حمد کے عالم مین آسمان کیطرف اٹھتی ہوئی
تھین۔ آسمان کی طرف لگی ہوئی انکھین جب ذرا نیچے جھکین تو پھر اسی چہرہ کی بلائین لینے لگین جو شرم کی وجہ
سے نیچے جھکا ہوا تھا مگر ایک مغرور اور سرکش دلکو نیچا دکھا دینے کیلئے بہت کافی تھا ہمارا وہی دوست
پہلے اسکی طرف نگاہ اوٹھا کر بھی دیکھنا کسی طرح جائز ہی نہیں رکھتا تھا۔ اسنے دیکھا۔ پھر دیکھا۔ بجور
دیکھا اور پیار کی نظرون سے دیکھا اور پھر کچھ عجیب محویت یا شوق کے عالم مین کہا ؎

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر || کیون تم وہی معشوق ہو یا مجھکو گمان ہے

اور اس کنیز نے جسنے دوبارہ سلام کیا تھا جیسے شرمائی ہوئی دلہن کے کان مین کچھ
کہا تھا اسنے آگے بڑھکر اپنی مسکراتے ہوئے لبونکو جنبش دیکر کہا "ہان ہان حضور وہی

خضر خان - (حیرت اور خوشی سے اسکی طرف دیکھکر) کون! تو کسکو سمجھی؟"

وہی کنیز — جنکو حضور نے کیرت کمبھ کے مندر میں دیکھا تھا"

خضر خان (پھر اسکی طرف غور سے دیکھکر) تیرا نام ؟"

وہی کنیز — حضور لونڈی کا اصلی نام تو انندا ہے مگر آپ نے مجکو کلا کے نام سے یاد فرمایا ہے"

خضر خان (بہت خوشی کے لہجے میں) تو کو کلا ہے - کو کلا - او دوری کو کلا تو نے مجکو بہت دہوکا دیا - اوہ میں نے بہت دہوکا کہایا (شرمائی ہوئی بہن کو حسنی کر) کیوں حضور آپ ہی ہیں - کیرت کمبھ میں آپ ہی نے میرے حجرے میں دلپر بجلی گرائی تھی یا آپ ہی نے مجھے چھیڑ دولا تھا"

کیوں تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہے	ہے - دل میں نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر

دیولدیوی رانی تمہارا ہی پیارا نام ہے - آہ آج یہ اثر کھلا ع یار در خانہ من گرد جہاں میگردم

اوہ بہت ستایا - بہت تڑپایا"

ہمارا دوست کچھ عجیب ذوق شوق کی حالتیں باتیں کر رہا تھا اور اسکی پیاری معشوقہ جو جائز طور پر آج اسکی بیوی بنی ہے جو ہمارے اس ناول کی جان اور ہیروئن ہے اور جسکو ہم اسکے حسن کے اعتبار سے ہمیشہ حسن کی دیوی کے لقب سے مخاطب کرتے رہے ہیں اور جسکا نام **دیولدیوی** ہے اسی طرح شرمائی ہوئی بیٹھی ہے - پیارا پیارا اسکا شرمایا ہوا چہرہ نقشہ عجیب - گلابی رنگ اسپر غیرت سے گوہر شبنم کیطرح پسینے کے ڈھلنے والے قطرے - ان قطروں پر پڑتی ہوئی روشنی کی کرنیں - پھر انکا عکس اٹھتا ہوا عکس - بڑی بڑی غلافی آنکھوں کا شرم سے نیچے جھکا ہوا اسپر پلکیں پلکوں کی بیٹھے اور گوشۂ چشم کا ... آئے

کہ جیسے ہاتھ کسی نازنیں کا ساغر پر	وہ چشم مست پر اسپر وہ پنجۂ مژگاں

چپ تھی اور کوئی جواب نہ تھا - خضر خان انندا سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا "انندا تو مجکو دہوکا دیکر اور چھپکر چلی کہاں گئی تھی ؟"

انندا (شرمندگی سے سر جھکاکر) بیشک حضور کی اس پر میں لونڈی خطاوار ہے مگر حضور انھیں کی (دیولدیوی کیطرف اشارہ) آپ ہی لونگی محبت کی ماری گئی جسنے یکچشم زدن میں بیچین کر دیا تھا خدا انکو سلامت رکھے یہ رانی میری گودوں کی کہلائی ہیں اور نام خدا میری ان آنکھوں ہی کے

سامنے جھوٹے سے بڑی ہوئیں۔ گو حضور ہر طرح سے میری پوچھ گچھ کرتے تھے مگر انکی جدائی کسی طرح مجھکو
چین نہیں لینے دیتی تھی۔ ایکدن نکلانہ کیطرف چند جانباز جوان لیے ہیے تیار اسے کرن کے
پاس تھیں اتفاق سے مجھکو ملگئے اور میں ایک روز موقع پاکر انکے ہمراہ آپ سے چھپکر چلدی"

خضر خان (طنز سے لہجے میں) ہوں! اور تو تو کہتی تھی کہ میں انکو (دیولدیوی کی
طرف اشارہ) جانتی ہی نہیں۔ خیر یہی نہیں جھوٹی دغاباز۔ مکارہ"

انندا "اور یہ رانی آجتک مجھسے بدگمان ہی رہیں کہ انکا حال میں نے آپ سے کہدیا (دیولدیوی
کا شانہ ہلاکر) کیوں رانی اب تو یقین آیا! کیا مشکل ہے کہ دونوں طرف کی تم بری ٹھیری" اور
دیولدیوی نے موقع سے اسکو ایک چٹکی لیکر اسکو اس حرف سے آگاہ کردیا کہ وہ اپنی چلتی ہوئی زبان
بند کردے۔ اور خضر خان مسکراکر اسطرح کہنے لگا "تو کیا مراد کہ میری پیاری کا دوں تک بجا ہے" تو انندا
میں تیرا ضرور مشکور رہوں۔ ع ذکر میرا مجھسے بہتر تھا کہ اس محفل میں ہے
اور ہمارے دوست اس کہنے پر دیولدیوی نے انندا کی طرف کنکھیوں سے کچھ اسطرح دیکھا کہ جس سے
ثابت ہوتا تھا کہ انندا کو وہ کسی بات میں قائل کرنا چاہتی ہے جسکو دیکھکر خضر خان نے انندا سے کہا۔ "آہ میں
کیا جانتا تھا کہ ہماری مکرمہ محترمہ کنولا رانی کی یہ اچکاری تھیں ورنہ میں نے ایک دن کا انکو بکر بلایا تھا
وہ تو خود نہیں کچھ خیال آگیا اور ظل اللہ کو انہوں نے مجبور کردیا۔ اور یہاں یہ آئیں کسطرح؟ میں نے تو
سنا تھا کہ یہ کسی لڑائی سے ہمارے فوجی لوگوں کے ہاتھ لگیں"

انندا "حضور اصل واقعہ یہ ہے کہ جب سلطانی فوج نے شاہی حکم سے انکی تیاری کرن مہاراج پر انکے
لئے بہت زور ڈالا تو انکا گونا راجہ رامدیو کے بڑے بیٹے سنگلدیو کے ساتھ کردیا گیا"

خضر خان (بہت پریشانی کے لہجے میں بات کاٹکر) ہائیں تو انکا گونا ہوگیا اب میری
تمناؤں کا خاتمہ ہی ہوگیا اور اسیں کے ساتھ مرا ہی۔ آہ غضب ہوگیا۔ غضب ہے

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری		غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

انندا (ہنسکر) آخر کوئی بات بھی۔ سنگلدیو کی بھی جا کر صورت بھی تو دیکھی ہے۔ وہ تو دیوگڈھ

ہی مین تہے۔ انکی بہابی بہیم دیو انکو لئے ہوئے بگلانہ سے جا رہی تہے کہ ایلورہ پہاڑ کی پاس
سلطانی فوج سے انکا مقابلہ ہوگیا۔ دیر تک بڑی بہادری سے دونون فوجین لڑتی رہین
قریب ہی تہا کہ بہیم دیو کی فوج کامیاب ہو اتنی مین سلطانی فوج کا تہوڑا حصہ مین فتح پر پہونچگیا
اور بہیم دیو کو شکست ہوئی تمام فوج تتر بتر ہوگئی تہی اور جسطرف جسکو موقع ملتا تہا جان بچا کر بہاگا
جاتا تہا دیول رانی مردانہ لباس مین ایک گہوڑی پر سوار تہین اور ہم سب بہی گہوڑون پر تہے کہ سلطانی فوج
کیطرف سے ایک تیر دیول رانی کی گہوڑی پر ایسا لگا کہ گہوڑا وہین گر گیا اور قریب تہا کہ بدنصیب دشمنون
ہماری رانی ان آنیوالی تیرون کا نشانہ بنجاتین کہ ہم سب عورتین انکا نام لیکر چیخنے لگین۔ وہ معا
شاہی فوج نے ہماری آواز پہچانکر ہم سبکو گرفتار کرلیا۔ ہم سب اسوقت الغخان کے پاس بہیجے گئے اور
بہت عزت اور آرام کے ساتھ یہان لائی گئین اور جب بڑی مہارانی کے حضور مین ہم سب حاضر ہوئے
تو جسقدر رنج اور صدمے اس سے پیشتر اٹہائے تہے سب راحت سے بدل گئے اور نو مسلمان ہم سب کے دلونکو تسکین دی کیا

خضرخان — تو سنگلدیو کی صورت انہون نے نہین دیکہی؟

انندا — نہین حضور نہین جیسی چاہئے قسم لیجئے۔ بجز اسدن کے جسدن
کہمبرت کہمبہ مین آپ ہی کے سامنے دیکہا تہا بس وہ دن اور آج کی گہڑی۔

خضرخان — تو سنگلدیو وہی منحوس شخص تہا ہائے مجہکو اسوقت اسکی حابت کا حال معلوم ہوا
ورنہ ہمین اسکا خون پی لیتا اسیدن کیلئے اسکو زندہ ہی چہوڑا۔ اسکا جیسا صلہ یہ ادا
دلوادیا فنکی پری! وہ اور دیولدیوی سبحان اللہ آنکی صورت تو دیکہا چاہئے۔ خداوندا تیرا
لاکہ لاکہ شکر ہے کہ تو نے ایکبار ان دونکو جدا رکہا۔ ورنہ مین تو سمجہتا تہا کہ میری شادی میری جان
لیکے رکہیگی ہے۔ مگر قربان جاؤن تیری قدرت کے کہ تو نے محض اپنے کرم سے غیب سے وصال مین
کی صورت کے سامان مہیا فرمادئے اور اسطرح جائز طور پر وہ بہی بہت بڑا دریعہ
بالیقین جب کہ اسکا وہم و گمان نہی تہا۔ گو اب تک مین اپنے آپکو بہت ہی بدقسمت خیال کرتا تہا
مگر آج دنیا میں مجہسے زیادہ کوئی خوش قسمت نہین (دیولدیوی سے مخاطب ہوکر)

گو اسنے انکار کیا ہی اور میرا دل بھی کہہ رہا ہی کہ تم وہی ہو مگر میری ٹری ہوئی بدگمانی کا حد اُسرا کیے رہ رہ کر یہی شبہہ ہوتا ہی کہ میری آنکھیں میرے دلکو کہیں دھوکا نہ دینے رہی ہیں۔ خدا کے لیئے اب تم اپنی پیاری زبان سے خود ہی مجھکو اس امر کا یقین دلادو کہ تم وہی ہو جس کو مین نے کھیرت کھمبہ مین دیکھا تھا۔ ہو تو ضرور وہی۔ اچھا اور کچھ نہ کہو تو ہاں ہی کہکر مجھکو اطمنان دلادو۔ جسیون کو اگر ہاں کے لفظ سے قطعی دشمنی ہو تو مین کہتا ہون مجھکو شبہہ تو نہین ہی کہدو نہین ہی۔ ہمارے دوست کے اس گھبراہٹ کے حملہ پر بے اختیار آ ہوائی ہنسی دیولدیوی کو بیقرار ہی تو کر دیا اور گو اسوقت اس نے بہت ہی ٹرے ہوئے ضبط سے کام لیا مگر تبسم کی کچھ کچھ کیفیت اسکے نازک لبون اور یاقوتی ہونٹھونپر نمایان ہو گئی جس نے ہمارے دوست کو تڑپا دیا۔ اور وہ دیولدیوی کے حنائی ہاتھ اپنے ہاتھ مین دبا کر بہت ہی للچائی ہوئی نظرون سے اسکی طرف کچھ اسطرح دیکھنے لگا کہ جھکی ہوئی آنکھین شرما گئین۔ دیولدیوی نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا کھینچا بھی۔ مگر نازک کمر ہاتھ سوق بھرے ہاتھوں سے بچا لیک جھوٹ سے ہین۔ توبہ اور پھر ہمارے دوست کی زبان سے ذوق شوق کے عالم مین پھڑکتا ہوا شعر نکلا ؎

بلبے صد آپکی اللہ رے ہٹ اُف رے مزاج
آجتک وصل کے انکار چلے جاتے ہین

اُف کچھ عجیب وقت تھا۔ ہاتھا پائی ہو رہی تھی کسی کے دست شوق بڑھ رہے تھے اور کوئی بدن چرچرا کر بگڑ بگڑ کر بچا تا تھا۔ ہمارے دوست کی آنکھوں کا اب بدلا ہوا رنگ دیکھ کر سب کنیزین کھسک چلی تھین۔ روشن شمع کی اُٹھتی ہوئی لو بھی حیا سے فانوس کے اندر اپنا منھ چھپا رہی تھی اُسکی پھیلی ہوئی روشنی کا رنگ غیرت کے مارے اب سپید ہو گیا تھا اور اب ہماری طبیعت بھی ہمارے قابو سے کچھ اسطرح نکلی جاتی تھی جسطرح ہمارے دوست کا رنگا اور بڑھا ہوا شوق اسکے اختیار سے۔ یا دیولدیوی اسکے گود سے۔ علاء الدین خلجی کا کیا حال ہوا۔ اور حرمان نصیب سنگلدیو کے دل پہ

کیا گذری اس کو آپ تاریخی کتابون سے دریافت فرما سکتے ہین - اب زیادہ ہم بیان ٹھیر نہین سکتے - ایسی صحبتین ہمارے دوست ہی کو مبارک -

(ہمارا تو سلام ہے)

تمت بالخیر

رام پیاری

جناب والد ماجد قبلہ حکیم محمد علیخاں صاحب مرحوم و مغفور کی یہ آخری تصنیف ہے جسکا کچھ حصہ مرقع عالم کے ساتھ شائع ہوتا رہا اور کچھ حصہ مسودہ کی صورت میں اُنکی اندوہگین وفات کے وقت موجود تھا ناول کا بقیہ حصہ اُنکے بڑے بیٹے محمد مصطفےٰ علیخاں صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل نے حاصل محنت جانفشانی سے پورا کیا ہے واحدیت اور تصوف کا رنگ اگر ناول کے پیرایہ میں دیکھنا ہو تو اس ناول کو ضرور دیکھئے پہلا حصہ اسوقت تیار ہے جن اصحاب کی درخواستیں مع کل قیمت حصہ دوم کی اشاعت سے پہلے آجائینگی اُن سے صرف للعہ لیے جاوینگے ورنہ بعد اشاعت کتاب کی قیمت پانچ روپیہ ہوگی،

مجرب اور سریع الاثر دوائیں

حکیم محمد علیخاں مرحوم و مغفور کو فن طبابت میں جو خاص ملکہ اور دستگاہ حاصل تھی اسکو ایک عالم جانتا ہے۔ انکی تمام عمر کے تجربہ کی چند مجرب اور سریع الاثر دوائیں اب بھی باقی ہیں جو مرض کے دفع کرنے میں تیر بہدف کا کام دیتی ہیں۔ صرف امتحان شرط ہے،

طلاء نادر۔ بچپن کی غلط کاریوں اور کثرت جماع سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اُنکے دفع کرنے میں اور ضائع شدہ قوت کو اصلی حالت پر لانے کے لیئے یہ بے نظیر طلاء ہے اس کے تین روز کے استعمال کے بعد کسی قسم کی خرابی باقی رہے تو ہمارا ذمہ اور لطف یہ کہ کسی قسم کا چھالا اور آبلہ وغیرہ بھی نہیں پڑتا ہے صرف معمولی دانہ بعض اوقات پڑ جاتے ہیں اور وہ روغن کی مالش سے فوراً دفع ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی جسمیں تین روز کے استعمال کی دوا ہوگی صرف (عہ)

حبوب ممسک۔ اسکا نام خود اسکے اوصاف پر دلالت کرتا ہے زائد تعریف کرنا خلاف تہذیب ہے ایک مرتبہ اسکا استعمال ضرور کیجئے قیمت ۲۰ گولیاں (عہ)

سفوف جریان۔ یہ دوا جریان کے مرض کیواسطے بہت مفید ہے سرعت انزال کو بھی دفع کرتی ہے اور باہ کو قوت دینے میں بے نظیر اور بے انتہا زود اثر ہے۔ قیمت (عہ)

المشتہر مہتمم دواخانہ حکیم محمد علیخاں صاحب مرحوم مصطفےٰ منزل ہردوئی اودھ